اللہ کون ہے؟

AVAILABLE AT
http://www.everythingisvisual.com/downloads/akh.html

WRITTEN & PUBLISHED BY

www.everythingisvisual.com/eiv

N o © C o p y r i g h t s!

NOTICE

Salam o Alaykum to all Muslims and Hi to Non Muslims.

This book is written for every individual comes in this World till the last day.

This book contain, “QUALITIES OF GOD, WHY A MAN IS CREATED, THE CREATION OF THE WORLD, WHAT HAPPENS AFTER DEATH, THE DAY OF JUDGEMENT, ALL TYPES OF SHIRK, LIST OF MAJOR SINS, LIST OF MINOR SINS, THE REALITY OF 73 SECTS IN ISLAM AND MUCH MORE.”

May ALLAH Almighty forgive our sins and shower His gifts on us.. Ameen!

May ALLAH Almighty pass the sawab of this work to all the Muslims who are no more and all the Muslims who are living.. Ameen!

article@everythingisvisual.com
www.everythingisvisual.com/eiv

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ

اللہ کون ہے؟

کسی بھی ذات کو جاننے کے چار مرحلے ہوتے ہیں۔ کسی کے بارے میں علم ہونا، کسی کو صفات سے جاننا، کسی کے ساتھ جان پہچان ہونا یا کسی کے ساتھ ملاقات (دوستی) ہونا۔

پہلا مرحلہ یہ کہ ایک شخص جس کا نام مسٹر جون ہے وہ فلاں جگہ میں رہتے ہے۔ مگر اس سے زیادہ آپ مسٹر جون کو نہیں جانتے تو اسکو سرسری سا جاننا کہتے ہیں یا کسی کے بارے میں مختصر سا علم ہونا۔

دوسرا مرحلہ یہ ہو گا کہ آپ اس کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں جیسے مسٹر جون فلاں جگہ کام کرتے ہے، فلاں جگہ میں رہتے ہے، ان کی عمر 40 سال ہے، وہ ٹینس بہت اچھا کھیلتے ہے وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مرحلہ یہ ہو گا کہ آپ کی ان سے پہچان ہو۔ پہچان تبھی ہوتی ہے جب دونوں فریق ایک دوسرے کو اچھے سے جانتے ہو۔ اور جو بھی آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں اس کی آپ خود تصدیق بھی پا لیتے ہے کہ مسٹر جون واقعی فلاں جگہ میں رہتے ہے، وہ واقعی فلاں جگہ کام کرتے ہے، وہ واقعی ٹینس کے بہت اچھے کھلاڑی ہے وغیرہ وغیرہ۔

چوتھا مرحلہ یہ ہے کہ آپ کی ان سے ملاقات بھی ہوتی ہے اور وہ آپ کے دوست بھی ہے۔ تو ایسے میں آپ کی اور مسٹر جون کی کیسی جان پہچان ہو گی جبکہ آپ دونوں کی دوستی ہے؟ یقینا بہت خوب جان پہچان ہو گی۔

اللہ تعالی کو جاننے کے بھی چار مرحلے ہے۔

پہلا مرحلہ

اللہ تعالی نے اس دنیا میں چار کتابیں (تورات، زبور، انجیل، قرآن الکریم) اور مختلف صحیفےنازل کیے ہیں۔ ان چار کتابوں اور مختلف صحیفوں میں قرآن الکریم سب سے آخر میں نازل ہوا اور باقی تین کتابیں اور مختلف صحیفے قرآن الکریم سے پہلے نازل ہوئے تھے۔ قرآن الکریم سے پہلے جتنی بھی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے تھے وہ اب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔ صرف ایک کتاب جس کا نام قرآن الکریم ہے 1433 سال گزرنے کے بعد بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اس کتاب میں اب تک ایک حرف کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی اور قیامت تک یہ کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود رہے گی۔ یہ کتاب اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے۔ قرآن الکریم نبی آخرالزماں ﷺ پر نازل ہوئی اور اس وقت دنیا میں نبی آخرالزماں ﷺ کی امت اللہ تعالی کی نمائندہ امت ہے۔

اللہ تعالی کون ہے یہ جاننے کے لیے ہم قرآن الکریم سے حوالے دینگے۔ بھلااللہ تعالی کے بارے میں جاننے کے لیے اس کتاب سے بہتر اور کون سی کتاب ہوگی جو بغیر کسی ایک حرف کی تبدیلی کے باوجود آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور اس کتاب میں اللہ تعالی خود لوگوں سے مخاطب اپنے بارے میں بتارہے ہے۔ پہلے مرحلہ میں چار نکتے ہیں۔

پہلا نکتہ۔۔ اللہ تعالی کا اسم کیا ہے۔ قرآن الکریم میں 114 سورتیں ہیں اور 113 سورتیں بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ قرآن الکریم میں اللہ تعالی کم و بیش 2653 جگہ پر اسم اللہ کو استعمال کرتے ہوئے مخاطب ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی کا اسم اللہ ہے۔

دوسرا نکتہ۔۔ اللہ تعالی کون ہے۔ اس کتاب کا عنوان بھی "اللہ کون ہے؟" جو کہ چار تفصیلی مرحلوں پر مشتمل ہیں اور پہلے مرحلے کے اس نکتہ نمبر دو میں بھی یہی سوال ہے کہ اللہ کون ہے مگر اس سوال کا اس نکتہ میں جواب مختصر ہیں۔ اللہ تعالی کون ہے اس کا پہلا مختصر جواب اسم اللہ سے معلوم ہوجاتا ہے۔ لفظ اللہ لفظ ولہ سے نکلا ہے۔ لفظ ولہ کا معنی حیرانگی اور سرگردانگی کے ہیں (لفظ ولہ اور اس کا معنی کتاب: عقائد الاسلام، مؤلف: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے اخذ کیا گیا ہیں)۔ اور لفظ اللہ کا معنی حیران اور سرگردان ہو کر جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ اسم اللہ سے یہ بات کسی حد تک واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ معبود ہے یعنی جس کی عبادت کی جاتی ہے۔

اللہ کون ہے اس بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں--

اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ ال بقرۃ آیۃ ۱۵۵)-

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ ال عمران آیۃ ۲)-

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

شَهِدَ اللَّـهُ أَنَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ ال عمران آیۃ ۱۸)-

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی عبادت نہیں اس کے سوا

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ ال عمران آیۃ ۱۸)-

کسی کی عبادت نہیں سوا اس (اللہ) کے

وَاعْبُدُوا اللَّـهَ (سورۃ ال عمران آیۃ ۳٦)-

اور عبادت کرو اللہ کی

اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ ال عمران آیۃ ۸۷)-

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ اعراف آیۃ ۵۹)-

عبادت کرو اللہ کی کو ئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ اعراف آیۃ ٦۵)-

عبادت کرو اللہ کی کو ئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ اعراف آیۃ ۷۳)-

عبادت کرو اللہ کی کو ئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ اعراف آیۃ ۸۵)-

عبادت کرو اللہ کی کو ئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ اعراف آیۃ ۱۵۸)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کے سوا

لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ توبۃ آیۃ ۳۱)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کے سوا

حَسْبِيَ اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ توبۃ آیۃ ۱۲۹)۔

کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی عبادت نہیں اس کے سوا

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّـهَ (سورۃ هود آیۃ ۲)۔

کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی

وَأَن لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ هود آیۃ ۱۴)۔

اور یہ کہ کوئی معبود نہیں اس (اللہ) کے سوا

أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّـهَ (سورۃ هود آیۃ ۲۶)۔

کہ نہ عبادت کرو اللہ کے سوا

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ هود آیۃ ۵۰)۔

عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں سوائے اس کے

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ هود آیۃ ۶۱)۔

عبادت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں سوائے اس کے

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورۃ هود آیۃ ۸۴)۔

عبادت کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (سورۃ یوسف آیۃ ۴۰)۔

اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ رعد آیۃ ۳۰)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کے سوا

أَعْبُدَ اللَّـهَ (سورۃ رعد آیۃ ۳۶)۔

عبادت کروں اللہ کی

هُوَ إِلَٰهٌ (سورۃ ابراھیم آیۃ ۵۲)۔

معبود وہی (اللہ) ہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا (سورۃ نحل آیۃ ۲)۔

کسی کی عبادت نہیں سوا میرے (اللہ)۔

اعْبُدُوا اللَّـهَ (سورۃ نحل آیۃ ۳۶)۔

عبادت کرو اللہ کی

إِنَّ اللَّـهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ (سورۃ مریم آیۃ ۳۶)۔

بے شک اللہ ہے رب میرا اور تمہارا سو اس کی عبادت کرو

فَاعْبُدْهُ (سورۃ مریم آیۃ ۶۵)۔

سو اسی (اللہ) کی عبادت کر

اللَّـهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ طه آیۃ ۸)۔

اللہ ہے جس کے سوا عبادت نہیں کسی کی

إِنَّنِي أَنَا اللَّـهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا (سورۃ طه آیۃ ۱۴)۔

میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی عبادت نہیں سوا میرے

إِنَّمَا إِلَـٰهُكُمُ اللَّـهُ الَّذِي لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة طه آية ۹۸)۔

تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی عبادت نہیں

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (سورة انبياء آية ۲۵)۔

کسی کی عبادت نہیں سوائے میرے (اللہ) سو میری (اللہ) عبادت کرو

لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا أَنتَ (سورة انبياء آية ۸۷)۔

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے (اللہ)۔

وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (سورة انبياء آية ۹۲)۔

اور میں (اللہ) ہوں رب تمہارا سومیری (اللہ) عبادت کرو

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورة مؤمنون آية ۲۳)۔

عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں اس کے سوا

اعْبُدُوا اللَّـهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُ (سورة مؤمنون آية ۳۲)۔

عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں اس کے سوا

يَعْبُدُونَنِي (سورة نور آية ۵۵)۔

میری (اللہ) عبادت کریں گے

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّـهِ إِلَـٰهًا آخَرَ (سورة شعراء آية ۲۱۳)۔

سو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود

اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة نمل آية ۲۶)۔

اللہ ہے کسی کی عبادت نہیں اس کے سوا

أَنِ اعْبُدُوا اللَّـهَ (سورة نمل آية ۴۵)۔

کہ عبادت کرو اللہ کی

أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّـهِ ۚ بَلْ (سورة نمل آیة ۶۰)۔

اب کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں

أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّـهِ ۚ بَلْ (سورة نمل آیة ۶۱)۔

اب کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں

وَهُوَ اللَّـهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة قصص آیة ۷۰)۔

اور وہی اللہ ہے کسی کی عبادت نہیں اس کے سوا

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّـهِ إِلَـٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة قصص آیة ۸۸)۔

اور مت پکار اللہ کے سوائے دوسرا معبود کسی کی عبادت نہیں اس کے سوائے

وَاعْبُدُوهُ (سورة عنکبوت آیة ۱۷)۔

اور اس (اللہ) کی عبادت کرو

اعْبُدُوا اللَّـهَ (سورة عنکبوت آیة ۳۶)۔

عبادت کرو اللہ کی

فَاعْبُدُونِ (سورة عنکبوت آیة ۵۶)۔

سو میری (اللہ) ہی عبادت کرو

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة فاطر آیة ۳)۔

کوئی معبود نہیں مگر وہ (اللہ)۔

وَأَنِ اعْبُدُونِي (سورة یس آیة ۶۱)۔

اور یہ کہ عبادت کرو میری (اللہ)۔

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا اللَّـهُ (سورة صافات آیة ۳۵)۔

کسی کی عبادت نہیں سوائے اللہ کے

وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّا اللَّـهُ (سورة ص آیة ٦٥)۔

اور معبود کوئی نہیں مگر اللہ

فَاعْبُدِ اللَّـهَ (سورة زمر آیة ٢)۔

سو عبادت کر اللہ کی

أَلَا لِلَّـهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (سورة زمر آیة ٣)۔

اللہ ہی کے لیے ہے عبادت خالص

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة زمر آیة ٦)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کی سوا

أَنْ أَعْبُدَ اللَّـهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ (سورة زمر آیة ١١)۔

کہ عبادت کروں اللہ کی خالص کرکر اس کے لیے عبادت

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة غافر آیة ٣)۔

کسی کی عبادت نہیں سوائے اس (اللہ) کے

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة غافر آیة ٦٥)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کے سوائے

إِنَّ اللَّـهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ (سورة زخرف آیة ٦٤)۔

بے شک اللہ جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی عبادت کرو

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَـٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَـٰهٌ (سورة زخرف آیة ٨٤)۔

اور وہی (اللہ) ہے جس کی عبادت ہے آسمان میں اور اس (اللہ) کی عبادت ہے زمین میں

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورة دخان آیة ٨)۔

کسی کی عبادت نہیں سوائے اس (اللہ) کے

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّـهَ (سورۃ احقاف آیۃ ۲۱)۔

کہ عبادت نہ کرو کسی کی اللہ کے سوا

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا اللَّـهُ (سورۃ محمد آیۃ ۱۹)۔

سو تو جان لے کہ کسی کی عبادت نہیں سوائے اللہ کے

فَاسْجُدُوا لِلَّـهِ وَاعْبُدُوا (سورۃ نجم آیۃ ۶۲)۔

سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور عبادت

هُوَ اللَّـهُ الَّذِي لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ حشر آیۃ ۲۲)۔

وہ اللہ ہے جس کے سوا عبادت نہیں کسی کی

هُوَ اللَّـهُ الَّذِي لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ حشر آیۃ ۲۳)۔

وہ اللہ ہے جس کے سوا عبادت نہیں کسی کی

اللَّـهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ تغابن آیۃ ۱۳)۔

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں

أَنِ اعْبُدُوا اللَّـهَ (سورۃ نوح آیۃ ۳)۔

کہ عبادت کرو اللہ کی

لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ (سورۃ مزمل آیۃ ۹)۔

اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہیں

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَـٰذَا الْبَيْتِ (سورۃ قریش آیۃ ۳)۔

تو چاہئے کہ عبادت کریں اس گھر کے رب (اللہ) کی

إِلَـٰهِ النَّاسِ (سورۃ ناس آیۃ ۳)۔

لوگوں کے معبود (اللہ) کی

اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالی معبود ہے اور معبود وہ ہوتا ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کی عبادت کیسے کی جاتی ہے اس بارے میں تفصیل تیسرے مرحلہ میں آئے گی انشاءاللہ۔

تیسرا نکتہ۔۔ اللہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ؟ کیا اللہ تعالی کا کوئی باپ ہے؟کیا اللہ تعالی کی کوئی اولاد یا رشتہ دار ہے؟کیا اللہ تعالی کا کوئی ساتھی ہے؟ ان سب سوالوں کا جواب پہلے اور دوسرے نکتوں سے بہت واضح ہوجاتا ہے۔ جیسے اسم اللہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اسم ذات واحد کا ہے۔ اور دوسرے نکتہ میں جو قرآن الکریم کی آیات بیان ہوئی ہیں ان آیات سے بھی بہت واضح ہے کہ اللہ ذات میں بالکل اکیلے اور تنہا ہے۔

اتنی وضاحت کے باوجود دیکھتے ہیں کہ قرآن الکریم اللہ تعالی کے اکیلے اور تنہا ہونے کے بارے میں کیا کہہ رہا ہیں۔۔

وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۱۶۳)۔

اور معبود (اللہ) تم سب کا ایک ہی معبود (اللہ) ہے

وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّا إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ مائدۃ آیۃ ۷۳)۔

حالانکہ کوئی معبود (اللہ) نہیں بجز ایک معبود (اللہ) کے

قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ انعام آیۃ ۱۹)۔

کہہ دے وہی (اللہ) ہے معبود ایک

أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ (سورۃ انعام آیۃ ۱۰۱)۔

کیونکر ہوسکتا ہے اس (اللہ) کا کوئی بیٹا حالانکہ اس (اللہ) کی کوئی عورت نہیں

لِنَعْبُدَ اللَّـهَ وَحْدَهُ (سورۃ اعراف آیۃ ۷۰)۔

کہ ہم عبادت کریں اللہ اکیلے کی

لِيَعْبُدُوا إِلَـٰهًا وَاحِدًا (سورۃ توبۃ آیۃ ۳۱)۔

عبادت کریں ایک معبود (اللہ) کی

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّـهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ (سورۃ یونس آیۃ ۶۸)۔

کہتے ہیں ٹھہرالیا اللہ نے بیٹا وہ (اللہ) پاک ہے (اولاد سے)۔

قُلِ اللَّـهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ (سورۃ رعد آیۃ ١٦)۔

کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی (اللہ) ہے اکیلا

وَبَرَزُوا لِلَّـهِ الْوَاحِدِ (سورۃ ابراھیم آیۃ ٤٨)۔

اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے کے

وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ ابراھیم آیۃ ٥٢)۔

اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی (اللہ) ہے ایک ہے

إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ نحل آیۃ ٢٢)۔

معبود (اللہ) تمہارا معبود (اللہ) ہے اکیلا

إِنَّمَا هُوَ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ نحل آیۃ ٥١)۔

وہ (اللہ) معبود ایک ہی ہے

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّـهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ (سورۃ اسراء آیۃ ١١١)۔

اور کہہ سب تعریفیں اللہ کو جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اس کا مدد گار

إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ کھف آیۃ ١١٠)۔

معبود (اللہ) تمہارا ایک معبود (اللہ) ہے

مَا كَانَ لِلَّـهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ (سورۃ مریم آیۃ ٣٥)۔

اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ (اللہ) پاک (اولاد سے) ذات ہے

وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَـٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا (سورۃ مریم آیۃ ٩٢)۔

اور نہیں پھبتا رحمن (اللہ) کو کہ رکھے اولاد

قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَـٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ (سورۃ انبیاء آیۃ ٢٦)۔

اور کہتے ہیں رحمن (اللہ) نے کرلیا کسی کو بیٹا وہ (اللہ) پاک (اولاد سے) ہے

أَنَّمَا إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ انبیاء آیۃ ۱۰۸)۔

کہ معبود (اللہ) تمہارا ایک معبود (اللہ) ہے

فَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ حج آیۃ ۳۴)۔

سو معبود (اللہ) تمہارا ایک معبود (اللہ) ہے

مَا اتَّخَذَ اللَّـهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَـٰهٍ (سورۃ مؤمنون آیۃ ۹۱)۔

اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے

وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ (سورۃ فرقان آیۃ ۲)۔

اور نہیں پکڑا اس (اللہ) نے بیٹا اور نہیں کوئی اس (اللہ) کا ساجھی

وَإِلَـٰهُنَا وَإِلَـٰهُكُمْ وَاحِدٌ (سورۃ عنکبوت آیۃ ۴۶)۔

اور عبادت ہماری اور تمہاری ایک (اللہ) ہی کو ہے

إِنَّ إِلَـٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (سورۃ صافات آیۃ ۴)۔

بے شک معبود (اللہ) تم سب کا ایک ہے

إِلَـٰهًا وَاحِدًا (سورۃ ص آیۃ ۵)۔

ایک ہی معبود (اللہ)۔

وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّا اللَّـهُ الْوَاحِدُ (سورۃ ص آیۃ ۶۵)۔

اور معبود کوئی نہیں مگر اللہ اکیلا

لَّوْ أَرَادَ اللَّـهُ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّـهُ الْوَاحِدُ (سورۃ زمر آیۃ ۴)۔

اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرلے تو چن لیتا اپنی خلق میں سے جو کچھ چاہتا وہ پاک (اولاد سے) وہی ہے اللہ اکیلا

أَنَّمَا إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ (سورۃ حم سجدۃ آیۃ ۶)۔

کہ تم پر عبادت ایک معبود (اللہ) کی ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا (سورۃ جن آیۃ ۳)۔

نہیں رکھی اس (اللہ) نے جورو نہ بیٹا

هُوَ اللَّـهُ أَحَدٌ (سورۃ اخلاص آیۃ ۱)۔

وہ اللہ ایک (اللہ جیسا اور کوئی نہیں) ہے

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (سورۃ اخلاص آیۃ ۳)۔

نہ اس (اللہ) کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ (اللہ) کسی کی اولاد ہے

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (سورۃ اخلاص آیۃ ۴)۔

اور نہیں اس (اللہ) کے جوڑ کا کوئی

قرآن الکریم کی ان آیات سے بہت اچھی طرح یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالی کا نہ تو کوئی باپ ہے، نہ کوئی اولاد، نہ کوئی رشتہ دار اور نہ ہی کوئی ساتھی وغیرہ یعنی اللہ تعالی وَاحِدٌ ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالی اَحَدٌ بھی ہے یعنی اللہ تعالی جیسی کوئی اور ذات نہیں۔

چوتھا نکتہ۔۔ اللہ تعالی وَاحِدٌ ہے، اَحَدٌ ہے اور اللہ تعالی معبود ہے۔ اس نکتہ میں یہ سوال ہے کہ اللہ تعالی معبود تو ہے مگر کس کے معبود ہے؟

قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

الْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ فاتحۃ آیۃ ۱)۔

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب ہے سارے جہان کا

إِنِّي أَخَافُ اللَّـهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (سورۃ مائدۃ آیۃ ۲۸)۔

میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سب جہان کا

وَالْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ انعام آیۃ ۴۵)۔

اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب ہے سارے جہان کا

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ انعام آیۃ ۱۶۲)۔

تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا ہے

وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ (سورۃ انعام آیۃ ۱۶۴)۔

اور وہی (اللہ) ہے رب ہر چیز کا

تَبَارَكَ اللَّـهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (سورۃ اعراف آیۃ ۵۴)۔

بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا

مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ اعراف آیۃ ۶۱)۔

جہان کے رب (اللہ) کا

مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ اعراف آیۃ ۱۰۴)۔

جہان کے رب (اللہ) کا

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ آیۃ ۱۲۱)۔

ہم ایمان لائے رب (اللہ) جہان پر

أَنِ الْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ یونس آیۃ ۱۰)۔

کہ سب خوبی اللہ کو جو رب سارے جہان کا

مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ یونس آیۃ ۳۷)۔

رب (اللہ) جہان کی طرف سے

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورۃ اسراء آیۃ ۱۰۲)۔

رب (اللہ) آسمانوں اور زمین کا

وَإِنَّ اللَّـهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ (سورة مريم آية ٣٦)۔

اور بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورة مريم آية ٦٥)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ ہے

رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورة انبياء آية ٥٦)۔

رب (اللہ) تمہارا وہی (اللہ) رب (اللہ) آسمانوں اور زمین کا

وَأَنَا رَبُّكُمْ (سورة انبياء آية ٩٢)۔

اور میں (اللہ) ہوں رب تمہارا

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (سورة مؤمنون آية ١١٦)۔

رب (اللہ) اس عزت کے تخت کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة شعراء آية ١٦)۔

رب (اللہ) جہان کا

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورة شعراء آية ٢٤)۔

رب (اللہ) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة شعراء آية ٤٧)۔

بولے ہم نے مان لیا جہان کے رب (اللہ) کو

رَبَّ الْعَالَمِينَ (سورة شعراء آية ٧٧)۔

جہان کا رب (اللہ)۔

بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة شعراء آية ٩٨)۔

رب (اللہ) جہان کے

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ شعراء آیۃ ۱۰۹)۔

رب (اللہ) جہان کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ شعراء آیۃ ۱۲۷)۔

رب (اللہ) جہان کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ شعراء آیۃ ۱۴۵)۔

رب (اللہ) جہان کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ نمل آیۃ ۸)۔

رب (اللہ) جہان کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ نمل آیۃ ۴۴)۔

رب (اللہ) جہان کا

إِنِّي أَنَا اللَّـهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (سورۃ قصص آیۃ ۳۰)۔

میں ہوں اللہ جہان کا رب

مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورہ سجدۃ آیۃ ۲)۔

رب (اللہ) جہان کی طرف سے ہے

رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورۃ صافات آیۃ ۵)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ صافات آیۃ ۸۷)۔

پھر کیا خیال کیا ہے تم نے رب (اللہ) جہان کو

اللَّـهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (سورۃ صافات آیۃ ۱۲۶)۔

جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا

وَالْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة صافات آية ١٨٢)۔

اور سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورة ص آية ٦٦)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

اللَّـهُ رَبُّكُمْ (سورة زمر آية ٦)۔

اللہ ہے رب تمہارا

الْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة زمر آية ٧٥)۔

سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا

الْحَمْدُ لِلَّـهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة مؤمن آية ٦٥)۔

سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا

ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ (سورة حم سجدة آية ٩)۔

وہ (اللہ) ہے رب جہان کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة زخرف آية ٤٦)۔

جہان کا رب (اللہ)۔

إِنَّ اللَّـهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ (سورة زخرف آية ٦٤)۔

بے شک اللہ جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورة زخرف آية ٨٢)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورة دخان آية ٧)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (سورۃ دخان آیۃ ۸)۔

رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا

فَلِلَّـهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ جاثیۃ آیۃ ۳۶)۔

سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ واقعۃ آیۃ ۸۰)۔

اتارا ہوا رب (اللہ) جہان کی طرف سے

إِنِّي أَخَافُ اللَّـهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (سورۃ حشر آیۃ ۱۶)۔

میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (سورۃ حاقۃ آیۃ ۴۳)۔

یہ اتا ہوا ہے جہان کے رب (اللہ) کا

رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورۃ نبا آیۃ ۳۷)۔

جو رب (اللہ) ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

اللَّـهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (سورۃ تکویر آیۃ ۲۹)۔

اللہ سارے جہان کا رب

اللہ تعالی کس کے معبود ہے اس کی وضاحت قرآن الکریم لفظ رب سے کررہا ہے۔ لفظ رب عربی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی معبود کے بھی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اس لفظ کے معنی پالنے والے کے بھی ہے۔اللہ تعالی کس کے معبود ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی سارے جہان کے معبود کے ساتھ ساتھ اس کے پالنے والے بھی ہے۔ جہان کے لیے قرآن الکریم نے لفظ الْعَالَمِينَ استعمال کیا ہےاور لفظ الْعَالَمِينَ لفظ عالم کی جمع ہے۔ اب یہ جان لیجئے کہ کتنے عالم ہیں۔

معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 1 ص 81 میں یہ لکھا ہیں۔-

حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ عالم چالیس ہزار ہیں، یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک عالم ہے، باقی اس کے سوا ہیں۔ اسی طرح مقائلؒ امام تفسیر سے منقول ہے کہ عالم اسی ہزار ہیں۔

بات یہ ہے کہ یہ دنیا ، سورج، چاند، ستارے، ہزاروں لاکھوں قسم کی مخلوقات وغیرہ جو ہم دیکھتے ہیں یہ سب ایک عالم میں ہیں۔ اس ایک عالم کے علاوہ اور بہت سے عالم ہیں اور اللہ تعالی ان سب عالم کے معبود اور پالنے والے ہے۔

اللہ تعالی کو جاننے کا پہلا مرحلہ مکمل ہو رہا ہے۔ اس مرحلہ میں پانچ چیزیں اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں واضح ہوئی۔
اللہ تعالی کی ذات۔۔

۔۱۔۔ اللہ تعالی کا اسم اللہ ہے۔

۔۲۔۔ اللہ تعالی کا کوئی شریک (ماں باپ، اولاد، رشتہ دار، ساتھی وغیرہ) نہیں۔

۔۳۔۔ اللہ تعالی جیسی اور کوئی ذات نہیں۔

۔۴۔۔ اللہ تعالی سب کے(سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) معبود ہے۔

۔۵۔۔ اللہ تعالی سب کے (سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) پالنے والے بھی ہے۔

یہاں پہلا مرحلہ مکمل ہوا۔

دوسرا مرحلہ

یہ جاننا کہ اللہ تعالی کی کیا صفات ہیں؟ وہ کیا کرتا ہے؟ کیا کر سکتا ہے؟ یہ ایک تفصیلی مرحلہ ہے۔

سب سے پہلے اس کائنات کی تخلیق کا جائزہ لیتے ہے کے کیسے اللہ تعالی نے اس کائنات کو اور جو کچھ اس کائنات میں ہیں تخلیق کیا۔

قرآن الکریم کے علاوہ اور کونسی کتاب ہے جو اس کائنات کی تخلیق سمجھا سکتی ہے؟ یہ صرف قرآن الکریم ہی ہے جو اس کائنات کی تخلیق کو خوب اچھی طرح سمجھاتی ہے۔

کائنات کی تخلیق کچھ اسطرح سے ہوئی۔۔

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (سورۃ انعام آیۃ ۱۰۱)۔

نئ طرح پر بنانے والا (اللہ) آسمانوں اور زمین کا اور اس نے بنائی ہر چیز

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۱۱۷)۔

نیا پیدا کرنیوالا (اللہ) ہے آسمان اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہوجا پس وہ ہو جاتا ہے

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۝ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا (سورۃ نازعات آیۃ ۲۸،۲۹،۳۰،۳۱اور ۳۲)۔

اونچا کیا اس کا ابھار پھر اس کو برابر کیا اور اندھیری کی رات اس کی اور کھول نکالی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھا دیا باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارا اور پہاڑوں کو قائم کردیا

بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا (سورۃ

حم سجدۃ آیۃ ۹، ۱۰، ۱۱ اور ۱۲)۔

جس (اللہ) نے بنائی زمین دو دن میں اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھرائیں اس میں خوراکیں اس کی چار دن میں پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہورہا تھا پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر کر دیے وہ سات آسمان دو دن میں اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کردیا

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۹)۔

پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کردیا ان کو سات آسمان

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ (سورۃ حدید آیۃ ۴)۔

وہی (اللہ) ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (سورۃ انعام آیۃ ۱۰۲)۔

یہی اللہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے

اللہ تعالی نے پوری کائنات کی تخلیق قرآن الکریم کی ان آیات میں بیان فرمائی ہے۔ لیکن ان آیات کو سمجھنے میں کچھ دشواری پیش آتی ہے کہ زمین کی تخلیق پہلے ہوئی یا آسمان کی؟ سورج چاند ستاروں وغیرہ کی تخلیق کب ہوئی۔

ان آیات کی تفسیر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے کچھ یوں کی ہے۔-

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ سب آیات میں غور کرنے سے میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ یوں کہا جاوے کہ اول زمین کا مادہ بنا اور ہنوز اس کی موجودہ ہیئت نہ بنی تھی کہ اسی حالت میں آسمان کا مادہ بنا جو دخان یعنی دھوئیں کی شکل میں تھا، اسکے بعد زمین ہیئت موجودہ پر پھیلادی گئی۔ پھر اس پر پہاڑ اور درخت وغیرہ پیدا کئے گئے۔ پھر آسمان کے مادہ دخانیہ سیالہ کے سات آسمان بنا دیئے۔ امید ہے کہ سب آیتیں اس تقریر پر منطبق ہو جاویں گی۔ آگے حقیقت حال سے اللہ تعالی ہی خوب واقف ہیں۔ (معارف القرآن مؤلف مفتی محمد شفیع ؒ جلد 7 ص 634)۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر کی اگر مزید تشریح کی جائے تو زمین اور آسمان کی تخلیق کچھ ایسے ہوئی ہوگی۔-

اللہ تعالی نے سب سے پہلے اپنے حکم سے پوری کائنات کا مادہ پیدا کیا ہوگا جیسے سورۃ بقرۃ کی آیۃ117 میں آیا ہے پھر اللہ تعالی نے آسمان کو اوپر اور زمین کو نیچے بچھایا ہوگا۔اس کے بعد جیسے سورۃ نازعات کی آیات 28، 29 اور 30 میں آیا ہے کہ اندھیرا تھا ممکن ہے پھر اللہ تعالی نے سورج اور چاند کی تخلیق کی ہو۔ اس کے بعد زمین کی تخلیق کی ہوگی جس میں پہاڑ درخت وغیرہ سب شامل ہے۔ اس میں چار دن لگے ہونگے۔ یہاں یاد رہے ابھی زمین کی حرکت شروع نہیں ہوئی اور یہ چار دن وہ چار دن نہیں جو ہمارے ہاں زمین کے چار چکر کے برابر ہو۔ پھر جیسے سورۃ حم سجدۃ کی آیۃ11 میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کو حکم دیا ممکن ہے زمین تب سے اللہ تعالی کے حکم پر گردش میں آئی ہو اور تبھی سے وقت کا آغاز ہوا ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے ستارے تخلیق کیے ہونگے جس کا ذکر سورۃ حم سجدۃ کی آیۃ 12 میں آیا ہے پھر اللہ تعالی نے 7 آسمان تخلیق کیے ہونگے اور ہر آسمان میں حکم اتارا جیسے سورۃ حم سجدۃ کی آیۃ12 میں آیا ہے، اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ہر آسمان میں اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات تخلیق کی۔ حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں یہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور ان کا کیا اسلوب (رنگ ڈھنگ) ہے۔ اللہ تعالی نے 6 دن (یہ 6 دن ہماری دنیا کے 6 دن نہیں بلکہ یہ اللہ تعالی کے 6 دن ہے جس کا دورانیہ ہماری دنیا کی صدیوں کے برابر ہے) میں زمین اور سات آسمان وغیرہ تخلیق کیے ہونگے اور پھر اللہ تعالی تخت پر قائم ہوئے ہونگے جیسے سورۃ حدید کی آیت 4 میں آیا ہے۔ حقیقت حال تو اللہ تعالی ہی جانتے ہے۔ اس پورے بیان سے اللہ تعالی کے بارے میں دو چیزیں مزید واضح ہوئی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالی بَدِيۡعٌ ہے۔ اس سے مراد یہ ہیں کہ اللہ تعالی آسمانوں زمینوں کے بلکہ ہر چیز کے موجد ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز جو سرے سے موجود ہی نہیں اسے وجود دینا۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالی خَالِقٌ بھی ہے۔ اس سے مراد یہ ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالی نے پیدا کی ہے۔ جیسے اللہ تعالی نے ایک چیز جو سرے سے موجود ہی نہیں تھی اسے وجود دیا پھر اس چیز سے اور بہت سے چیزیں تخلیق کی۔ جیسے آسمان اور زمین کا پہلے مادہ پیدا کیا جس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا اس سے اللہ تعالی بَدِيۡعٌ کہلائے پھر اس مادہ سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی تو خَالِقٌ کہلائے۔ اس سے ایک اور چیز واضح ہوئی کہ یہ پورا جہان اور جو کچھ اس جہان میں موجود ہیں سب کچھ اللہ تعالی کا پیدا کردہ ہے اور یہ سب چیزیں اللہ تعالی کی مخلوق ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا (سورۃ احزاب آیۃ ۴۰)۔

اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (سورۃ اعراف آیۃ۸۹)۔

گھیرے ہوئے ہے ہمارا رب (اللہ) سب چیزوں کو اپنے علم میں

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورۃ انعام آیۃ۵۹)۔

اور اسی (اللہ) کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (سورۃ حشر آیۃ ۲۲)۔

وہ اللہ ہے جس کے سوا عبادت نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی عَلِیْمٌ بھی ہے۔ جیسے کچھ نہیں تھا اللہ تعالی نے ہر چیز کو وجود دیا، ہر چیز کو پیدا کیا ایسے ہی ایک ایک چیز جو کچھ بھی اس جہان میں ہیں ان سب کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ ایک چیونٹی جو بہت چھوٹی سی ہوتی ہے اللہ تعالی اس چیونٹی کے ہر ہر عمل کا علم رکھتے ہے یہاں تک کے اس چیونٹی کے دل میں کیا سوچ ہوگی ان سب چیزوں کا علم اللہ تعالی کو ہے۔ سمندر کی گہرائی میں کیا کچھ ہیں ان سب کا علم اللہ تعالی کو ہے۔ اس پوری دنیا میں ریت کے کل کتنے ذرات ہیں یہ بھی اللہ تعالی کے علم میں ہے بلکہ اس پورے جہان کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالی کے علم میں ہے۔ یہ سارے علوم تو ظاہری ہیں اور یہ علوم ظاہر اس لئے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو ظاہر کیا ہے۔ ان ظاہری علوم کے علاوہ بہت سی چیزیں ہیں یا ہونگی جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ان سب غیب کی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالی ہی کے پاس ہے۔ اللہ تعالی کے پاس یہ سارے علوم بغیر کسی ذریعہ کے ہیں اور ہم جو علوم جانتے ہیں وہ کسی نا کسی ذریعہ سے ہمیں حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے کائنات کی تخلیق کیسے ہوئی اگر اللہ تعالی یہ نہ سمجھاتے کے کائنات کی تخلیق کیسے ہو ئی تو ہم اپنے اس علوم سے جو کہ اللہ تعالی کا دیا ہوا ہیں کبھی بھی یہ نہ جان سکتے کہ کائنات کی تخلیق کیسے ہوئی۔ حقیت تو یہ ہے کہ ہر چیز کا علم صرف اللہ تعالی ہی رکھتے ہے، یہ اللہ تعالی کا اختیار ہے وہ جس کو چاہے جتنا چاہے علم عطا کرے۔

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (سورۃ طہ آیۃ ۱۱۴)۔

سو بلند درجہ اللہ کا اس سچے مالک کا

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (سورۃ فاتحۃ آیۃ ۳)۔

مالک روز جزا کا

وَلِلَّـهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (سورۃ نساء آیۃ ۱۲۶)۔

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ ہے زمین میں

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ (سورۃ طه آیۃ ٦)۔

اسی (اللہ) کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ مَلِكٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز پر ایسا قبضہ کہ وہ (قابض) اس میں تصرف (تصرف کے معنی کیا ہیں؟ اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں شرک کے ضمن میں آئے گی) کرنے کی جائز قدرت رکھتا ہو (یہ معنی معارف القرآن جلد 1 ص 83 سے لیا گیا ہیں)۔ جیسے یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں سب کے سب اللہ تعالی کی مخلوق ہیں ویسے ہی یہ سب کے سب اللہ تعالی کی ملکیت بھی ہیں۔ نہ صرف یہ پورا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں سب کے سب اللہ تعالی کی ملکیت ہیں بلکہ اللہ تعالی اس میں تصرف کرنے کا اختیار بھی رکھتے ہے۔تصرف کا معنی یہ ہیں کہ اس پورے جہان اور جو کچھ اس میں ہیں ان سب کی اچھائی،برائی، فائدہ، نقصان وغیرہ سب اللہ کے اختیار میں ہے (تصرف کا تفصیلی معنی تیسرے مرحلے میں شرک کے ضمن میں آئے گا انشاءاللہ)۔ قرآن الکریم کی آیت میں مالک روز جزا یعنی قیامت کے دن کا مالک کا بہت خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے جبکہ اللہ تعالی کی ملکیت بہت واضح ہے۔ پھر قیامت کے دن کی ملکیت کا ذکر اس خصوصیت سے کیوں کیا گیا؟ جب قیامت واقع ہوگی پورا جہان اللہ تعالی کے حکم سے فنا ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالی کے حکم سے سب اللہ تعالی کی عدالت میں پیش ہونگے۔ قیامت کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَقٌّ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ پورا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب پر اللہ تعالی حق ہے۔ جیسے کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ اتنے گھنٹے کام کیا اس کام پر معاوضہ میرا حق ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس کام پر معاوضہ اس شخص کا حق ہے۔ ایسے ہی ہر چیز (پورا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں) پر اللہ تعالی حق ہے۔

قُلِ اللَّـهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ (سورۃ ال عمران آیۃ ۲٦)۔

تو کہہ اے اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **مَالِكَ الْمُلْكِ** بھی ہے۔اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی بادشاہوں کے بادشاہ ہے یعنی شہنشاہ ہے۔ شہنشاہ کا معنی ہیں بادشاہوں کا بادشاہ۔ اس دنیا میں میں کتنے بادشاہ گزرے ہیں کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ انہیں بادشاہت ملے گی مگر اللہ تعالی جو کہ شہنشاہ ہے یہ اس کی مرضی جس کو چاہے بادشاہت دے یا نہ دے۔ حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالی نے بادشاہت دی۔ حضرت داؤدؑ جوانی میں جالوت کے مقابلے میں حضرت طالوتؒ کی فوج کے ایک سپاہی کی حیثیت سے اس جہاد میں حصہ لیا۔ اللہ تعالی نے حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں جالوت کا خاتمہ کروایا۔ بعد میں حضرت داؤدؑ کی شادی حضرت طالوتؒ کی بیٹی سے ہوئی، ایسے اللہ تعالی نے حضرت داؤدؑ کو بادشاہت دی۔ حضرت یوسفؑ کو کیسے قید خانے سے نکال کر اللہ تعالی نے اقتدار دیا۔ فرعون جو ایک معمولی حیثیت کا بندہ تھا پہلے اللہ تعالی نے اسے مصر کی سلطنت کا وزیر بنایا پھر پورے مصر پر اسکو حکومت دی۔ اللہ تعالی شہنشاہ ہے جسکو چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے حکومت لے لے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (سورۃ رحمن آیۃ ۷۸)۔

بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب (اللہ) کی جو بڑائی والا اور عظمت والا ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ** بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی عظمت والے اور باوجود عظمت کے احسان والے ہے۔ اکثر اہل عظمت دوسروں کے حال پر توجہ نہیں کیا کرتے مگر اللہ تعالی باوجود اس عظمت کے وہ اپنے بندوں پر رحمت و فضل فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے عظمت والے ہے کہ اسی سے اپنی اپنی حاجتیں سب آسمان و زمین والے مانگتے ہیں، زمین والوں کی حاجتیں تو ظاہر ہیں اور آسمان والے گو کھانے پینے کے محتاج نہ ہوں لیکن رحمت و عنایت کے تو سب محتاج ہیں۔ یہ معنی معارف القرآن جلد 8 ص 249 سے لیا گیا ہیں۔

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (سورۃ حشر آیۃ ۲۴)۔

وہ اللہ ہے خالق نکال کھڑا کرنے والا صورت کھینچنے والا

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ (سورۃ رحمن آیۃ ۱۴)۔

بنایا انسان کو کھنکھناتی مٹی سے

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ (سورۃ رحمن آیۃ ۱۵)۔

اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (سورۃ اعراف آیۃ ۵۴)۔

سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا

اللہ تعالی خَالِقٌ ہے اور سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں سب کے سب اللہ تعالی کی مخلوق ہیں۔ قرآن الکریم کی ان آیات سے مخلوق کی تخلیق سے متعلق مزید وضاحت ہو رہی ہیں۔ ان آیات سے مجموعی طور پر یہ وضاحت ہو رہی ہیں کہ کسی بھی تخلیق کے تین مرحلے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ سے پیدا کیا اور اس جہان میں کڑوڑں سے بھی زیادہ مخلوقات ہیں (شاید اس سے بھی زیادہ ہو اللہ تعالی خوب جانتے ہے) ان سب کو اللہ تعالی نے کسی نا کسی چیز سے تخلیق کیا ہوگا (اللہ تعالی خوب جانتے ہے)، یہ تخلیق کا پہلا مرحلا ہوا اور اس سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی خَالِقٌ ہے۔ اللہ تعالی کی اس صفت کی وضاحت گزرچکی ہے۔

بنیادی تخلیق کی بعد اللہ تعالی نے صورتیں بنائی ہونگی۔ یہ تخلیق کا دوسرا مرحلہ ہوا۔ جیسے انسان، جنات اور کتنی مخلوقات اس جہان میں ہیں ان سب کے شکل و صورت سمیت مختلف اعضاء وغیرہ بنائے۔ اس مرحلہ سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی مُصَوِّرٌ بھی ہے۔

تخلیق کے دونوں مرحلوں کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ یہ سب مخلوقات اپنی حرکت میں آجائے۔ اللہ تعالی نے حکم دے کر ان سب مخلوقات کو نکال کھڑا کیا اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالی بَارِئٌ بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (سورۃ حشر آیۃ ۲۳)۔

وہ اللہ ہے جس کے سواعبادت نہیں کسی کی وہ مالک ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم امان دینے والا پناہ میں لینے والا زبردست دباؤوالا صاحب عظمت

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ (سورة شوری آیة ۱۹)۔

اور وہی (اللہ) ہے زور آور زبردست

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مَلِكٌ ہے جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی قُدُّوسٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی ہر طرح کے عیب، نقص، کمی وغیرہ سے پاک ہے یا اسطرح کہا جائے کہ اللہ تعالی ذرہ برابر بھی کسی قسم کے عیب، نقص، کمی وغیرہ اور اس کے ذیل میں جو کچھ آتا ہیں ان سب سے پاک ہے۔

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی سَلَامٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں سلامتی والے، امن والے۔ جیسے ایک جگہ ہے بہت خوبصورت اور اس جگہ میں بہت سلامتی اور امن ہیں پھر اچانک ایک آندھی آتی ہے اور اس جگہ کا امن اور سلامتی کو خراب کردیتی ہے۔ مگر اللہ تعالی سالم ہے یعنی سلامتی والے، امن والے ایسی چیزوں سے جو سلامتی اور امن کو خراب کرتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُؤْمِنٌ بھی ہے۔ ایک شخص جسکی اللہ تعالی سے پہچان ہو جاتی ہےاسکو بھی مُؤْمِنٌ کہا جاتا ہے، ایک شخص کیسے مؤمن بنتا ہے یا کیسے اسکی اللہ تعالی سے پہچان ہوتی ہے اسکی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔ یہ لفظ مُؤْمِنٌ اللہ تعالی کے لئے بھی استعمال ہوتا جسکا معنی امان دینے والا ہے۔ جیسے ایک شخص جب وہ مؤمن بنا یعنی جب اسکی اللہ تعالی سے پہچان ہو گئی تو اللہ تعالی اسکو امان دیتے ہے یا یوں کہا جائے کہ اللہ تعالی اس شخص کی اپنے ساتھ پہچان پر تصدیق کردیتے ہے (یہ معنی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر عثمانی سے لیا گیا ہیں) ۔

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُهَيْمِنٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں نگرانی کرنے والا، یہاں نگرانی کرنے سے مراد ہیں دیکھ بال کرنا۔ اللہ تعالی اس پورے جہان اور جو کچھ اس میں ہیں ان سب کی دیکھ بال بھی کررہے ہے۔ جیسے ایک چھوٹے سے پودے سے اللہ تعالی ایک وسیع درخت بنا دیتے ہے ۔اللہ تعالی کی کیسی عظیم ذات ہے جو اکیلے ہے اور اتنی کمال صفات کے مالک ہے۔ اللہ تعالی اس پورے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کے اکیلے دیکھ بال کرنے والے ہے۔

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی عَزِيْزٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی کو کوئی مدمقابل شکست تو کیا ذرہ برابر نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا۔ ایک واقعہ ہے فرعون کے دور کا جب حضرت موسیٰؑ فرعون کو اللہ تعالی کے احکامات (اللہ تعالی کے احکامات کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئی گی انشاءاللہ) کی دعوت دینے گئے تو فرعون کہتا تھا کہ میں ہوں تم لوگوں کا اعلی رب اَنَارَبُّكُمُ الْاَعْلَى۔ فرعون اللہ تعالی سے مقابلہ کرتا تھا۔ فرعون نے ایک عمارت وغیرہ بنوائی اس لئے تاکہ وہ اس کے اوپر جاکر اللہ تعالی کو دیکھ لے۔ بس اس ظالم کے ساتھ یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی فوج کو سمندر میں غرق کردیا اور پھر فرعون کی لاش دریافت ہوئی جو آج بھی صحیح حالت میں موجود ہے تاکہ دنیا میں بسنے والے اللہ تعالی کے مدمقابل ہونے والوں کا انجام دیکھ لے۔ ایک قوم تھی جو بڑی قوت والی تھی۔ اس قوم کے لوگ اپنے ہاتھوں سے درختوں کو اکھاڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کون ہے ہم سے مقابلہ کرنے والا۔ اللہ تعالی نے ایسی آندھی بھیجی کہ وہ آندھی ان ظالموں کو اٹھا کر ایسے زمین پر پھینکتی تھی کہ وہ لوگ زمین پر مرے پڑے ہوتے تھے۔

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی قَوِیٌّ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی بہت قوی و طاقتور ہے، ایسی طاقت جس میں کوئی کمزوری و تکان نہیں، نہ ختم ہونے والی طاقت و قوت۔ پہلے مرحلے میں دو روایات ذکر ہوئیں۔ ایک میں تھا کہ کل جہان چالیس ہزار ہیں اور دوسری میں تھا کہ کل جہان اسی ہزار ہیں۔یہ سارے جہان اللہ تعالی نے اٹھائے ہوئے ہے، کیسی حیران کن طاقت و قوت والی ذات ہے اللہ تعالی کی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی بہت طاقتور ہے، بہت قوی ہے۔ یہ پورا جہان اور ایسے لاکھوں اور کڑوڑوں جہان اور بھی ہو تب بھی اللہ تعالی کی قوت کے آگے ان سب کی قوت کچھ نہیں۔ اللہ تعالی ہی زور آور، طاقتور اور قوی ہے۔

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی جَبَّارٌ بھی ہے۔ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالی کسی بھی خرابی وغیرہ کی درستگی کرنے والے ہے اور دوسرا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی دباؤ والے ہے۔ یا یوں کہا جائے کے اللہ تعالی اپنے دباؤ سے خرابیوں کو درست کرنے والے ہے، ان کی اصلاح کرنے والے ہے۔

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُتَكَبِّرٌ بھی ہے۔ مُتَكَبِّرٌ لفظ تکبر سے اور وہ لفظ کبریاء سے نکلا ہے جس کے معنی بڑائی کے ہیں اور ہر بڑائی درحقیقت اللہ تعالی کے لئے مخصوص ہے جو کسی چیز میں کسی کے محتاج نہیں اور جو محتاج ہو وہ بڑا نہیں ہو سکتا (یہ معنی معارف القرآن جلد 8 ص 393 سے لیا گیا ہیں)۔

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (سورۃ ص آیۃ ۶۶)۔

رب (اللہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی غَفَّارٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی مسلسل گناہوں کی بخشش کرنے والے ہے۔ اگر کوئی بندہ گناہ (گناہ کیا ہوتا ہے اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئی گی انشاءاللہ) کرے پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالی سے بخشش مانگے تو اللہ تعالی اسکے گناہ کو بخش دیتے ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرے اور پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالی سے بخشش مانگے تو اللہ تعالی پھر سے اسکو بخش دیتے ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرے اور پھر ندامت کے ساتھ بخشش مانگے تو اللہ تعالی پھر سے اسکی بخشش کردیتے ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرے پھر ندامت کے ساتھ بخشش مانگے تو جان لیجئے کہ اللہ تعالی غَفَّارٌ ہے۔ شاید اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ جو گناہ جان بوجھ کر کیا جائے اللہ تعالی ان سب کو بخشنے والے ہے واللہ اعلم۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالی سے جان پہچان چاہتے (اللہ تعالی سے جان پہچان کیسے ہوگی اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئے گی انشاءاللہ) مگراس کے باوجود وہ کوئی گناہ جان بوجھ کر کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی بخشش کرتے ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالی سے جان پہچان نہیں چاہتے اور خوب گناہ کرتے ہیں مگر زندگی کے کسی موڑ پر انکو احساس ہوتا ہیں اور وہ اللہ تعالی سے جان پہچان چاہتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی بھی بخشش کر دیتے ہے۔ واللہ اعلم۔

إِنَّ اللَّـهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (سورۃ ال عمران آیۃ ۱۵۵)۔

اللہ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی غَفُوْرٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں بہت زیادہ بخشش کرنا۔ جیسے کسی بندے سے گناہ ہو گیا اور تعالی نے اس بندے کی بخشش کے ساتھ ساتھ اس کے گناہ کو چھپا دیا۔ ہمارے سارے اعمال اللہ تعالی کے حکم سے فرشتے لکھ رہے ہیں اور یہ سب اعمال جمع ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالی بخشش کے ساتھ ساتھ ان گناہوں کو چھپا دیتے ہیں (آخرت میں جب حساب کتاب ہوگا اس وقت سب اللہ تعالی کی عدالت میں حاضر ہونگے، آخرت کا ذکر تیسرے مرحلے میں آئے گا انشاءاللہ) ہے تاکہ اس بندے کو شرمندگی سے بچا لے۔ شاید اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ جو گناہ مجبوری یا کم علمی میں ہو جائے ان سب کو اللہ تعالی بخشنے والے ہے۔ واللہ اعلم۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جو

لوگ اللہ تعالی سے پہچان چاہتے ہیں (اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوگی اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئے گی) وہ پھر اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی کرتے ہیں اور اگر ان سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالی ان کی بخشش کرتے ہے۔ واللہ اعلم۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَلِيۡمٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اگر کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی فورا اسے سزا نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالی تحمل کرتے ہے اور اس بندے کو موقع دیتے ہے کہ وہ بندہ اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور اللہ تعالی سے بخشش مانگے۔ انسان کی تخلیق اللہ تعالی نے ایک خاص حکمت کے تحت کی ہے اور انسان اس لیے نہیں بنایا گیا کہ وہ گناہ کرے اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئی گی انشاءاللہ۔

اللہ تعالی صَبُوۡرٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی بہت صبر والے ہے۔ اس سے مراد یہ ہیں کہ اللہ تعالی جلد بازی کو پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالی بردباری و صبر کے ساتھ سارے معاملات کو دیکھنے والے ہے اور صحیح موقع پر فیصلے کرنے والے ہے۔

فَإِنَّ اللَّـهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا (سورۃ نساء آیۃ ۱۴۹)۔

اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے

اس آیت سے وہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی عَفُوٌّ بھی ہے۔ اس کے معنی بھی بخشنے کے ہیں مگر اس بخشش میں بہت وسعت ہے۔ جیسے کسی بندے سے گناہ ہو گیا اور اللہ تعالی نے اس بندے کی ایسی بخشش کی کہ اسکے گناہ کو ہی مٹا دیا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی سے پہچان چاہتے ہیں (اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوگی اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئے گی) وہ پھر اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی کرتے ہیں اور اگر ان سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالی ان کی بخشش کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں کو مٹا بھی دیتے ہے۔ واللہ اعلم۔

قُلِ اللَّـهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورۃ رعد آیۃ ۱۶)۔

کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا غالب

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی خَالِقٌ اور وَاحِدٌ ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **قَهَّارٌ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی ہر چیز پر غالب ہے۔ ایک غلبہ یہ ہے کہ کسی بندے کو زنجیر سے باندھ دیا وہ بندہ مغلوب تو ہے مگر صرف جسمانی طور پر، اس کا باطن تو مغلوب نہیں۔ لیکن اللہ تعالی تو اس پورے جہان اور جو کچھ اس میں ہیں ان سب کے ظاہر اور باطن پر مکمل غالب ہے۔ اس پورے جہان کا ایک ادنی سا ذرہ بھی اللہ تعالی کے غلبے سے باہر نہیں۔

إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ (سورۃ ص آیۃ ۳۵)۔

بے شک تو(اللہ) ہے سب کچھ دینے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **وَهَّابٌ** بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی ہی سب کچھ دینے والے ہے، سب کچھ میں سب کچھ آجائے گا جس میں تعداد وغیرہ جیسے چیزوں کی کوئی حد نہیں، وہ سب جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور وہ سب بھی جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ قرآن الکریم کی سورت ص کی آیت 35 میں حضرت سلیمانؑ نے اللہ تعالی سے ایک ایسی سلطنت مانگی تھی جو ان کے سوا کسی کو نہیں ملے گی۔ حضرت سلیمانؑ کی اس دعا کا آخری حصہ یہ ہیں **إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ** تو (اللہ) ہی سب کچھ دینے والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ (سورۃ ذاریات آیۃ ۵۸)۔

اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **رَزَّاقٌ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اس پورے جہان کی تمام مخلوقات اور جس جس کو رزق کی حاجت ہوتی ہیں ان سب کو ہر طرح کا رزق دینے یا مہیا کرنے والے اللہ تعالی ہی ہے۔ پتھروں کے اندر رہنے والی مخلوقات کو بھی اللہ تعالی ہی رزق دیتے ہے۔ تمام جہانوں کی تمام مخلوقات کو ہر طرح کا رزق اللہ تعالی ہی دینے والے یا مہیا کرنے والے ہے۔

وَهُوَ الْفَتَّاحُ (سورۃ سبا آیۃ ۲۶)۔

اور وہی (اللہ) ہے کھولنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **فَتَّاحٌ** بھی ہے۔ اس سے مراد ہے کھولنا۔ جیسے دروازہ بند ہوتا ہے اسے کھولتے ہے، یا کوئی راستہ بند ہو جائے کسی وجہ سے اس راستے کو کھولا جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کچھ لوگوں میں آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا ہو اور اس اختلاف کی وجہ سے جو معاملات بند ہو گئے ہو ان کو کھولنا انصاف کرکے یا کیسے بھی یہ اللہ تعالی کرنے والے ہے۔ اللہ تعالی ہی ہر طرح کی بندش کو کھولنے والے ہے۔

وَاللَّـهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۴۵)۔

اور اللہ ہی تنگی کر دیتا ہے اور وہی کشایش کرتا ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **قَابِضٌ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں قبض کرنا یا تنگ کرنا۔ جیسے ایک سڑک ہے اس سڑک سے چار راستے آگے جاتے ہیں مگر وہ چاروں راستے بند کردیے گئے اور وہ گاڑی اسی سڑک پر تنگ ہو کر یا قبض ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالی چاہے کسی کی روزی تنگ کردے، اللہ تعالی چاہے کسی راستے کو تنگ کردے، یا کسی کی سوچ کو تنگ کردے۔ جب بھی کسی پر کوئی چیز تنگ کی جاتی ہے تو وہ سختی اور مشکل میں آجاتا ہے۔ یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب پر اللہ تعالی ہی قابض ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالی **بَاسِطٌ** بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کشایش کرنا۔ جو معنی **قَابِضٌ** کا ہے اسکا الٹ **بَاسِطٌ** کا معنی بنے گا۔ جیسے ایک گاڑی کھڑی ہے اسکے جانے کے سارے راستے کھول دیے جائے تو اس گاڑی کے لئے کشایش ہو جائے گی اور اسی طرح کسی بندے کی روزی میں اضافہ ہو جائے تو اسکے لئے کشایش ہو جائے گی۔ جب بھی کسی پر کوئی کشایش ہوتی ہے وہ اس پر انعام اور آسانی کا باعث بنتی ہے۔ یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب پر اللہ تعالی ہی **بَاسِطٌ** ہے یعنی کشایت کرنے والے ہے۔

يَرْفَعِ اللَّـهُ الَّذِينَ آمَنُوا (سورۃ مجادلۃ آیۃ ۱۱)۔

اللہ بلند کرے گا ان کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی رَافِعٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی ان لوگوں کے درجات بلند کرتے ہے جن کی اللہ تعالی سے پہچان ہوتی ہیں (اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہے اس کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئے گی انشاءاللہ)۔ جن لوگوں کی اللہ تعالی سے پہچان ہوتی ہیں وہ لوگ اپنی زندگی ویسے گزارتے ہیں جیسے اللہ تعالی کہتے ہے۔ ان میں سے جو اللہ تعالی کے احکامات میں سبقت لے جاتے ہیں تو اللہ تعالی ان کے درجات کو بھی بلند کرتے ہے۔ اللہ تعالی کے احکامات کیا ہیں ان سب کی تفصیل تیسرے مرحلے میں آئے گی انشاءاللہ۔

اللہ تعالی خَافِضٌ بھی ہے۔ اللہ تعالی درجات کو بلند کرتے ہے اس سے اللہ تعالی رَافِعٌ کہلائے۔ جیسے اللہ تعالی کسی کے درجات کو بلند کرتے ہے ویسے ہی اللہ تعالی کسی کے درجات کو گرانے پر بھی قادر ہے اس سے اللہ تعالی خَافِضٌ کہلائے۔

وَتُعِزُّ مَن تَشَاء وَتُذِلُّ مَن تَشَاء (سورۃ ال عمران آیۃ ۲۶)۔

اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُعِزٌّ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کی عزت اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔ کوئی کسی کو ذرہ برابر عزت دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔
عزت دینا یہ اللہ تعالی ہی کا اختیار ہے۔

اسی آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُذِلٌّ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کی ذلت اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔ جیسے کوئی کسی کو ذرہ برابر عزت نہیں دے سکتا ویسے ہی کوئی کسی کو ذرہ برابر ذلت بھی نہیں دے سکتا۔ ذلت دینا یہ اللہ تعالی ہی کا اختیار ہے۔ اگر سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں سب کے سب کسی کو عزت دینا چاہتے ہو، ہرگز نہیں دے سکتا اگر اللہ تعالی اس کو عزت نہ دے۔ اور اگر سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں سب کے سب کسی کو ذلت دینے کے در پہ ہو، ہرگز نہیں دے سکتے اگر اللہ تعالی اس کو ذلت نہ دے۔

إِنَّ اللَّـهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (سورۃ نساء آیۃ ۵۸)۔

بے شک اللہ ہے دیکھنے والا سننے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی سَمِيْعٌ بھی ہے۔ اس کی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سب کچھ سننے والے ہے۔ جو بھی اس سارے جہان اور اس کے بیچ میں ہو رہا ہیں ان سب کو اللہ تعالی سننے والے ہے۔ ہم سب کی سوچ، باتیں، خیالات وغیرہ کو اللہ تعالی سننے والے ہے۔ ایک چیونٹی کے چلنے کو بھی اللہ تعالی سننے والے ہے۔ جو کچھ ہم تصور کرسکتے ہیں اور جو کچھ ہمارے سوچ و تصور سے باہر ہیں ان سب کو اللہ تعالی سننے والے ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی بَصِيْرٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سب کچھ دیکھنے والے ہے۔ جو بھی اس سارے جہان اور اس کے بیچ میں ہورہا ہیں ان سب کو اللہ تعالی دیکھنے والے بھی ہے۔ ہم سب کے اعمال، سوچ خیالات وغیرہ کو اللہ تعالی دیکھنے والے ہے۔ جو کچھ ہمارے تصورات میں ہیں اور جو کچھ ہمارے تصورات سے باہر ہیں ان سب کو اللہ تعالی دیکھنے والے ہے۔

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (سورۃ حج آیۃ ۶۹)۔

اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَكَمٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی اختلاف کرنے والوں میں فیصلہ کرنے والے ہے۔ اس دنیا میں کتنے اختلافی معاملات ہونگے یقینا ہمارے لیے ان کا شمار بہت مشکل ہو گا۔ پھر ذرا سوچئے کہ اس سارے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان میں کتنے اختلافات ہونگے، یہ تو بہرحال اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہے۔ ایسے سارے معاملات میں فیصلہ کرنے والے اللہ تعالی ہے۔ قیامت کے دن کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئی گی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا (سورۃ انعام آیۃ ۱۱۵)۔

اور تیرے رب (اللہ) کی بات پوری سچی ہے اور انصاف کی

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی عَدْلٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی کی باتیں

انصاف والی ہیں، اللہ تعالی انصاف کو پسند کرتے ہے اور اللہ تعالی انصاف والے ہے۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورۃ انعام آیۃ ۱۰۳)۔

اور وہ (اللہ) نہایت لطیف اور خبر دار ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **لَطِيْفٌ** اور **خَبِيْرٌ** بھی ہے۔ **لَطِيْفٌ** عربی لغت کے اعتبار سے دو معانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک مہربان دوسرے بمقابل کثیف یعنی وہ چیز جو حواس کے ذریعہ محسوس و معلوم نہیں کی جا سکتی۔ اور **خَبِيْرٌ** کا معنی ہیں با خبر، معنی اس جملہ کے یہ ہو گئے کہ اللہ تعالی **لَطِيْفٌ** ہیں اس لئے حواس کے ذریعے ان کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور **خَبِيْرٌ** اس لئے ساری کائنات کا کوئی ذرہ ان کے علم و خبر سے باہر نہیں اور اگر **لَطِيْفٌ** کے معنی اس جگہ مہربان کے لئے جاویں تو اشارہ اس طرف ہو گا کہ اللہ تعالی اگرچہ ہمارے ہر قول و فعل بلکہ ارادہ اور خیال سے بھی باخبر ہیں جس کا اقتضاد یہ تھا کہ ہم ہر گناہ پر پکڑے جایا کرتے مگر چونکہ وہ **لَطِيْفٌ** یعنی مہربان ہے اس لئے ہر گناہ پر مواخزہ نہیں فرماتے۔ (یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 3 ص 412 اور 413 سے لیا گیا ہیں)۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۵۵)۔

اور وہی (اللہ) ہے سب سے برتر عظمت والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **عَلِيٌّ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں بہت اعلی و برتر ذات یعنی اللہ تعالی سب سے اعلی و برتر ذات ہے۔ پورا جہان اور جو کچھ اس جہان میں، جن کا ہم تصور کرسکتے ہیں اور جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ان سب سے اعلی و برتر ذات اللہ تعالی کی ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **عَظِيْمٌ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی بہت عظیم ذات ہے۔
اس پورے جہان میں اللہ تعالی ہی سب سے عظمت والے ہے۔

جو کوئی بھی اس جہان میں اعلی اور عظیم ہیں اس کو اعلی اور عظیم اللہ تعالی ہی نے بنایا ہے در حقیقت اللہ تعالی ہی اعلی اور

عظیم ذات ہے۔

إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (سورۃ فاطر آیۃ ۳۰)۔

بے شک وہ (اللہ) ہے بخشنے والا قدر دان

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی غَفُوْرٌ بھی ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی شَكُوْرٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی لوگوں کے اعمال، نیتوں وغیرہ کے بہت قدر دان ہے۔ جن لوگوں کی اللہ تعالی سے پہچان ہو جاتی ہیں پھر وہ لوگ ایک چھوٹی سی نیکی بھی کرتے ہیں تو اللہ تعالی اس ایک نیکی کا بہت زیادہ، بہت بڑا اجر دیتے ہے۔ اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہے اور نیکی کیا ہوتی ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ (سورۃ رعد آیۃ ۹)۔

جاننے والا (اللہ) پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی کَبِیْرٌ اور مُتَعَالٌ بھی ہے۔ کَبِیْرٌ کے معنی بڑا اور مُتَعَالٌ کے معنی بالا و بلند، مراد ان دونوں لفظوں سے یہ ہیں کہ اللہ تعالی مخلوقات (یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں) کی صفات سے بالا و بلند اور اکبر ہے۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 5 ص 180 سے لیا گیا ہیں۔

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (سورۃ ھود آیۃ ۵۷)۔

بے شک میرا رب (اللہ) ہے ہر چیز پر نگہبان

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَفِیْظٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں نگرانی کرنے کے، یہاں نگرانی سے مراد ہیں حفاظت کرنا۔ اللہ تعالی اس پورے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کی مکمل حفاظت کرنے

والے ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقِيْتًا (سورۃ نساء آیۃ ۸۵)۔

اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُقِيْتٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی تمام چیزوں پر قادر اور ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا ہے۔ یہ معنی تفسیر عثمانی (مولانا شبیر احمد عثمانیؒ) سے لیا گیا ہیں۔ جیسے اگر کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی اچھے کام میں مدد کرتا ہے تو جس کی اچھے کام میں مدد کی گئی اس کے ساتھ ساتھ جس نے مدد کی دونوں کو اس اچھے کام کا حصہ ملے گا۔ اسی طرح اگر کوئی بندہ کسی برے کام میں کسی دوسرے بندے کی مدد کریگا تو دونوں کو اس برے کام کا حصہ ملے گا۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا (سورۃ نساء آیۃ ۸۶)۔

بے شک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَسِيْبٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سارے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کا حساب کرنے والے ہے۔ جیسے ایک بندے نے ساری زندگی میں یہ یہ کام کیے، یہ یہ الفاظ کہے، فلاں چیز اسکو ملی، فلاں چیز اس نے پھینکی اور ہر ہر چیز کا اللہ تعالی حساب کرنے والے ہے ایسے ہی ہر ہر چیز جو اس کائنات میں ہیں جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے اللہ تعالی ان سب کا حساب کرنے والے ہے۔

قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِى (سورۃ زمر آیۃ ۱۴)۔

تو کہہ میں تو اللہ کی عبادت کرتا ہوں خالص کر کر اپنی عبادت اس کے واسطے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی جَلِيْلٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہونگے بہت زیادہ عظمت والی

ذات۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا معنی واضح کرنے کے لیے کوئی لفظ یا الفاظ تحقیق نہیں کر پایا۔
یعنی کیسی عظمتوں سے سرشار ذات ہے اللہ تعالیٰ کی کہ خالص عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ عبادت کیا ہوتی ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔ اور خالص کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے یعنی اس عمل کی نیت، دکھاوا، اور اس عمل کے ہر طرح کے مقاصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونے چاہئے۔
اے اللہ اے وہاب مجھے اور ہم سب کو ایسا ہی اخلاص سے سرشار اعمال کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بنا دیجئے۔ آمین۔۔
کوئی نہیں مجھ کو ایسا بنا سکتا مگر آپ یا اللہ یا وہاب یا جلیل۔ آمین۔

فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ (سورۃ نمل آیۃ ۴۰)۔

سو میرا رب (اللہ) بے پروا ہے کرم والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ غَنِيٌّ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے پروا ہے، یہ سارا جہان اور جوکچھ اس جہان میں ہیں ان میں جو کوئی بھی جو کچھ کررہا ہیں اچھا یا برا اللہ تعالیٰ کو ان سب سے نہ تو کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی نقصان۔ اللہ تعالیٰ تو بے پرواہ ہے ان سب چیزوں سے۔
اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ كَرِيمٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی جس پر سزا لازم ہو بخشنے والے ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (سورۃ نساء آیۃ۱)۔

بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رَقِيبٌ بھی ہے۔ اس کا معنی نگہبان، یہاں نگہبانی کے مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ اور باریک بینی سے جائزہ لینے والے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سارے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں اس کا مشاہدہ اور باریک بینی سے جائزہ لینے والے ہے۔

اللہ تعالی مَانِعٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی نگرانی اور حفاظت کرنے والے ہے مضر چیزوں سے۔ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں اللہ تعالی ان سب کی حفاظت اور نگرانی کرنے والے ہے مضر چیزوں سے۔

إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ (سورۃ هود آیة ٦١)۔

بے شک میرا رب (اللہ) نزدیک ہے قبول کرنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُجِيبٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی التجات کے سننے والے، ان التجات کا جواب دینے والے اور ان التجات کو قبول کرنے والے ہے۔ یہ سارا جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں اللہ تعالی ان سب کی التجات کو سننے والے، ان کا جواب دینے والے اور ان التجات کو قبول کرنے والے ہے۔

وَاللَّهُ وَاسِعٌ (سورۃ بقرۃ آیة ٢٦٨)۔

اور اللہ بہت کشایش والا ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی وَاسِعٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں نہ ختم ہونے والی وسعت و کشایش۔ اللہ تعالی کی بے انتہا صفات ہیں اور بے انتہا خزانے ہیں، وہ صفات و خزانے جن کا ہم تصور کرسکتے ہیں اور وہ صفات و خزانے جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالی کی صفات و خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں۔ اگر اس جہان کی ساری مخلوقات اللہ تعالی سے سب کچھ مانگے جو وہ چاہتے ہیں بلکہ اس سے بھی کئی گناہ زیادہ اور اللہ تعالی ان سب کو وہ سب کچھ عطا کردے تو اللہ تعالی کے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آئی گی جو ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر باہر نکالنے سے سمندر میں آتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورۃ لقمان آیة ٢٧)۔

بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی عَزِيزٌ ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس آیت سے

یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَکِيْمٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں چیزوں کی مکمل حقیقتوں کا جاننا۔ اللہ تعالی اس سارے جہان اور جو کچھ اس جہان میں ہیں اس کے ذرہ ذرہ کی حقیقت سے واقف ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ نہ تو یہ سارا جہان اللہ تعالی کو کسی قسم کا کوئی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہیں تو پھر اللہ تعالی نے یہ پورا جہان کیوں بنایا۔ یقینا اللہ تعالی حکمتوں والے ہے اور ان سب کی حقیقت تو اللہ تعالی ہی جانتے ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (سورۃ بروج آیۃ ۱۴)۔

اور وہی (اللہ) ہے بخشنے والا محبت کرنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی غَفُوْرٌ ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی وَدُوْدٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی محبت بھی کرنے والے ہے۔ جیسے ایک بندہ ہے اور اللہ تعالی کی اس بندہ سے پہچان ہے مگر اس بندے سے کوئی خطا ہوگئی تو اللہ تعالی اسکی خطا کو بخش کر بھی اس سے محبت کرنے والے ہے۔

ایک بندہ جس کی اللہ تعالی سے پہچان ہے مگر وہ جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکے گناہوں کو بخش کر اس سے بھی محبت کرنے والے ہے۔

ایک بندہ جس کی اللہ تعالی سے کوئی پہچان نہیں اور اس نے خوب گناہ کیے مگر اسے احساس ہوا اور اس نے اللہ تعالی سے پہچان چاہی تو اللہ تعالی اسکے گناہوں کو بھی بخش دیں گے، اسے پہچان بھی دیں گے اور اس سے محبت بھی کریں گے۔ اللہ تعالی بہت محبت کرنے والے ہے اور خوب محبت کرنے والے ہے۔

إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورۃ هود آیۃ ۷۳)۔

بے شک اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَمِيْدٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ جس کی تعریف کی جائے شکر کے ساتھ۔ اللہ تعالی جو اس سارے جہانوں کا نئے سرے سے پیدا کرنے والا، خالق، مالک، پالنے والا، دیکھنے والا،

سننے والا، فیصلہ کرنے والا، رزق دینے والا اور بے انتہا صفات کا مالک جو ذات میں بالکل تنہا ہے کیا کوئی ہے اللہ تعالی کے علاوہ جس کی تعریف کی جائے؟ یقینا تعریف اور شکر صرف اللہ تعالی ہی کے لیے ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مَجِيْدٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی کی ذات بہت شاندار ہے، باوقار ہے، شاہی ہے، بہت فیض والے ہے بہت زیادہ بڑائیوں والے ہے۔ ابو حمید الغزالیؒ نے فرمایا کہ مَجِيْدٌ کے معنی جَلِيْلٌ، وَهَّابٌ اور كَرِيْمٌ کے معنی ملا کر ہیں۔

اللہ تعالی مَاجِدٌ بھی ہے۔ جیسے اللہ تعالی کی ذات بہت شاندار ہے، باوقار ہے، شاہی ہے، بہت فیض والے ہے بہت زیادہ بڑائیوں والے ہے اس سے اللہ تعالی مَجِيْدٌ کہلائے۔ چونکہ اللہ تعالی یہ سب کچھ کرنے والے ہے اس سے اللہ تعالی مَاجِدٌ کہلائے۔

وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ (سورۃ حج آیۃ ۷)۔

اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی بَاعِثٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی کی جتنی مخلوقات ہیں وہ سب مر کر فنا ہو جائے گی۔ اللہ تعالی ان سب کو واپس اٹھائے گے واپس زندہ کریں گے۔ ہم سے پہلے کتنے انسان، جانور اور کتنی مخلوقات ہیں جو مر کر فنا ہو گئی اور قیامت کے دن تک کتنی اور مخلوقات آئیں گی اور سب کو مرنا ہیں۔ اللہ تعالی ان سب مخلوقات کو جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے، جو گزر چکی ہیں اور جو ابھی آنے والی ہیں دوبارہ اٹھائے گے۔

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (سورۃ بروج آیۃ ۹)۔

اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی شَهِيْدٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی اس سارے

جہان کی ہر ہر چیز و معاملات جو ہمارے سامنے ہیں، جو ہم سے چھپی ہوئی ہیں، جن کا ہم تصور کرسکتے ہیں، جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ان سب چیزوں پر گواہ ہے۔

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ وَكِيلٞ (سورۃ انعام آیۃ ۱۰۲)۔

اور وہ (اللہ) ہر چیز کا کارساز ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی وَكِيۡلٌ بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں کہ اللہ تعالی ہم سے بہتر ہمارے معاملات کو سنبھالنے والے کار ساز ہے۔ جیسے کوئی شخص عدالت میں وکیل کی خدمات لیتا ہے تاکہ وہ وکیل اس شخص کا عدالت میں دفاع کرے۔ مگر اللہ تعالی تو اس سارے جہان کا اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کا ان سب سے بہت بہتر دفاع کرنے والے، معاملات کو سنبھالنے والے کارساز ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (سورۃ ذاریات آیۃ ۵۸)۔

اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی رَزَّاقٌ اور قَوِيٌّ بھی ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مَتِيۡنٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی اتنے مضبوط ہے کہ ان میں کسی قسم کی عاجزی، کسی قسم کی ضعف و کمزوری اور کسی قسم کی حاجت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ (سورۃ شوری آیۃ ۲۸)۔

اور وہی (اللہ) ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَمِيۡدٌ بھی ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی وَلِيٌّ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی حفاظت و محبت کرنے والے دوست اور کام

بنانے والے ہے اپنے دوستوں کے۔ جیسے مشہود تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے حکم سے جب آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالی نے اپنے محبوب بندے اور دوست کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا جس سے وہ آگ حضرت ابراہیمؑ کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی بلکہ حضرت ابراہمؑ اس آگ میں جتنے دن بھی رہے بہت خوش و خرم رہے۔ اللہ تعالی کی یہ صفت خاص ہے ان لوگوں کے لئے جن کی اللہ تعالی کے ساتھ پہچان ہے اور وہ اللہ تعالی احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کے ساتھ پہچان کیسے ہوتی ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

اللہ تعالی **اَلْوَالِیْ** بھی ہے۔اس لفظ کے معنی معاملات کی دیکھ بال کرنے کے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہیں کہ اللہ تعالی اکیلے اس جہان کے اور جو کچھ اس جہان میں ہیں ان سب کے معاملات کی دیکھ بال کرنے والے ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (سورۃ نبا آیۃ ۲۹)۔

اور ہر چیز ہم (اللہ) نے گن رکھی ہے لکھ کر

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **اَلْمُحْصِیْ** بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے ہر ہر چیز لکھ رکھی ہے۔ جیسے سمندروں میں کل کتنے قطریں ہیں، ریت کے کتنے ذرات ہیں، اور سارے جہان کی ساری چیزیں جن کا ہم تصور کرسکتے ہیں اور جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے سب کی سب اللہ تعالی نے لکھ رکھی ہے۔

يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ (سورۃ عنکبوت آیۃ ۱۹)۔

شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **مُبْدِئٌ** بھی ہے۔ اس کا معنی ہیں شروعات کرنا۔ جیسے اللہ تعالی نے نئے سرے سے آسمان و زمین بنائے تو **بَدِيْعٌ** کہلائے۔ سارے جہان کی تخلیق کی تو **خَالِقٌ** کہلائے۔ ایسے ہی جب اللہ تعالی نے جہانوں کی تخلیق کی شروعات یا ابتدا کی تو **مُبْدِئٌ** کہلائے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی **مُعِيْدٌ** بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی نے جیسے تخلیق کی

شروعات یا ابتدا کی تھی اس کے ختم ہونے کے بعد پھر اس تخلیق کو دہرائے گے۔ جب قیامت آئے گی سب کچھ فنا ہو جائے گا تب اللہ تعالی اس تخلیق کو دہرائے گے۔ قیامت کے بارے میں تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ (سورة اعراف آية ۱۵۸)۔

کسی کی عبادت نہیں اس (اللہ) کے سوا وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی الْمُحْيِي بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی ہی زندہ کرنے والے ہے۔ اس سارے جہان اور اس جہان میں ہر ہر چیز کو زندہ کرنے والی ذات اللہ تعالی کی ذات ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُمِيتٌ بھی ہے۔ جیسے اللہ تعالی ہر چیز کو زندہ کرنے والے ہے ویسے ہی ہر چیز کو مارنے والی ذات بھی اللہ تعالی ہی کی ذات ہے۔ زندگی اور موت صرف اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

اللَّـهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّومُ (سورة بقرة آية ۲۵۵)۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی حَيٌّ اور قَيُّومٌ بھی ہے۔ حَيٌّ کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گے۔ قَيُّومٌ کا معنی یہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالی ہمیشہ سے ہے اور اللہ تعالی سب کو تھامنے والے ہے مگر اللہ تعالی کو کوئی نہیں تھام رہا۔

اللہ تعالی وَاجِدٌ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں ڈوھنڈنے والا۔ اس سے مراد یہ ہیں کہ اللہ تعالی سارے جہان کی ہر چیز کو جانتے ہے اور ان سب سے واقف اور ان سب کو پہچاننے والے ہے۔

اللَّـهُ الصَّمَدُ (سورة اخلاص آية ۲)۔

اللہ بے نیاز

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی صَمَدٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی طرف لوگ اپنی حاجات اور ضروریات کیلئے رجوع کریں اور جو بڑائی اور سرداری میں ایسا ہو کہ اس سے کوئی بڑا نہیں سب اس کے محتاج ہوں مگر وہ کسی کے محتاج نہیں۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ سے لیا گیا ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقْتَدِرًا (سورۃ کھف آیۃ ۴۵)۔

اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی مُقْتَدِرٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی کیسے زمین کے اندر سے مختلف قسم کے نباتات اگاتے ہے، کتنی اقسام کے پھل اگاتے ہے، کبھی ایک رخ کی ہوا چلتی ہے تو کبھی دوسرے رخ کی تو کبھی تیسرے رخ کی، غرض ایسی ساری قدرتیں اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالی مُقَدِّمٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی چیزوں کو آگے بڑھاتے ہے، چیزوں کو ترقی دیتے ہے، چیزوں کو جدید کرتے ہے۔

اللہ تعالی مُؤَخِّرٌ بھی ہے۔ جیسے اللہ تعالی چیزوں کو ترقی دیتے ہے، چیزوں کا آگے بڑھاتے ہے، چیزوں کو جدید کرتے ہے تو اس سے اللہ تعالی مُقَدِّمٌ کہلائے ویسے ہی اللہ تعالی چیزوں کو التوا کرتے ہے،چیزوں کو تنزل بھی کرتے ہے اس سے اللہ تعالی مُؤَخِّرٌ کہلائے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (سورۃ حدید آیۃ ۳)۔

وہی (اللہ) ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی اَوَّلٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی وجوس کے اعتبار سے تمام موجودات و کائنات سے مقدم اور پہلے ہے کیونکہ ساری موجودات اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہیں اس لئے وہ

سب سے اول ہے۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 8 ص 292 سے لیا گیا ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی أَخِرٌ بھی ہے۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کے اللہ تعالی کو آخر باعتبار معرفت کے کہا گیا ہے کہ سب سے آخر معرفت اس کی ہے۔ انسان علم و معرفت میں ترقی کرتا رہتا ہے مگر یہ سب درجات جو اس کو حاصل ہوئے راستہ کی مختلف منزلیں ہیں اس کی انتہا اور آخری حد اللہ تعالی کی معرفت ہے۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 8 ص 293 سے لیا گیا ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی ظَاهِرٌ بھی ہے۔ اس سے مراد وہ ذات جو اپنے ظہور میں ساری چیزوں سے فائق اور برتر ہو اور ظہور چونکہ وجود کی فرع ہے تو جب اللہ تعالی کا وجود سب موجودات پر فائق اور مقدم ہے اس کا ظہور بھی سب پر فائق ہے کہ اس سے زیادہ اس عالم میں کوئی چیز ظاہر نہیں کہ اس کی حکمت و قدرت کے مظاہر دنیا کے ہر ہر ذرہ میں نمایاں ہیں۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 8 ص 293 سے لیا گیا ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی بَاطِنٌ بھی ہے۔ اس سے مراد یہ ہیں اللہ تعالی کی ذات کی حقیقت تک کسی عقل و خیال کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 8 ص 293 سے لیا گیا ہیں۔

إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ (سورة طور آیة ۲۸)۔

بے شک وہی ہے نیک سلوک والا

قرآم الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی بَرٌّ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی بہت اچھا سلوک و برتاؤ کرنے والے ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالی سے پہچان چاہتے ہیں اور اللہ تعالی سے ڈر اور خوف رکھتے ہیں اللہ تعالی کو امید باندھ کر پکاڑتے ہیں اللہ تعالی ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے ہے۔ اللہ تعالی کے ساتھ پہچان کیسے ہوتی ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلہ میں آئی گی۔

إِنَّ اللَّـهَ تَوَّابٌ (سورة حجرات آیة ۱۲)۔

بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تَوَّابٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معافی کی طرف مائل کرنے والے ہے۔ جیسے کوئی بچہ غلط حرکت کرتا ہے اس کی ماں اس سے ناراض ہو جاتی ہے۔ اس بچہ کے بھائی اور بہن اس بچہ کو سمجھاتے ہیں کہ چلو ماں سے معافی مانگ لو اور ماں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ بچہ نے معافی مانگی نہیں ماں نے بچہ کو پکڑ کر سینہ سے لگا لیا۔ اللہ تعالیٰ بھی اشارہ کرتے ہے کہ جو اپنے کیے پر شرمندہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ ضرور معاف کرنے والے ہے۔

إِنَّا مُنتَقِمُونَ (سورۃ دخان آیۃ ١٦)۔

بے شک ہم (اللہ) بدلہ لینے والے ہیں

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ مُنْتَقِمٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ سے پہچان چاہتے ہیں محبت کرتے ہے ویسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں نا پسند کرتے ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ و انتقام لے گے۔

قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (سورۃ ال عمران آیۃ ١٨)۔

وہی (اللہ) حاکم انصاف کا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مُقْسِطٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والے ہے۔ انصاف کرنے کے لئے تو صفات ہونی چاہئے ایک عَزِیْزٌ دوسری حَکِیْمٌ ان دونوں صفات کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ انصاف کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، زبردست ہو کہ اس کے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کرسکے۔ اور حکیم ہو کہ حکمت و دانائی سے پوری طرح جانچ تول کر ٹھیک فیصلہ کرے کوئی حکم بے موقع نہ دے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے لہذا ان کے منصف علی الاطلاق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ یہ معنی تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے لیا گیا ہیں۔

رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ (سورۃ ال عمران آیۃ ۹)۔

اے رب (اللہ) تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں

قرآن الکریم کی اس آیت یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَامِعُ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کو قیامت کے دن جمع کرنے والے ہے۔ قیامت کے بارے میں تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

يُغْنِيكُمُ اللَّـهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ (سورۃ توبۃ آیۃ ۲۸)۔

غنی کر دے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ الْمُغْنِيْ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے فضل سے مال، دولت، شہرت، اولاد، جائداد اور بے شمار غنا عطا فرمادے۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّـهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ (سورۃ انعام آیۃ ۱۷)۔

اور اگر پہنچا دے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں سوا اس کے اور اگر تجھ کو پہنچادے بھلائی

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضَارٌّ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے سختی و برائی تاکہ بندہ سختی کو دیکھ کر اپنی درستگی کرے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نَافِعٌ بھی ہے۔ جیسے برائی اور سختی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہیں ویسے ہی اچھائی، فائدے اور فضل بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔

اللَّـهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورۃ نور آیۃ ۳۵)۔

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نُوْرٌ بھی ہے۔امام غزالیؒ نے فرمایا خود اپنی ذات سے ظاہر

اور روشن ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر و روشن کرنے والا ہے اور ایک مفسر کے مطابق نور دراصل اس کیفیت کا نام ہے جس کو انسان کی قوت باصرہ پہلے ادراک کرتی ہے اور پھر اسکے ذریعہ ان تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں جیسے آفتاب اور چاند کی شعاعیں ان کے مقابل اجسام کثیفہ پر پڑ کر اول اس چیز کو روشن کردیتی ہیں پھر اس سے شعاعیں منعکس ہوکر دوسری چیزوں کو روشن کرتی ہیں۔ اس سے معلوم ہواکہ لفظ نور کا اپنے لغوی اور عرفی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالی کی ذات پر اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ جسم اور جسمانیت سب سے بری اور وراء الوری ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نور بخشنے والا ہیں آسمان و زمین کو اور اس میں بسنے والی سب مخلوق کو۔ اور مراد اس نور سے نور ہدایت ہے۔ یہ معنی معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 6 ص 422 سے لیا گیا ہیں۔

وَإِنَّ اللَّـهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (سورة حج آية ۵۴)۔

اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی الْهَادِیُ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی ہی ہدایت دینے والے ہے، سمجھانے والے ہے، لوگوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر انہیں اس کی منزل تک پہنچانے والے ہے ۔ اس سیدھے راستہ کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

اللہ تعالی رَشِیْدٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سیدھے راستہ کو واضح کرنے والا ہے۔ اور اگر اس راستہ پر چلا کر اس کی منزل تک پہنچا دے تو یہ الْهَادِیُ کے معنی ہونگے۔

وَاللَّـهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (سورة طه آية ۷۳)۔

اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہورہا ہے کہ اللہ تعالی الْبَاقِیُ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی تمام موجودات کے فناء ہونے کے بعد بھی باقی رہے گے۔

وَلِلَّـهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورة حديد آية ۱۰)۔

اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہے ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی وَارِثٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سارے جہان کی ہر چیز اللہ تعالی ہی کے پاس رہتی ہیں۔ جیسے ایک شخص بہت مالدار ہے وہ مر گیا تو اس کی ساری دولت اور جو کچھ وہ چھوڑ گیا ان سب چیزوں کے وارث اس شخص کے گھر والے ہونگے۔ اللہ تعالی تو اس سارے جہان اور جو کچھ اس میں ہیں ان سب کے وارث ہے۔

الرَّحْمَـٰنِ الرَّحِيمِ (سورة فاتحة آية ۲)۔

بے حد مہربان نہایت رحم والا

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہورہا ہے کہ اللہ تعالی رَحْمَنٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سارے جہان اور جو کچھ ان میں ہیں ان سب پر بہت مہربانی و رحمت کرنے والے ہے۔ جیسے اس دنیا کی تاریخ میں کتنے لوگ گزرے اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالی کی مخالفت بھی کرتے ہیں اس کے باوجود اللہ تعالی ایسے لوگوں پر بھی اتنی مہربانی و رحمت کرنے والے ہے کہ اللہ تعالی ان کو مال، اولاد، صحت، خاندان اور سب کچھ دینے والے ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی رَحِيمٌ بھی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی مکمل مہربانی و رحمت کرنے والے ہے۔ جیسے اللہ تعالی اس دنیا کی زندگی میں سب پر خوب مہربانی و رحمت کرنے والے ہے ایسے ہی اللہ تعالی آخرت میں ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالی نے پہچان دی ان پر بے انتہا مہربانی و رحمت بلکہ مکمل مہربانی و رحمت کرنے والے ہے اس سے اللہ تعالی رَحِيمٌ کہلائے۔ اللہ تعالی کی فرمابرداری، نافرمانی، پہچان، آخرت وغیرہ کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئی گی۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّـهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ

(سورۃ حدید آیۃ ۹)۔

وہی (اللہ) ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان

وَاللّٰہُ رَءوفٌ بِالْعِبَادِ (سورۃ ال عمران آیۃ ۳۰)۔

اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی رَؤُوْفٌ بھی ہے۔ اس کے معنی بھی بہت زیادہ مہربانی و رحمت کے ہیں۔ جیسے اللہ تعالی اس دنیا کی زندگی میں سب پر خوب مہربانی و رحمت کرنے والے ہے ایسے ہی اللہ تعالی آخرت میں ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالی نے پہچان دی ان پر بے انتہا مہربانی و رحمت بلکہ مکمل مہربانی و رحمت کرنے والے ہے اس سے اللہ تعالی رَحِیْمٌ کہلائے۔ اللہ تعالی نے ہم پر نشانیاں اور رہنمائی بھیجی تا کہ ہم اندھیروں سے نکل کر اللہ تعالی کی پہچان والے بن جائے تاکہ آخرت میں ہم اللہ تعالی کی مکمل مہربانی و رحمت کے مستحق بن جائے۔ اس بارے میں رہنمائی کرنا تاکہ مکمل مہربانی و رحمت کے مستحق بن جائے یہ بھی کتنی بڑی مہربانی ہے اس سے اللہ تعالی رَؤُوْفٌ کہلائے۔ اللہ تعالی کی وہ نشانیاں کیا ہیں جن سے ہم سب اللہ تعالی کی آخرت میں مکمل مہربانی و رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں اس کی تفصیل انشاءاللہ تیسرے مرحلے میں آئے گی۔

وَاللّٰہُ عَلَىٰ كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (سورۃ ال عمران آیۃ ۲۹)۔

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی قَادِرٌ بھی ہے۔ اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتے ہے۔ اللہ تعالی چاہے تو پانی کو گرم اور آگ کو ٹھنڈا کر دے، اللہ تعالی چاہے تو پانی پر چلنے والے جہازوں کو خشکی پر چلا دے، اللہ تعالی چاہے تو سورج کو گرمی کی بجائے سردی فراہم کرنے والا بنادے، اللہ تعالی چاہے تو درخت کے پتوں کی بناوٹ کو مربع کردے، اللہ تعالی چاہے تو ایسی ہزاروں اور کڑوڑوں جہان اور تخلیق کرلے غرض اللہ تعالی سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتے ہے۔ اللہ تعالی کی اس صفت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی کی بے انتہاء

صفات ہیں، جن میں کسی قسم کی کمی کا کوئی امکان نہیں اور یہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہے گی۔ سبحان اللہ!۔

اس مرحلہ میں یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی بَدِیْعٌ (نئے سرے سے پیدا کرنے والے)، خَالِقٌ (سب کے خالق)، عَلِیْمٌ (غیب اور ظاہر جاننے والے)، مَلِكٌ (سب کے مالک)، حَقٌّ (اللہ تعالی کی ذات حق ہے)، مَالِكَ الْمُلْكِ (بادشاہوں کے بادشاہ یعنی شہنشاہ)، ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (عظمت کے باوجود احسان والے)، مُصَوِّرٌ (صورتیں بنانے والے)، بَارِ ئٌ (سب مخلوق کو نکال کھڑا کرنے والے)، قُدُّوْسٌ (ہر عیب سے پاک)، سَلَامٌ (سلامتی و امن والے)، مُؤْمِنٌ (امان دینے والے)، مُهَيْمِنٌ (دیکھ بال کرنے والے)، عَزِیْزٌ (زبردست)، قَوِیٌّ (قوت و طاقت والے)، جَبَّارٌ (خرابی ٹھیک کرنے والے)، مُتَكَبِّرٌ (تکبر و بڑائی والے)، غَفَّارٌ (گناہوں کی بخشش کرنے والے)، غَفُوْرٌ (بہت زیادہ بخشش کرنے والے)، حَلِیْمٌ (تحمل کرنے والے کہ گناہگار معافی مانگے)، صَبُوْرٌ (صبر والے)، عَفُوٌّ (گناہوں کی بخشش اور مٹانے والے)، قَهَّارٌ (سب پر غالب)، وَهَّابٌ (بہت زیادہ دینے والے)، رَزَّاقٌ (سب کو روزی دینے والے)، فَتَّاحٌ (بند معاملات کو کھولنے والے)، قَابِضٌ (تنگ کرنے والے)، بَاسِطٌ (کشایش کرنے والے)،رَافِعٌ (درجات بلند کرنے والے)، خَافِضٌ (درجات کو گرانے والے)، مُعِزٌّ (عزت دینے والے)، مُذِلٌّ (ذلت دینے والے)، سَمِیْعٌ (سننے والے)، بَصِیْرٌ (دیکھنے والے)، حَكَمٌ (فیصلہ کرنے والے)، عَدْلٌ (انصاف والے)، لَطِیْفٌ (نہایت لطیف)، خَبِیْرٌ (خبردار)، عَلِیٌّ (اعلی و برتر)، عَظِیْمٌ (عظمت والے)، شَكُوْرٌ (شکر کی قدر کرنے والے)،كَبِیْرٌ (بڑے)، مُتَعَالٌ (بالا و بلند)، حَفِیْظٌ (حفاظت کرنے والے)، مُقِیْتٌ (حصہ بانٹنے والے)، حَسِیْبٌ (حساب کرنے والے)، جَلِیْلٌ (بہت عظیم)، غَنِیٌّ (بے پروا)، كَرِیْمٌ (کرم والے)، رَقِیْبٌ (نگہبان)، مَانِعٌ (حفاظت کرنے والے مضرات سے)، مُجِیْبٌ (التجات کے سننے والے)، وَاسِعٌ (بہت وسعت والے)، حَكِیْمٌ (حکمتوں والے)، وَدُوْدٌ (محبت کرنے والے)، حَمِیْدٌ

(تعریف والے)، مَجِیْدٌ (بڑائیوں والے)، مَاجِدٌ (بہت بڑائیاں کرنے والے)، بَاعِثٌ (قبروں سے اٹھانے والے)، شَهِيْدٌ (گواہ)، وَكِيْلٌ (کارساز)، مَتِيْنٌ (مضبوط)، وَلِیٌّ (کام بنانے والے محبت کرنے والے)، الْوَالِیْ (معاملات کی دیکھ بال کرنے والے)، الْمُحْصِیْ (ہر چیز کے لکھنے والے)، مُبْدِئٌ (شروعات کرنے والے)، مُعِيْدٌ (دہرانے والے)، الْمُحْيِیْ (زندہ کرنے والے)، مُمِيْتٌ (مارنے والے)، حَیٌّ (زندہ رہنے والے)، قَيُّوْمٌ (تھامنے والے)، وَاجِدٌ (سب چیزوں سے واقف)، صَمَدٌ (بے نیاز)، مُقْتَدِرٌ (قدرت والے)، مُقَدِّمٌ (چیزوں کو ترقی دینے والے)، مُؤَخِّرٌ (چیزوں کو تنزل کرنے والے)، اَوَّلٌ (سب سے اول)، أٰخِرٌ (سب سے آخر)، ظَاهِرٌ (واضح)، بَاطِنٌ (چھپے ہوئے)، بَرٌّ (اچھا برتاؤ کرنے والے)، تَوَّابٌ (توبہ قبول کرنے والے)، مُنْتَقِمٌ (انتقام لینے والے)، مُقْسِطٌ (انصاف کرنے والے)، جَامِعٌ (سب کو جمع کرنے والے)، الْمُغْنِیْ (سب کو بہت مال و دولت دینے والے)، ضَارٌّ (سختی کرنے والے)، نَافِعٌ (اچھائی کرنے والے)، نُوْرٌ (نور بخشنے والے)، الْهَادِیْ (ہدایت دینے والے)، رَشِيْدٌ (ہدایت کا راستہ واضح کرنے والے)،الْبَاقِیْ (باقی رہنے والے)، وَارِثٌ (سب کے وارث)، رَحْمٰنٌ (سب پر مہربان)، رَحِيْمٌ (مکمل مہربان)، رَؤُوْفٌ (مکمل مہربانی کا مستحق بنانے والے)، قَادِرٌ (سب کچھ کرنے پر قادر) ہے۔

اللہ تعالی کی صفات کے بارے میں یہ بھی واضح ہوا کہ۔۔

۔۱۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات ذاتی (کسی کی عطا کردہ نہیں) ہیں۔

۔۲۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات لا محدود (کبھی نہ ختم ہونے والی) ہیں۔

۔۳۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات غیر فانی (ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہے گی) ہیں۔

یہاں دوسرا مرحلہ مکمل ہوا۔

تیسرا مرحلہ

اس مرحلے میں ہم یہ جانے گے کہ اللہ تعالی کے ساتھ پہچان کیسے ہوتی ہے۔ کسی کے ساتھ پہچان تبھی ہوتی ہے جب دونوں فریق ایک دوسرے کو جانتے ہو۔ ویسے تو اللہ تعالی اس جہان میں بسنے والی ہر چیز کی ہر حد کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی پہلے اور دوسرے مرحلے میں جو کچھ اللہ تعالی کے بارے میں لکھا ہیں وہ جان بھی جائے تو وہ سب جاننے سے اللہ تعالی سے پہچان نہیں ہو سکتی، اللہ تعالی سے پہچان ہونے کے لئے پہلے اور دوسرے مرحلے میں جو لکھا ہیں وہ سب جاننا ضروری ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے پہچان ہونے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ اس مرحلے میں اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہیں اس کی خوب اچھی طرح سے وضاحت ہوگی انشاءاللہ۔ یہ مرحلہ بھی کافی تفصیل پر مشتمل ہیں۔

فرشتوں کا بیان

دوسرے مرحلے کے شروع میں بات یہاں تک پہنچی تھی کہ اللہ تعالی نے ساری کائنات تخلیق کی اور پھر عرش پر قائم ہوئے۔ یہاں سے بات کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ آج کی سائنس کے مطابق یہ کائنات 4.5 بلین سالوں سے وجود میں ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کائنات کی تخلیق کو اتنا عرصہ گزر گیا ہو۔ واللہ اعلم۔ کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی اللہ تعالی نے قرآن کریم میں یہ فرمایا۔۔

وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا (سورة حم سجدة آية ١٢)۔

اور اتارا (اللہ نے) ہر آسمان میں حکم اس کا (ہر آسمان کا)۔

اس آیت کی تفسیر میں معارف القرآن میں مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہیں۔۔

چونکہ ساتوں آسمانوں کو فرشتوں سے آباد و معمور کر دیا گیا تھا اس لئے ہر آسمان میں اس کے مناسب اپنا حکم فرشتوں کو بھیجدیا یعنی جن فرشتوں سے جو کام لینا تھا وہ ان کو بتلا دیا

اللہ تعالی قران الکریم میں فرشتوں کی تخلیق کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں۔۔

جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (سورة فاطر آية ١)۔

جس (اللہ) نے ٹھہرایا فرشتوں کو پیغام لانے والے جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار
عام مخلوقات تک اللہ تعالی کی رحمت اور عذاب پہنچانے کا ذریعہ فرشتوں کو بنایا گیا اور اللہ تعالی نے فرشتوں کو پروں والا بنایا۔

جن سے وہ اڑسکتے ہیں حکمت اس کی ظاہر ہے کہ وہ آسمان سے زمین تک کی مسافت باربار طے کرتے ہیں یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کو سرعت سیر کی قوت عطا کی جائے اور وہ اڑنے ہی کی صورت میں ہوتی ہے۔ فرشتوں کے پر مختلف تعداد پر مشتمل ہیں۔ بعض کے صرف دو دو پر ہیں بعض کے تین تین بعض کے چار چار اور اس میں کوئی حصر نہیں جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے جبرئیلؑ (یہ اللہ تعالی کے ایک فرشتے ہے) کے چھ سو پر ہونا ثابت ہوتا ہے (معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 7 ص 317)۔

اس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں کو احکام دیتے ہے اور فرشتے ان احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ فرشتوں کے بارے میں دو باتیں جاننا ضروری ہیں۔

۱۔۔ فرشتوں کی تخلیق اللہ تعالی نے نور سے کی ہے، فرشتوں میں نر یا مادہ جیسی کوئی جنس نہیں ہوتی اور ہم فرشتوں کو اس زندگی میں نہیں دیکھ سکتے۔

۲۔۔ اللہ تعالی نے بہت سے کام فرشتوں کے حوالے کئے ہے جیسے آسمانوں پر فرشتے معمور ہیں، بارش پر فرشتے معمور ہیں، پہاڑوں پر فرشتے معمور ہیں وغیرہ اور فرشتے اللہ تعالی کے احکامات کی ذرہ برابر بھی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

دنیا ایک خاص حکمت کے تحت پیدا کی گئ

اب اس دنیا کے بارے میں بات شروع کرتے ہیں کہ کیسے یہ دنیا آباد ہوئی۔ سب سے پہلے یہ جاننا بہت ضروری ہیں کہ اللہ تعالی نے یہ دنیا ایک خاص حکمت کے تحت پیدا کی۔ اللہ تعالی قرآن الکریم میں فرماتے ہیں۔۔

مَا خَلَقَ اللَّـهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (سورة یونس آیة ۵)۔

یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ظاہر کرتا ہے نشانیاں ان لوگوں کے لیے جن کو سمجھ ہے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ (سورة حجر آیة ۸۵)۔

اور ہم (اللہ) نے بنائے نہیں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (سورۃ دخان آیۃ ۳۸)۔

ہم (اللہ) نے جو بنایا آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ (سورۃ حدید آیۃ ۲۰)۔

جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ (سورۃ محمد آیۃ ۳۶)۔

یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے دے گا (اللہ) تم کو تمہارا بدلہ

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورۃ انعام آیۃ ۳۲)۔

اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے کیا تم نہیں سمجھتے

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہیں کہ یہ سارا جہان اللہ تعالی نے ایک خاص حکمت کے تحت پیدا کیا ہے۔ وہ حکمت کیا ہے؟ وہ حکمت یہ ہیں کہ دنیا کی زندگی اگر بے احتیاطی سے گزاری جائے تو یہ دنیا کی زندگانی کھیل اور تماشے سے زیادہ کچھ نہیں اور اللہ تعالی نے دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے لئے نہیں بنائی۔ اللہ تعالی نے یہ دنیا کی زندگی اس لئے پیدا کی تاکہ اس دنیا کی زندگی کو احتیاط کے ساتھ گزارا جائے اور اس دنیا کی منزل آخرت کی نا ختم ہونے والی زندگی ہے۔

جنات کا بیان

اس دنیا میں انسان کی آبادی شروع ہونے سے پہلے جنات آباد تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے مطابق انسان سے دو ہزار سال پہلے جنات کی تخلیق ہوئی۔ اللہ تعالی جنات کی تخلیق کے بارے میں قرآن الکریم میں یہ فرما رہے ہیں۔۔

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ (سورۃ رحمن آیۃ ۱۵)۔

اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ (سورۃ حجر آیۃ ۲۷)۔

اور جن کو بنایا ہم اس (انسان) سے پہلے لو کی آگ سے

جنات کے بارے میں دو باتوں کا جاننا ضروری ہیں۔۔

۔۱۔ جنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے آگ سے کی ہے، ہم جنات کو بھی نہیں دیکھ سکتے، جنات میں نر او مادہ ہوتے ہیں اور ان کی نسل بڑھتی ہیں۔

۔۲۔ جنات میں نیک جنات بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور ان میں برے بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

انسان کی اہمیت

ہم بات کررہے تھے کہ اس دنیا میں انسانوں سے پہلے جنات آباد تھے۔ وہ جنات جب دنیا میں فساد مچانے لگے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور فرشتوں نے ان جنات کو مارا اور بچے کچے جنات کو جنگلات وغیرہ میں بھگا دیا۔ ان جنات میں ایک جن تھا جو اللہ تعالیٰ کا بہت فرماں بردار اور بہت عبادت گزار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جن کے درجات اتنے بلند کئے کہ وہ جن فرشتوں میں شامل ہوگیا۔ اس جن کے تین نام رہے ہیں، ایک ابلیس دوسرا حارث تیسرا شیطان اور چوتھا نام بھی سنا ہے وہ نام عزازیل ہے۔ اس جن کا کس موقع پر کیا نام رہا اس کا مجھے صحیح علم نہیں مگر اب اس جن کا نام شیطان ہے۔ اس جن کا نام شیطان کیسے ہوا اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ اب بات کرتے ہیں انسان کی تخلیق کے بارے میں۔ انسان کی تخلیق سے پہلے یہ جاننا ضروری ہیں کہ انسان کتنا قیمتی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن الکریم میں یہ فرما رہے ہیں۔۔

الَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۲)۔

جس (اللہ) نے بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے

هُوَالَّذِی خَلَقَ لَکُم مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۹)۔

وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِی أَحْسَنِ تَقْوِیمٍ (سورۃ تین آیۃ ۴)۔

ہم نے بنایا آدمی خوب سے انداز پر

اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظام انسان کے پیدا کرنے سے پہلے ہی انسان کے لئے بنایا اور انسان کو بہترین پیدا کیا، اس کا مطلب یہ

ہیں کہ اللہ تعالی کی ساری مخلوقات میں سب سے بہترین تخلیق انسان کی ہوئی۔ قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان بہت قیمتی ہے۔

انسان کی تخلیق

انسان کی تخلیق کیسے ہوئی، قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (سورۃ حجر آیۃ ۲۶)۔

بنایا ہم (اللہ) نے آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (سورۃ مؤمنون آیۃ ۱۲)۔

اور ہم (اللہ) نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (سورۃ رحمن آیۃ ۱۴)۔

بنایا آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا

انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی۔ اللہ تعالی نے یہ تخلیق مٹی سے کی۔ مٹی کو مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی۔ یہ تخلیق آدھی ہوئی، اس تخلیق کے بعد حضرت آدمؑ کا جسم تیار کر دیا گیا تھا باقی کی تخلیق کچھ ایسے ہوئی۔۔

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي (سورۃ ص آیۃ ۷۲)۔

اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان

قرآن الکریم کی اس آیت میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالی مٹی کی تخلیق کے بعد اس میں اپنے حکم سے روح پھونکے گے۔ یہ روح پھونکنے کے بعد حضرت آدمؑ اٹھ پڑے اور وہ حرکت میں آگئے۔ ایسے اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کی جن سے پوری انسانیت کی نسل چلے۔ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق چار طرح سے کی۔ ایک تو جو ابھی بیان ہوئی یہ تخلیق اللہ تعالی نے بغیر ماں اور بغیر باپ کے کی۔ دوسری تخلیق اللہ تعالی نے حواؑ کی حضرت آدمؑ کی پسلی سے کی یعنی بغیر ماں کے۔ تیسری تخلیق حضرت عیسیٰؑ کی اللہ تعالی نے بغیر باپ کے کی۔ اور چوتھی تخلیق انسان کی باپ اور ماں کے ملاپ سے ہوئی جس میں پوری انسانیت شامل ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ انسان کے زندہ رہنے کی حقیقت یہ روح ہے۔ جب تک یہ روح انسان کے جسم کے ساتھ رہتی ہے تب تک انسان زندہ رہتا ہے اور جب یہ روح جسم سے نکال لی جاتی ہے تب انسان فوت ہوجاتا ہے۔ یہ روح اللہ تعالی کے حکم سے آتی ہے اور اللہ تعالی کے حکم سے یہ روح جسم سے نکالی جاتی ہے۔ اس بارے میں تفصیل بعد میں آئے گی۔

انسان دنیا میں کیسے آباد ہوا

حضرت آدمؑ کی تخلیق مکمل ہونے کے بعد اور ان میں روح پھونکنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ (سورۃ اعراف آیتین ۱۱ و ۱۲)۔

پھر حکم کیا (اللہ نے) فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نہ تھا سجدہ والوں میں کہا (اللہ نے) تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ (سورۃ ص آیا ۷۶ الی ۸۵)۔

بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے فرمایا (اللہ نے) تو تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے جی اٹھیں فرمایا (اللہ نے) تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے فرمایا (اللہ نے) تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی کہتاہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے

ان آیات سے یہ واضح ہو رہا ہیں کہ آدمؑ کی نسل چلنی تھی اور ان کی نسل دو گروہوں میں تقسیم ہونی تھی ایک وہ جو اللہ

تعالی کے احکامات پر چلنے والے ہونگے اور دوسرے وہ جو شیطان کی پیروی کرینگے۔
ان آیات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالی اس ساری کائنات کو فنا کر دے گے اور پھر قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالی کے حکم سے، اس دن سب کا حساب کتاب ہو گا اور سزا و جزا ملے گی۔ قیامت کی تفصیل اسی مرحلے میں بعد میں آئی گی۔
قرآن الکریم کی ان ساری آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ دوزخ کی تخلیق اس وقت ہو چکی تھی۔ اس وقت تک دوزخ میں کوئی تھا یا نہیں یہ تو اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہے۔ اور شاید اسی واقعہ کے بعد سے ابلیس شیطان بنا۔ واللہ اعلم۔
اس سارے واقعہ کے بعد اللہ تعالی نے آدم و حواؑ کو کچھ نصیحت کی۔ قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ

(سورۃ اعراف آیۃ ۱۹)۔

اور اے آدم رہ تو اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار
اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کے لئے جنت بنائی اور جنت کی تخلیق بھی اس وقت تک ہوچکی تھی۔ مگر شیطان نے جو مہلت مانگی تھی اور اللہ تعالی سے کہا تھا کہ وہ ان کو بہکائے گا۔ آگے کیا ہوا اس بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ (سورۃ اعراف آیات ۲۰ الی ۲۲)۔

پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھولدے ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لیے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمہارا دوست ہوں پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کے رب نے کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے

جب آدم و حواؑ جنت میں رہنے لگے تو شیطان نے آدم و حواؑ کو بہلا پھسلا کر اس درخت کے پھل کھانے پر آمادہ کرلیا جس کے پاس جانے سے اللہ تعالی نے منع کیا تھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

(سورۃ بقرۃ آیات ۳۶ الی ۳۹)۔

اور ہم (اللہ) نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک پھر سیکھ لی آدم نے اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہو گا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہوا کہ اس خطا کے بعد آدم و حواؑ کو جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا گیا اور بتا دیا گیا کہ اس دنیا میں ایک وقت تک رہنا ہو گا یعنی قیامت تک۔ آدمؑ جب جنت سے نکلے تھے اس وقت وہ بہت پشیمان ہوئے اپنے کیے پر اس وقت اللہ تعالی نے آدمؑ کو کچھ کلمات الہام کیے پھر جب آدمؑ نے توبہ کی تو اللہ تعالی نے توبہ قبول کرلی۔ پھر یہاں سے دنیا میں انسانیت کا آغاز ہوا اور اللہ تعالی نے بتادیا کہ جو میرا حکم آئے گا اس پر عمل کرنا اور جو ایسا کریگا اسے اللہ تعالی جنت میں داخل کرے گے اور جو نافرمانی کرے گا اللہ تعالی اسے دوزخ میں داخل کرے گے۔ ان آیات سے اللہ تعالی نے اپنے احکامات بھیجنے کا اشارہ بھی کیا۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

آدم و حواؑ جب دنیا میں آباد ہوئے تو اللہ تعالی نے فرمایا تھا کہ زندگی گزاروں دنیا میں اور جب آئے میری ہدایت تو اس پر عمل کرو۔ جو ہدایت پر عمل کرے گا وہ کامیاب ہو گا اور جو عمل نہیں کرے گا وہ رسوا ہو گا۔ قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (سورہ عصر آیتین ۲ و ۳)۔

بے شک انسان خسارے میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کیے بھلے کام

جو لوگ اللہ تعالی کی ہدایت پر یقین لاتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں انہیں مؤمنین (اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالی سے پہچان ہوتی ہیں) کہا جاتا ہیں اور جو لوگ ہدایت کا انکار کرتے ہیں انہیں کافرین (یہی وہ لوگ ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں) کہا جاتا ہیں۔

حضرت آدمؑ کے بعد اللہ تعالی نے دنیا کے لوگوں میں اپنے بے شمار انبیاءؑ بھیجے جو لوگوں کو اللہ کی ہدایت کے بارے میں بتاتے اور سمجھاتے تھے۔ جو بھی اپنے اپنے وقت کے نبیؑ پر ایمان لایا اور نیک عمل کیے وہ کامیاب ہوئے اور جس نے اس ہدایت لینے سے انکار کیا وہ رسوا ہوئے۔

حضرت آدمؑ کے چھ ہزار ایک سو پچپن سال کے بعد اللہ تعالی کے آخری نبی ﷺ پیدا ہوئے (ذخیرہ اسلامی معلومات جلد 1 ص 14 مؤلف مولانا محمد غفران)۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو گزرے ہوئے 1400 سے زائد سال گزر چکے ہیں، نبی ﷺ کی حیات سے لے کر قیامت تک اب نبی آخرالزماں ﷺ ہی کی نبوت رہے گی۔ جو کوئی اللہ تعالی سے پہچان چاہتا ہے اس پر نبی آخرالزماں ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالی کی کتاب قرآن الکریم نبی آخرالزماں ﷺ پر نازل ہوئی اور یہی کتاب اب سارے جہان کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن الکریم نبی آخرالزماں ﷺ کے بارے میں یہ کہہ رہا ہیں--

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (سورۃ احزاب آیۃ ۴۰)۔

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

اس پہلی آیت میں "محمد باپ نہیں مردوں میں سے" کا مطلب یہ ہیں کہ کسی کو نبی آخرالزماں ﷺ کا بیٹا نہ جانو، ہاں نبی آخرالزماں ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہے اور اس حساب سے ساری امت ان کی روحانی اولاد ہیں (تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)۔

اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ موجودہ دور سے لیکر قیامت تک اللہ تعالی کی ہدایت نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات میں ہیں اور نبی آخرالزماں ﷺ آخری نبی ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اللہ تعالی قرآن الکریم میں اپنے پسندیدہ دین کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں--

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورۃ مائدۃ آیۃ ۳)۔

اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین

قرآن الکریم کی اس آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے لیے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے دین اسلام کو پسند کیا جو کہ نبی آخرالزماں ﷺ کا بتایا ہوا دین ہے۔ دین اسلام اللہ تعالی کی کتاب یعنی قرآن الکریم اور نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات کا نام ہے۔

اللہ تعالی سے پہچان

یہاں سے یہ جاننا شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق ایک خاص مقصد کے تحت کی۔ قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (سورة ذاريات آية ٥٦)۔

اور میں (اللہ) نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی عبادت کو

اللہ تعالی نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ یہ عبادت اللہ تعالی کی ہدایت کا دوسرا نام ہے۔ اب یہ جان لیجئے کہ جو لوگ اس دنیا سے گزر چکے ہیں ان پر لازم تھا کہ اپنے وقت کہ نبیؑ پر ایمان لاتے تاکہ وہ ہدایت پاتے۔ چونکہ وہ سب لوگ کزر چکے ہیں اب یہاں ہم ان کی بات نہیں کرینگے۔ ہم جو لوگ اس دنیا میں زندہ ہیں اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو مخاطب کررہے ہیں اس کتاب کے ذریعے سے۔ یہاں سے تیسرے مرحلے کے اہم نکات کا آغاز ہو رہا ہیں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دین اسلام کے تابع ہو اس کو مذکورہ کلمہ کی دل سے یقین کے ساتھ زبان سے اس کی تصدیق کرنی ہوگی اعلانیہ۔۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد اللہ کے رسول ہے

اس کلمہ پر دل سے یقین اور زبان سے اعلانیہ تصدیق کرنے کے بعد کوئی بھی شخص اللہ تعالی کی پہچان والا سمجھا جائے گا جس کو مؤمن کہتے ہے۔ اس اعلان کے بعد اس مؤمن پر فرض ہے کہ وہ عبادت کا مطلب سمجھ کر اس پر مکمل عمل کرے۔

مسلمان، مؤمن، کافر اور منافق

جو بھی شخص خواہ کسی بھی مذہب وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو جب کلمہ اسلام پڑھ کر اقرار کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے سوا کسی کو معبود نہیں سمجھتا اور نبی آخرالزماں ﷺ کو اللہ تعالی کا رسول مانتا ہے تو وہ شخص مسلمان ہوجاتا ہے۔ لہذا ہروہ شخص جو اس کلمہ کا اقرار کرتا ہو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ یہ شخص اللہ تعالی کو رب مانتا ہے اور نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے لہذا یہ مسلمان مؤمن بھی کہلاتا ہے۔ مسلمان اور مؤمن ہم معنی ہے۔ مسلمان جب اللہ تعالی کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے اور اللہ تعالی کے احکامات کو خوب اچھی طرح بجا لاتا ہے تو اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جب ایک مسلمان دین اسلام کا دعویدار ہے مگر وہ اللہ تعالی کے احکامات میں سستی کرتا ہے اور صحیح طرح سے اللہ تعالی کے احکامات کو بجا نہیں لاتا تو وہ مؤمن تو رہتا ہے مگر اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

جو شخص دین اسلام کا انکاری ہو اور وہ اچھے عمل کرے یا برے عمل کرے وہ کافر کہلاتا ہے۔

ایک شخص جو دل سے دین اسلام کا انکاری ہو مگر زبان سے علانیہ یہ کہے کہ وہ مسلمان ہے اور دین کے احکامات پر عمل بھی کرتا ہو ایسے شخص کو منافق کہتے ہے۔ قرآن الکریم ایسے لوگوں کے بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۸)۔

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہرگز مؤمن نہیں

اور نبی آخرالزماں ﷺ کی دو احادیث میں ایسے لوگوں کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہیں۔۔

حدثنا سليمان ابو الربيع قال حدثنا اسمعيل بن جعفر قال حدثنا نافع ابن مالك بن ابي عامر ابو سهيل عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اية المنافق ثلث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں (1) بات کرے تو جھوٹ بولے، (2) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، (3) امانت میں خیانت کرے

حدثنا قبيصة بن عقبة قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن عبدالله ابن مرة عن مسروق عن عبدالله بن عمرو ان لانبى صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كان فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا وتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم

فجر تابعه شعبة عن الاعمش

دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت اس طرح ہے جس شخص میں چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی حتی کہ وہ اس سے باز آجائے ۔ (1) امانت میں خیانت کرے، (2) باتوں میں جھوٹ بولے، (3) عہد کو پورا نہ کرے اور (4) کسی سے جھگڑا ہو تو آپے سے باہر ہو کر بے تہذیبی پر اتر آئے (کتاب: انوار الباری جلد ۴ ص ۲۲۵، مؤلف: مولانا انور شاہ کشمیریؒ)۔

عبادت کیا ہے

عبادت دو چیزوں کا مجموعہ ہیں۔ ایک عقائد ہیں جن پر دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق کی جاتی ہیں، اور دوسرا اعمال جو نبی آخر الزماں ﷺ نے بتائے۔ ان دونوں کو ملا کر لفظ عبادت استعمال کرتے ہیں اور یہی ہے وہ طریقہ جس سے اللہ تعالی سے پہچان ہوتی ہے۔ سب سے پہلے عقائد کی تفصیل بیان ہو گی پھر اعمال کی تفصیل بیان ہو گی۔

عقائد

عقائد لفظ عقیدہ کی جمع ہے جس کا معنی یہ ہیں کہ کسی چیز پر دل سے مکمل یقین کرنا اور اس یقین کا عمل سے تصدیق کرنا۔ جیسے ہم سب جانتے ہیں کہ ہماری زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور ہم مر جائے گے، تو اس زندگی اور موت کے بارے میں ہمارا یقین ہمارے دلوں میں ہیں اور ہم اس یقین کی اپنے عمل سے تصدیق بھی کرتے ہیں کہ ہاں موت تو آنی ہے، یہ زندگی جتنی بھی لمبی ہو مگر ایک دن تو ختم ہو جائے گی۔

انسان کے اختیار کے بارے میں عقیدہ

ہر انسان کی تخلیق کی بنیاد اللہ تعالی کی عبادت ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالی نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے سمجھ اور ارادہ سے اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کرنے والا بن جائے یا پھر اللہ تعالی کا نافرمان بن جائے۔

سوال بھی اسی سے کیا جاتا ہے جس کو اختیار دیا گیا ہو، اس شخص سے سوال نہیں کیا جاتا جس کے پاس کسی قسم کا کوئی اختیار نہ ہو۔

انسان سے بھی اس کے اختیار کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

قرآن الکریم اور نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات کا عقیدہ

قرآن الکریم اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو اللہ تعالی نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے وحی بھیج کر نبی آخرالزماں ﷺ پر 23 سال کے عرصے میں نازل کی۔ قرآن الکریم آہستہ آہستہ نازل کیا گیا۔ جب بھی نبی آخرالزماں ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ وہ وحی لوگوں کو یاد کرواتے، لکھواتے اور ان پر عمل کرکے صحیح طرح سے سمجھاتے۔ اللہ تعالی کی وحی جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ان سب کا مجموعہ قرآن الکریم ہے۔ اللہ تعالی قرآن الکریم کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں۔۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (سورة قلم آية ٥٢)۔

اور یہ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو

اللہ تعالی نبی آخرالزماں ﷺ کے بارے میں قرآن الکریم میں یہ کہہ رہے ہیں۔۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورة انبياء آية ١٠٧)۔

اور تجھ (محمد) کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر

نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات جن میں آپ ﷺ کے اقوال، اعمال، تشریحات، ترجیحات وغیرہ کو احادیث نبوی ﷺ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی کی بہت سی وحی ایسی بھی ہیں جو قرآن الکریم کا حصہ نہیں ہیں ایسی وحی کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن الکریم کتابی شکل میں موجود ہے ویسے ہی نبی آخرالزماں ﷺ کی احادیث بھی کتابی شکل میں موجود ہیں۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی احادیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمزی، ابن ماجہ، سنن نسائی، سنن ابو داؤد، مشکوۃ۔ اللہ تعالی کی کتاب قرآن الکریم اور نبی آخرالزماں ﷺ کی احادیث پر ایمان لانا لازم ہے یعنی ان پر دل سے یقین رکھنا اور عمل سے ان کی تصدیق کرنا۔

اسلام کے بنیادی عقائد

قرآن الکریم اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے۔۔

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّـهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۱۷۷)۔

لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر

اس آیت سے اسلام کے بنیادی پانچ عقائد واضح ہو رہے ہیں۔

پہلاعقیدہ اللہ تعالی پر ایمان

اللہ تعالی پر ایمان لانے کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی کی ذات اور صفات پر دل سے یقین اور اپنے عمل سے ان کی تصدیق کی جائے۔ اس کتاب کا پہلا اور دوسرا مرحلہ اللہ تعالی کی ذات اور صفات پر مشتمل ہیں ان کو اچھی طرح سے پڑھ کر ان پر دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق کی جائے۔ یہ اسلام کا پہلا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کے بغیر کوئی شخص مؤمن نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالی کی ذات۔۔

۔۱۔۔ اللہ تعالی کا اسم اللہ ہے۔

۔۲۔۔ اللہ تعالی کا کوئی شریک (ماں باپ، اولاد، رشتہ دار، ساتھی وغیرہ) نہیں۔

۔۳۔۔ اللہ تعالی جیسی اور کوئی ذات نہیں۔

۔۴۔۔ اللہ تعالی سب کے(سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) معبود ہے۔

۔۵۔۔ اللہ تعالی سب کے (سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) پالنے والے بھی ہے۔

اللہ تعالی کی صفات۔۔

۔۱۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات ذاتی (کسی کی عطا کردہ نہیں) ہیں۔

۔۲۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات لا محدود (کبھی نہ ختم ہونے والی) ہیں۔

۔۳۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات غیر فانی (ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہے گی) ہیں۔

اللہ تعالی کی ذات اور صفات کی تفصیل پہلے اور دوسرے مرحلوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالی کی ذات اور صفات کا دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق یعنی ان پر ایمان لانا لازم ہے۔

دوسرا عقیدہ فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانے کا معنی یہ ہیں کہ فرشتوں کی تخلیق اللہ تعالی نے نور سے کی ہے، فرشتوں میں نر یا مادہ جیسی کوئی جنس نہیں ہوتی اور ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے (اس زندگی میں)، اللہ تعالی نے بہت سے کام فرشتوں کے حوالے کئے ہے جیسے آسمانوں پر فرشتے معمور ہیں، بارش پر فرشتے معمور ہیں، پہاڑوں پر فرشتے معمور ہیں وغیرہ اور فرشتے اللہ تعالی کے احکامات کی ذرہ برابر بھی خلاف ورزی نہیں کرتے، فرشتوں کے بارے میں ان باتوں پر دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق کی جائے۔

فرشتوں کے ساتھ ساتھ ایک اور مخلوق ہیں ان کو جنات کہا جاتا ہیں۔ جنات کی تخلیق اللہ تعالی نے آگ سے کی ہے، ہم جنات کو بھی نہیں دیکھ سکتے، جنات میں نر او مادہ ہوتے ہیں اور ان کی نسل بڑھتی ہیں۔ جنات میں نیک جنات بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور ان میں برے بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں۔

تیسرا عقیدہ انبیاءؑ پر ایمان

آدمؑ سے لے کر نبی آخرالزماںﷺ تک جتنے انبیاءؑ اللہ تعالی نے بھیجے ان سب پر ایمان لانا لازم ہے مگر اب عملی طور پر ہم نبی آخرالزماںﷺ کی شریعت کے پابند ہیں۔ کل کتنے نبیؑ اللہ تعالی نے اس دنیا میں بھیجے اس کی صحیح تعداد اللہ تعالی ہی جانتے ہے۔ قرآن الکریم میں کچھ انبیاءؑ کا نام آیا ہیں ان میں حضرات آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، لوتؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، شعیبؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ، عیسیٰؑ، یحییٰؑ، اسماعیلؑ، نبی آخرالزماںﷺ کے نام شامل ہیں۔ سارے انبیاءؑ میں نبی آخرالزماںﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے۔ اللہ تعالی حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے سے اپنے انبیاءؑ پر وحی نازل کرتے تھے۔ اللہ تعالی کے تمام انبیاء علیہم السلام گناہوں سے بالکل پاک ہیں، سارے انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور سارے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ تمام انبیاءؑ پر دل سے یقین اور زبان سے ان کی تصدیق کی جائے یہ معنی ہیں انبیاءؑ پر ایمان لانے کا۔

انبیاءؑ کے معجزات پر ایمان

اللہ تعالی نے انبیاءؑ کو معجزات سے نوازا۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر کے دو حصے ہوگئے اور بہت واضح گزرنے کا راستہ بن گیا،

حضرت موسیٰ ؑ کو اور بہت سے معجزات دیے گئے۔ حضرت عیسیٰ ؑ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کردیتے تھے اور ایسے ہی اللہ تعالی نے اپنے انبیاء ؑ کو بہت سے معجزات سے نوازا۔ قرآن الکریم میں انبیاء ؑ کے بہت سے معجزات بیان ہوئے ہیں۔ ان معجزات پر دل سے یقین اور عمل سے تصدیق یعنی ان پر ایمان لانا لازم ہے۔

اللہ کے اولیاء ؒ کی کرامات پر ایمان

قرآن الکریم میں ایک جگہ آیا ہیں۔۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورة ال عمران آیة ۳۷)۔

جس وقت آتے اس کے پاس زکریا حجرے میں پاتے اس کے پاس کچھ کھانا کہا اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس

حضرت عیسیٰ ؑ کی والدہ مریم رضی اللہ عنہا بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھی۔ حضرت زکریا ؑ جو مریم رضی اللہ عنہا کی دیکھ بال کرتے تھے جب مریم رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آتے تو بے موسم پھل پاتے۔ یہ کرامات ہیں جن سے اللہ تعالی اپنے اولیاء ؒ کو نوازتے ہے۔ ایک اللہ تعالی کے نیک بندے تھے وہ پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں سورة فاتحہ پڑھ کر پھونکتے تھے تو وہ پانی شہد بن جاتا تھا۔ اولیاء ؒ کے کرامات پر دل سے یقین اور عمل سے تصدیق کرنا یعنی ان پر ایمان لانا لازم ہے۔

چوتھا عقیدہ اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالی نے اپنے انبیاء ؑ پر چار کتابیں اور مختلف صحیفے نازل کیے ہیں۔ ان سب کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا لازم ہے کہ یہ ساری کتابیں اور صحیفے اپنے اپنے وقت پر بر حق تھے، اللہ تعالی کی نازل کردہ تھے اور جو لوگ اپنے اپنے وقت کی آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر عمل کرتے تھے وہ سب اللہ تعالی کے نیک بندے تھے۔ مگر قرآن الکریم کے نازل ہونے کے وقت سے لیکر قیامت تک کے آنے والے لوگوں کے لیے قرآن الکریم پر ایمان لانا لازم ہے۔ اللہ تعالی کی ساری کتابوں اور صحیفوں پر دل سے یقین کرنا اور عمل سے اس کی تصدیق کرنا کے یہ سب کتابیں اور صحیفے اللہ تعالی کی نازل کردہ ہیں اور

برحق ہیں اور اللہ تعالی کی آخری کتاب قرآن الکریم پر عمل کرنا اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان لانا کہلاتا ہے۔ اللہ تعالی نے جو چار کتابیں نازل کی ان کے نام یہ ہیں، توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی، زبور حضرت داوَدؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن الکریم نبی آخرالزماں ﷺ پر نازل ہوا۔

پانچواں عقیدہ قیامت پر ایمان

قیامت سے متعلق تین عقائد ہیں۔ ان تینوں میں سب سے پہلا موت کا عقیدہ ہے۔ قرآن الکریم موت کے بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ ال عمران آیۃ ۱۸۵)۔

ہر جی کو چکھنی ہے موت

پہلا عقیدہ موت کا

ہر نفس نے موت چکھنی ہے۔ موت کیا ہوتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے آدمؑ کی تخلیق کے وقت جب اللہ تعالی نے آدمؑ میں روح پھونکی تھی تو اس وقت آدمؑ فورا جی اٹھے تھے۔ ایسے ہی جب انسان سے روح کھینچ لی جاتی ہے تو اسے موت آجاتی ہے۔ موت دو طرح کی ہوتی ہیں ایک بری موت اور دوسری اچھی موت۔

۔**بری موت**۔۔ کوئی شخص جو اللہ تعالی کا نافرمان ہے اس کی موت کا وقت آگیا تو موت کا فرشتہ اس شخص پر ظاہر ہوجاتا ہے۔ جب موت کا فرشتہ ظاہر ہوجائے تو جسکی موت واقع ہوتی ہے اسے اس وقت سے دنیا کی ہوش نہیں رہتی۔ نافرمان شخص کے لیے موت کا فرشتہ ایسی خوفناک صورت میں آتا ہے کہ ہم اس خوفناک صورت کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے اور جب اس کی روح کھینچتا ہے تو اس شخص کو ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ ہم اس تکلیف کا بھی تصور نہیں کرسکتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کے موت کے وقت کی تکلیف تلوار کے ہزار وار سے بھی زیادہ ہے۔

۔**اچھی موت**۔۔ جب کسی نیک بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو موت کا فرشتہ اس پر نہایت خوبصورت صورت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ صورت ایسی خوبصورت صورت ہوتی ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے اور موت کا فرشتہ جب اس نیک بندے کی روح کھینچتا ہے تو بہت آرام سے اس بندے کی روح کھینچتا ہے۔ اور بہت سے انعامات ہیں جو نیک بندے

کی موت کے وقت اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اچھی موت نصیب کرے آمین۔

دوسرا عقیدہ قبر کا

جب موت واقع ہو جاتی ہیں تو اگر اس بندے کو دفن کردیا جائے (یہ طریقہ اسلام کے مطابق ہے) یا کسی وجہ سے وہ دفن نہیں کیا گیا اسے سمندر میں بہادیا گیا یا پھر وہ جلا دیا گیا یا اسکی لاش کے ساتھ کوئی اور معاملہ ہوا۔ اس کے بعد اس مرنے والے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے فرشتے کا نام نکیر۔ ان دونوں فرشتوں کا حلیہ بہت ہیبت ناک ہیں۔ یہ فرشتے اس بندے سے تین سوال پوچھتے ہیں۔

مَنْ رَبُّكَ؟ مَنْ نَّبِيُّكَ؟ مَا دِيْنُكَ؟

تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟

اگر وہ بندہ نیک ہو اور اس نے اپنی زندگی اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق گزاری ہو تو وہ ان تینوں سوالوں کے جواب دے دے گا کہ میرا رب اللہ تعالی ہے جو سارے جہان کا رب ہے، میرے نبی نبی آخرالزماں ﷺ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ ان سوالوں کے صحیح جواب دینے کے بعد اس نیک بندے کو دوزخ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اس دوزخ میں جانے سے بچ گئے اور پھر جنت دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اس جنت کے مستحق ہو۔ پھر اس جنت کی کھڑکی اس نیک بندے کے لیے کھول دی جاتی ہے جہاں سے جنت کی خوشبو و بہار آتی رہتی ہیں اور اس نیک بندے کی قبر بہت وسیع ہو جاتی ہے اور قیامت تک وہ نیک بندہ اپنی قبر میں آرام سے رہتا ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا جب نیک بندے کو جنت دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اس کے مستحق ہو تو اس نیک بندے کو ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔

اگر مرنے والا بندہ گنہگار ہو توہ وہ ان سوالوں کے جواب نہیں دے پاتا اور اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے، اتنی تنگ ہوتی ہے کہ اس کی پسلیا آپس میں مل جاتی ہیں اور اس کی شامت شروع ہو جاتی ہے۔ اس بندے کو پہلے جنت دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو اب اس کا مستحق نہیں اور پھر دوزخ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو اس کا مستحق ہے اور پھر وہ قیامت تک اسی حال میں رہتا ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا جب اس بندے کو دوزخ کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ بندہ ایسا پچھتاتا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں۔

موت کے بعد قیامت تک جو لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ لوگ عالم برزخ میں رہتے ہیں۔ نیک لوگ آرام و اکرام

میں اور برے لوگ سزا میں رہتے ہیں۔ قیامت تک فوت شدہ لوگ اسی عالم میں رہے گے۔

تیسرا عقیدہ قیامت کا

قیامت کے بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (سورۃ حج آیتین ۱ و ۲)۔

لوگو ڈرو اپنے رب (اللہ) سے بے شک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے

جب قیامت آئی گی تو ساری کائنات فنا ہو جائے گی۔ قیامت کی سختی تو قرآن الکریم کی ان آیات سے واضح ہو رہی ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے قیامت آنے سے قبل قیامت کی بہت سی نشانیاں بتائی ہیں جو کہ احادیث کی کتابوں میں درج ہیں۔

قیامت کی دو طرح کی نشانیاں ہیں۔ ایک علامات صغریٰ (قیامت کی چھوٹی نشانیاں) اور دوسری علامات کبریٰ (قیامت کی بڑی نشانیاں)۔

۔**علامات صغریٰ**۔۔ قیامت کی چھوٹی نشانیاں جو احادیث نبوی ﷺ میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔۔ ظلم و ستم کا راج ہونا، جھوٹ کا عام ہونا، انسانوں کا جانوروں کی طرح کھلے عام اعمال کرنا، شراب کا عام ہونا، موسیقی کا عام ہونا (جیسے آج دنیا کے کونے کونے میں موسیقی ایسے عام ہے معلوم ہوتا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی)، ماں باپ کی نافرمانی کا عام ہونا، نا اہل لوگوں کے ہاتھ میں حکمرانی کا عام ہونا، شرم کا اٹھ جانا، امانت کی لوٹ عام ہونا، عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں اتنی زیادہ ہونا کہ ایک مرد کے مقابلے میں ساٹھ عورتوں کا ہونا، دین کا علم کم ہونا اور ایسی بہت سی قیامت کی نشانیاں احادیث نبوی ﷺ میں بیان ہوئی ہیں۔ غالب گمان یہی ہے کہ قیامت کی بہت سی چھوٹی نشانیاں پوری ہو چکی ہیں اور بہت سی بہت تیزی کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں۔

۔**علامات کبریٰ**۔۔ قیامت کی بڑی نشانیاں جو احادیث نبوی ﷺ میں آئی ہیں وہ یہ ہیں۔۔ امام مہدی کا ظہور ہو گا، دجال کا

ظہور ہو گا، عیسیٰؑ آسمان سے زمین پر نزول فرمائے گے، یاجوج ماجوج نکل آئے گے، ایک دھواں نمودار ہو گا جو چالیس روز تک رہے گا جس سے مؤمنین کا حال زکام سا ہو جائے گا اور کفروں کا حال نشہ بازوں جیسا ہو جائے گا، سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو گا، ایک ایسا جانور نمودار ہو گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا وہ جانور مؤمنین کی پیشانی پر نورانی لکیر کھینچے گا اور کافروں کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگا دے گا، ایک ایسی ہوا چلے گی جس سے دنیا کے تمام مؤمنین فوت ہوجائے گے، زمین تین جگہوں سے دب جائے گی مشرق، مغرب اور بجیرہ عرب سے، پوری دنیا میں کافروں کی حکومت ہو جائے گی اور خانہ کعبہ کو شہید کردیا جائے گا، یمن سے ایک آگ پیدا ہوگی جو سب کو ہانکتے ہوئے ملک شام کے علاقے میں لے جائے گی۔

۔پہلا صور۔۔ جب قیامت کی چھوٹی بڑی تمام نشانیاں پوری ہو جائے گی تب اللہ تعالی اپنے فرشتے حضرت اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم دے گے۔ حضرت اسرافیلؑ پہلا صور پھونکے گے تو پورا جہان فنا ہو جائے گا، ستارے ٹوٹ جائے گے، ایسا خوفناک منظر ہو گا جس کے دہشت و خوف سے حاملہ عورت اپنے بچہ کو بھول جائے گی جیسا کہ ابھی قرآن الکریم کی آیت میں وضاحت ہوئی، جو فوت ہو چکے ہیں ان کی روحیں بیہوش ہو جائے گی مگر جن کو اللہ تعالی چاہے گے بیہوشی سے بچائے رکھے گے۔ قرآن الکریم پہلے صور کے بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّـهُ (سورۃ زمر آیۃ ۶۸)۔

اور پھونکا جائے صور میں پھر بے ہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے

۔دوسرا صور۔۔ پہلا صور پھونکے جانے کے چالیس سال بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ دوسرا صور پھونکنے کے بعد ساری کائنات دوبارہ سے زندہ ہو جائے گی۔ قرآن الکریم اس بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ (سورۃ زمر آیۃ ۶۸)۔

پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فورا وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے

سارے لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر کی طرف پہنچے گے۔ قیامت کے دن کے بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (سورۃ معارج آیۃ ۴)۔

چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور روح اس دن میں جس کا لنباؤ پچاس ہزار برس ہے

یعنی فرشتے اور لوگوں کی روحیں پیشی کے لیے حاضر ہوں گی۔ پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے۔ یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لیکر بہشتیوں کے بہشت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہوگی اور کل فرشتے اور تمام قسم کی مخلوقات کی روحیں اس تدبیر میں بطور خدمت گار شریک ہوں گی۔ پھر اس بڑے کام کے سر انجام کی مدت گزرنے پر ان کو عروج ہوگا۔ حدیث میں نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم ایماندار آدمی کو وہ(اتنا لمبا) دن ایسا چھوٹا معلوم ہوگا جتنی دیر میں ایک فرض نماز ادا کر لیتا ہے (تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)۔

قیامت کے دن سورج بہت نزدیک ہوگا جس کی گرمی سے لوگوں کے دماغ تپنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے جو نیک لوگ ہوں گے ان کے لئے اس زمین کی مٹی مثل میدے کے بنادی جائے گی، اس کو کھا کر بھوک کا علاج کریں گے اور پیاس بجھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے (بہشتی زیور ص 339 مؤلف: مولانا اشرف علی تھانویؒ)۔ قیامت کے دن ہر نبیؑ کو اللہ تعالی اس کے مرتبہ کے مطابق ایک حوض عطا فرمائیں گے اور ہر نبیؑ کی امت کی ایک خاص علامت ہوگی۔ نبی آخرالزماں ﷺ کے حوض کا نام کوثر ہے جو تمام حوضوں سے بڑا ہوگا اور نبی آخرالزماں ﷺ کی امت کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے اعضاء وضو نہایت روشن اور درخشاں ہوں گے اور نبی آخرالزماں ﷺ اسی حوض کوثر سے اپنی امت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے (کتاب: عقائد الاسلام، مؤلف: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)۔ مجھے بھی نبی آخرالزماں ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کے پانی سے سیراب فرمائیں گے انشاءاللہ۔

۔حساب کتاب۔۔ لوگوں کے نامہ اعمال ان کو دیے جائے گے۔ نیک لوگوں کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں اور بے ایمان لوگوں کے بائیں ہاتھوں میں نامہ اعمال دیے جائیں گے۔ نیکیاں ترازو میں تولی جائے گی، پھر پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا۔ جن کی نیکیاں زیادہ ہونگی وہ پل صراط کو پار کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے اور جن کی نیکیاں کم ہونگی اور گناہ زیادہ ہونگے وہ جہنم میں گر جائیں گے۔ ایسے لوگ بھی ہونگے جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہونگی وہ لوگ ایک مقام ہے جنت اور دوزخ کے بیچ جس کا نام اعراف ہے وہاں رہ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالی کے انبیاءؑ، شہداء و اولیاء وغیرہ سفارش کریں گے اور جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ سب جنت میں داخل کردیے جائیں گے اور دوزخ میں صرف بغیر ایمان والے لوگ رہ جائیں گے۔ آخر میں جنتیوں اور دوزخیوں کے سامنے موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں موت دے دی جائے گی۔ جنت والے ہمیشہ کے لیے جنت میں اور دوزخ والے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔ قیامت سے مطلق تمام عقائد پر دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق کرنا یعنی ان پر ایمان لانا لازم ہیں۔

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان لانا لازم ہے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کتاب العقیدۃ الصحیحۃ ومایضادھا (ص ۳۰ الی ۳۲) میں تقدیر پر ایمان لانے کے بارے میں لکھتے ہیں۔۔

تقدیر پر ایمان رکھنا چار باتوں کو مستلزم (یعنی لازم) ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اللہ کو اس کا علم حاصل ہے اور یہ کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے جملہ احوال کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ ان کے رزق، انکی عمریں اور ان کے سارے اعمال اور دوسرے تمام امور کا اس کو مکمل علم حاصل ہے اور اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔۔

إِنَّ اللَّـهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (سورۃ توبۃ آیۃ ۱۱۵)۔

درحقیقت اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھتا ہے

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّـهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّـهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (سورۃ طلاق آیۃ ۱۲)۔

تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے

دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو کچھ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ مقدر فرمایا ہے سب کو نوشتہ تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِندَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ (سورۃ ق آیۃ ۴)۔

زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب میں سب کچھ محفوظ ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورۃ یس آیۃ ۱۲)۔

اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّـهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّـهِ يَسِيرٌ (سورۃ حج آیۃ ۷۰)۔

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے اللہ کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں

تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت بہرحال نافذ ہو کر رہتی ہے پس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا ہے اور جو اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔۔

إِنَّ اللَّـهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (سورۃ حج آیۃ ۱۸)۔

اللہ تعالی کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (سورۃ یس آیۃ ۸۲)۔

اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ رب العالمین نہ چاہے

چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی ہی نے تمام موجودات کو وجود بخشا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خالق اور پروردگار نہیں ہے۔

اللَّـهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (سورۃ زمر آیۃ ۶۲)۔

اللہ ہر چیز کا خالق اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّـهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّـهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ (سورۃ فاطر آیۃ ۳)۔

لوگوں تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انھیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو کوئی معبود اس کے سوا نہیں آخر تم کہاں سے دھوکا کھا رہے ہو

تقدیر کے بارے میں ان باتوں پر دل سے یقین اور عمل سے تصدیق کرنا تقدیر پر ایمان لانا کہلاتا ہے اور یہ لازم ہے۔

حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں قرآن الکریم میں آیا ہیں۔۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّـهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّـهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ (سورۃ ال عمران آیات

۴۵ الی ۴۷)۔

جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں اور باتیں کریگا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اور جب کہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے بولی اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہوجا سو وہ ہو جاتا ہے

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر والد کے ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھانے کے بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (سورة نساء آیتین ۱۵۷ و ۱۵۸)۔

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا

واقعی بات یہ ہے اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اللہ تعالی سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا، حق تعالی نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت مشابہ کردی جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر موجود ہے جب قیامت کی بڑی نشانیاں پوری ہونے لگے گی اور جب مہدی مسلمانوں میں موجود ہونگے اور دجال دنیا میں فتنہ و فساد مچا رہا ہوگا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتارے جائے گے اور دجال کو قتل کرے گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترنے کے بعد نبی آخرالزماں ﷺ کے امتی ہونگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان حق باتوں پر دل سے یقین اور عمل سے تصدیق کرنا یعنی ان پر ایمان لانا لازم ہے۔

معراج کے بارے میں عقیدہ

معراج کے واقعہ کے بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَیٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورة اسراء آیة۱)۔

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا

نبی آخرالزماں ﷺ کو اللہ تعالی نے بیداری کی حالت میں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس، بیت المقدس سے ساتوں آسمان، جنت و دوزخ، سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ کی سیر کرائی اور اللہ تعالی نے نبی آخرالزماں ﷺ سے کلام فرمایا اور نبی آخرالزماں ﷺ نے اللہ تعالی کی زیارت بھی کی (اللہ تعالی کی زیارت کی تفصیل چوتھے مرحلہ میں آئی گی انشاءاللہ)۔ اس واقعہ کو معراج کہتے ہے۔ معراج کے واقعہ پر دل سے یقین اور عمل سے تصدیق کرنا یعنی اس پر ایمان لانا لازم ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں عقیدہ

جو لوگ نبی آخرالزماں ﷺ کی زندگی میں ایمان لائے ہو اور ان لوگوں نے نبی آخرالزماں ﷺ کو اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو ان کو صحابہ کرامؓ کہتے ہیں۔ قرآن الکریم صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِی تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورة توبة آیة۱۰۰)۔

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہو ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار رکھا ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں

انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی

محمد بن کعب قرظنیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنت میں ہیں اگرچہ وہ لوگ ہوں جن سے دنیا میں غلطیاں اور گناہ بھی ہوئے ہیں۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ یہ بات آپ نے کہاں سے کہی (اس کی کیا دلیل ہے) انھوں نے قرآن الکریم کی اس آیت کا حوالہ دیا (اور کہا) کہ اس آیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بلا کسی شرط کے رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ارشاد فرمایا ہے۔ البتہ تابعین (یہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی زندگیوں میں صحاب کرامؓ کو دیکھا ہو) کے معاملہ میں اتباع باحسان کی شرط لگائی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بلا کسی قیدوشرط کے سب کے سب بالاستثناء رضوان الہی سے سرفراز ہیں۔ اور ترمزی عن جابرؓ کی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے (یہ متن معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ سے لیا گیا ہے)۔

صحابہ کرامؓ میں سب سے اونچا درجہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورینؓ ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ کا ہے۔ باقی صحابہؓ کا درجہ ان کے بعد ہیں۔

اس لیے جب بھی کسی صحابہؓ کا ذکر آتا ہے تو ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا جاتا ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ آیا ہیں۔۔

حَدَّثَنَا أَحۡمَدُ بۡنُ عُمَرَ، قَالَ: نا عَبۡدُ بۡنُ أَحۡمَدَ، ثنا عَلِيُّ بۡنُ عُمَرَ، ثنا الۡقَاضِي أَحۡمَدُ بۡنُ كَامِلٍ، ثنا عَبۡدُ اللَّهِ بۡنُ رَوۡحٍ، ثنا سَلامُ بۡنُ سُلَيۡمٍ، ثنا الۡحَارِثُ بۡنُ غُضَيۡفٍ، عَنِ الأَعۡمَشِ، عَنۡ أَبِي سُفۡيَانَ، عَنۡ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: "أَصۡحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقۡتَدَيۡتُمُ اهۡتَدَيۡتُمۡ" (حدیث مرفوع، کتاب: جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر (رقم الحدیث ١٠٦١)، مؤلف: ابن عبد البر القرطبی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے

نبی آخرالزماں ﷺ نے ایک اور حدیث میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ فرمایا۔۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ إِبۡرَاهِيمَ الأَنۡمَاطِيُّ، ثنا عَلِيُّ بۡنُ مُسۡلِمٍ الطُّوسِيُّ، ثنا عَلِيُّ بۡنُ يَزِيدَ الصُّدَّائِيُّ، ثنا أَبُو شَيۡبَةَ

الْجَوْهَرِيُّ ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ , قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ ،وَالْمَلائِكَةِ ،وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ،لا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا ،وَلا عَدْلا " (حدیث مرفوع، کتاب: جزء الحسن بن رشیق (رقم الحدیث ۴۵)، مؤلف: الحسن بن رشیق)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی پس اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی اللہ قبول نہیں کرتا ان کا (جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرے) خرچ کرنا اور نہ ان کا انصاف کرنا

یہاں صحابہ کرامؓ کے بارے میں دو چیزوں پر ایمان لانا لازم ہیں۔ وہ یہ ہیں۔۔

۔۱۔۔ کوئی بھی مؤمن جتنا بھی اللہ تعالی کا فرماں بردار اور عبادت گزار بن جائے لیکن وہ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابہ کرامؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۔۲۔۔ جس کسی نے صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی یا نازیبا الفاظ کہے اس کی وعید تو آپ پڑھ چکے ہیں، اگر کسی مؤمن نے ایسی گستاخی صحابہ کرامؓ کے بارے میں کی تو وہ دین اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ لہٰذا صحابہ کرامؓ کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے اللہ تعالی کی رحمت حاصل کریں اور ہمیشہ والی کامیابی کے حقدار بنے۔ ان باتوں پر دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق ضروری ہے۔

اجتہاد کے بارے میں عقیدہ

نبی آخرالزماں ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا۔۔

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ ،أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ السَّكَنِ الْوَاسِطِيُّ ،ثنا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ ، ثنا صَالِحُ بْنُ مُوسَى الطَّلْحِيُّ ،عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ ،عَنْ أَبِي صَالِحٍ ،عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا : كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي " (حدیث مرفوع، کتاب: المستدرك على الصحيحين،كتاب العلم،خطبته صلى الله عليه وسلم فی حجة الوداع، مؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوری)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے تم ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے بعد اللہ کی کتاب اور میری سنت کے (قرآن الکریم اور سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کے بعد)۔

بنیادی طور پر دین اسلام کے احکامات سمجھنے کے لئے اللہ تعالی کی کتاب یعنی قرآن الکریم اور سنت رسول ﷺ یعنی احادیث نبوی ﷺ کو دیکھا جاتا ہیں۔ قرآن الکریم قرآن اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ اجتہاد کا بھی حکم دے رہا ہے۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (سورۃ نساء آیۃ ۵۹)۔

اے ایمان والوں حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں

أُولِي الْأَمْرِ لغت میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام و انتظام ہو اسی لئے حضرات ابن عباس، مجاہد اور حسن بصری وغیرہ رضی اللہ عنہم مفسرین قرآن نے أُولِي الْأَمْرِ کے مصداق علماء و فقہاء (جو لوگ بہت محنت اور غور و فکر کر کے اجتہاد کرتے ہیں) کو قرار دیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور نظام دین ان کے ہاتھ میں ہے (معارف القرآن مفتی محمد شفیع ؒ جلد 2 ص 450)۔

قرآن الکریم کی اس آیت سے اجتہاد کی تاکید واضح ہو رہی ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے بھی قرآن الکریم اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ اجتہاد کی بھی تاکید فرمائی ہے۔۔

أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ : نا قَاسِمُ بْنُ أَصْبَغَ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوْحٍ الْمَدَائِنِيُّ، قَالَ : أنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ، عَنْ مُعَاذٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَهُ : "كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟" قَالَ : أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ : "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ " قَالَ : فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ : "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ؟" قَالَ : أَجْتَهِدُ رَأْيِي لا آلُو، قَالَ : فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ : " الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضَاهُ رَسُولُ اللَّهِ " (حديث مرفوع، كتاب: جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر (رقم الحديث ۹۹۲)، مؤلف: ابن عبد البر

القرطبی)۔

حضرت معاذ؄ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ؄ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہو گا تو تم اس کا فیصلہ کس طرح کروگے؟ انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ میں اس کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا آپ ﷺ نے پھر پوچھا اگر تم اسے کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ انہوں نے جواب دیا کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروں گا آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا اگر تم اسے سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ پاسکو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت میں (خوب محنت کرکے) اجتہاد کروں گا اور اس سے مڑوں گا نہیں (اس اجتہاد پر قائم رہوں گا) حضرت معاذ؄ فرماتے ہیں کہ (میرا جواب سن کر) آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر تھپکا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہے کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد کو ایسی چیز کی توفیق بخشی جس سے اللہ کے رسول ﷺ راضی ہے

نبی آخرالزماں ﷺ کی اس حدیث سے اجتہاد کے تاکید واضح ہو رہی ہے۔ دین اسلام کے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر اجتہاد کیا گیا ہیں۔ اجتہاد کی تاکید تو نبی آخرالزماں ﷺ نے خود فرمائی اور اس کا عمل صحابہ کرام؄ نے کیا۔ صحابہ کرام؄ کے دور میں صحابہ کرام؄ کے دو گروہ تھے۔ صحابہ کرام؄ کا ایک گروہ مجتہدین کا تھا اور دوسرا گروہ مقلدین کا تھا۔

مجتہدین صحابہ؄ وہ صحابہ؄ تھے جو خوب محنت کرکے مسائل پر اجتہاد کرتے تھے اور مقلدین صحابہ؄ وہ صحابہ؄ تھے جو ان اجتہادات پر عمل کرتے تھے۔

صحابہ کرام؄ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی ان میں سے مجتہدین صحابہ؄ صرف 149 تھے۔ صحابہ کرام؄ متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر علاقہ میں ایک ہی صحابیؓ کی تقلید ہوتی تھی۔ مثلا مکہ میں حضرت ابن عباس؄ کی، مدینہ میں حضرت زید بن ثابت؄ کی، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود؄ کی، یمن میں حضرت معاذ؄ کی، بصرہ میں حضرت انس؄ کی تقلید ہوتی تھی۔ تابعین؆ (جنہوں نے صحابہ؄ کو دیکھا ہو) کے دور میں بھی اسی طرح سلسلہ چلتا رہا یعنی ہر علاقہ میں ایک تابعی؆ کی تقلید ہوتی تھی۔ مثلا مدینہ میں نافع؆ کی، مکہ میں عطاء؆ کی، یمن میں طاؤس؆ کی، یمامہ میں یحیٰ بن کثیر؆ کی، شام میں مکحول؆ کی، عراق میں میمون بن مہران؆ کی، خراسان میں ضحاک بن مزاحم؆ کی، بصرہ میں حسن بصری؆ کی، کوفہ میں ابراہیم نخعی؆ کی تقلید ہوتی تھی (کتاب: مجموعہ رسائل، مؤلف: مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی؆ جلد 1 ص 24 ، 25)۔

تابعین؆ کے دور میں امام ابو حنیفہ؆ جن کی پیدائش 80 ہجری اور وفات 148 ہجری میں ہوئی۔ ان کے بعد تبع تابعین؆ کے دور میں امام مالک؆ جن کی پیدائش 93 ہجری اور وفات 179 ہجری میں ہوئی، امام شافعی؆ جن کی پیدائش 135 ہجری

اور وفات 188 ہجری میں ہوئی اور چوتھے امام احمد بن حنبلؒ جن کی پیدائش 164 ہجری اور وفات 241 ہجری میں ہوئی۔ امام ابو حنیفہؒ کے وقت سے لیکر آج 1433 ہجری چل رہی ہے، نبی آخرالزماں ﷺ کی پوری امت ان چار اماموں کی تقلید کرتی ہیں۔ لیکن جو کوئی بھی کسی ایک امام کی تقلید کرتا ہے تو ہر مسئلے میں اسی امام کی تقلید کریگا کسی اور کی نہیں۔

ہر مؤمن مجتہد نہیں بن سکتا۔ صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکر آج تک جو مجتہدین کے اجتہادات پر تقلید ہو رہی ہے اس کی تصدیق نبی آخرالزماں ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔۔

حدثنا أبو بكر بن نافع البصري حدثني المعتمر بن سليمان حدثنا سليمان المدني عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله لا يجمع أمتي أو قال أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة ويد الله مع الجماعة ومن شذ شذ إلى النار (حديث مرفوع، كتاب: سنن الترمذي، كتاب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في لزوم الجماعة ٢١٦٧، مؤلف: محمد بن عيسى بن سورة الترمذي)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو متفق نہیں کرے گا کسی گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ الجماعۃ پر ہے اور جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم کی طرف جائے گا

صحابہ کرامؓ سب کے سب ایک جماعت تھی اور یہی وہ جماعت ہے جس پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے۔ اجتہادات کا عمل اسی جماعت نے نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کیا اور پھر یہی عمل تابعین کو منتقل ہوا اس کے بعد تبع تابعین کو منتقل ہوا اور منتقل ہوتے ہوتے آج یہ عمل ہم تک پہنچا اور قیامت تک یہ عمل پہنچتا رہے گا۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں 149 مجتہدین تھے مگر تابعین اور تبع تابعین کے دور سے لیکر آج تک صرف چار مجتہدین کے اجتہادات پر عمل ہو رہا ہیں اور قیامت تک یہی چار مجتہدین کے اجتہادات پر عمل ہوتا رہے گا انشاءاللہ۔ نبی آخرالزماں ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی جماعت جن میں اس وقت 149 مجتہدین اور باقی سب مقلدین تھے اور تابعین و تبع تابعین کے دور سے لیکر قیامت تک اس جماعت میں 4 مجتہدین اور باقی سب مقلدین رہیں گے کا نام اہل سنت والجماعت ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی امت ان چار مسالک سے وابستہ ہیں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی۔ نبی آخرالزماں ﷺ کے ارشاد کے مطابق اہل سنت والجماعت کبھی کسی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی۔

ہر مؤمن کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت پر ایمان لائے یعنی دل سے یقین اور عمل سے ان کی تصدیق

کرے۔ اور اہل سنت والجماعت کے کسی ایک امام کی تمام مسائل پر مکمل تقلید ہر مؤمن پر لازم ہے۔

دین اسلام کے مختلف فرقوں کے بارے میں تنبیہ

نبی آخرالزماں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو خبردار کیا اور تنبیہ کی کہ ان کی امت میں بہت سے فرقے ہو جائیں گے مگر صرف ایک فرقہ صحیح ہوگا اور باقی سب کے سب گمراہ ہونگے۔ نبی آخرالزماں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فرقوں سے متعلق حدیث سے قبل ایک اہم حدیث کا جاننا ضروری ہے۔۔

حَدَّثَنَا عبد الرحمن بن سيما ،قَالَ : حَدَّثَنَا عبد الله بن أحمد ،قَالَ : حدثني أَبِي ،قَالَ : حَدَّثَنَا عبد الرحمن بن مهدي ،قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَان ،عن منصور ،عن إبراهيم ،عن عبيدة ،عن عبد الله ،عن النبي ،صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،أنه قَالَ : " خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم " (حديث مرفوع، كتاب: أحكام القرآن للجصاص، ومن سورة البقرة، باب الحجر على السفيه (رقم الحديث ٢٤٠)، مؤلف: الجصاص الحنفي)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تمام صدیوں میں سب سے بہتر صدی ہماری ہے اس کے بعد جو لوگ ہوں گے پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے

نبی آخرالزماں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس حدیث سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ سب سے بہترین دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے۔ یہی وہ دور ہے جس میں اللہ تعالی کی آخری کتاب قرآن الکریم نازل ہوئی۔ قرآن الکریم میں لوگوں کے لئے ایک تاکید آئی ہے۔۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ

(سورة بقرة آية ١٣)۔

اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف جان لو وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے

ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے اور لوگ اس میں لفظ النَّاسُ سے مراد باتفاق مفسرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ وہی

حضرات ہیں جو نزول قرآن کے وقت ایمان لائے تھے کہ اللہ تعالی کے نزدیک صرف وہی ایمان معتبر ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی طرح ہو، جن چیزوں میں جس کیفیت کے ساتھ ان کا ایمان ہے اسی طرح کا ایمان دوسروں کا ہوگا تو ایمان کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ایک کسوٹی ہے جس پر باقی ساری امت کے ایمان کو پرکھا جائے گا جو اس کسوٹی پر صحیح نہ ہو اس کو شرعا ایمان اور ایسا کرنے والے کو مؤمن نہ کہا جائے گا اس کے خلاف کوئی عقیدہ اور عمل خواہ ظاہر میں کتنا ہی اچھا نظر آئے اور کتنی ہی نیک نیتی سے کیا جائے اللہ کے نزدیک ایمان معتبر نہیں۔ ان لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سفہاء یعنی بیوقوف کہا اور یہی ہر زمانے کے گمراہوں کا طریقہ رہا ہے کہ جو ان کو صحیح راہ بتلائے اس کو بیوقوف جاہل قرار دیتے ہیں مگر قرآن الکریم نے بتلا دیا کہ درحقیقت وہ خود ہی بیوقوف ہیں کہ ایسی کھلی نشانیوں پر ایمان نہیں رکھتے (معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 1 ص 125)۔

سب سے بہترین زمانہ نبی آخرالزماں ﷺ کا اس زمانے میں قرآن الکریم اللہ تعالی کی آخری کتاب نازل ہوئی، اسی زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی آخرالزماں ﷺ پر ایمان لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جماعت تھی جس کا نام اہل سنت والجماعت ہے اسی زمانہ میں قرآن الکریم نے پوری امت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان لانے کو کہا یعنی سب سے معتبر ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہیں پھر اسی زمانہ میں اللہ تعالی نے قرآن الکریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالی ان سب سے راضی اور وہ اللہ تعالی سے راضی پھر اسی دور میں نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا کہ ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کی جائے وہ ہدایت ہوگی پھر وہی دور تھا جس میں قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہادات کرکے امت کی رہنمائی کی پھر اسی دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سارے اعمال کو تابعین تک پہنچایا اور آج وہ سارے اعمال ہم تک پہنچے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ، اہل سنت والجماعت (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) یہی وہ جماعت ہے جو قرآن ، سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشے قدم پر چلنے والی حق جماعت ہے جس پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے۔

ایک اور حدیث جس کا جاننا ضروری ہے۔۔

حدثنا سعيد بن منصور وأبو الربيع العتكي وقتيبة بن سعيد قالوا حدثنا حماد وهو ابن زيد عن أيوب عن أبي قلابة عن أبي أسماء عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي

ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي أمر الله (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم، مؤلف: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر انکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے تا آنکہ اللہ کا حکم آن پہنچے

یقینا وہ گروہ اہل سنت والجماعت ہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کی امت کا ایک ہی گروہ (اہل سنت والجماعت) ہے، لوگ اختلاف کرکے اس حق گروہ کو چھوڑ کر صرف اپنا ہی نقصان کررہے ہیں۔

نبی آخر الزماں ﷺ کی 73 فرقوں والی روایات۔۔

افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة, كلها في النار إلا واحدة, وافترقت النصارى على اثنين وسبعين فرقة كلها في النار إلا واحدة, وستفترق هذه الامة على ثلاث وسبعين فرقة كلها في النار إلا واحدة۔

وفي رواية: قالوا: يا رسول الله, من الفرقة الناجية؟ قال: من كان على مثل ما أنا عليه اليوم, وأصحابي (صحيح مشهور ابن تيمية مجموع الفتاوى ۳/۳۴۵)۔

یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے سب دوزخی ہیں مگر ایک (جو حق پر ہے) اورنصاریٰ بہتر فرقوں میں بنٹ گئے سب دوزخی ہیں مگر ایک (جو حق پر ہے) اور یہ امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی سب کے سب دوزخی ہوں گی سوائے ایک کے۔

اور روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات والا فرقہ کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے اور میرے صحابہؓ کے نقشے قدم پر چلے گا

ایک اور حدیث کے پہلے حصہ میں یہی آیا ہے کہ یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، نصاری بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹیں گے اور ان تہتر فرقوں میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا۔ دوسرا حصہ کچھ اسطرح سے ہیں۔۔

قيل: يا رسول الله من هم؟ قال: هم الجماعة (إسناده جيد الالباني كتاب السنة ٦٣)۔

پوچھا گیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہو گے؟ (وہ گروہ جو جنت میں جائے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جماعت ہے

یہ حدیث جس میں نبی آخر الزماں ﷺ امت کو 73 فرقوں کے بارے میں تنبیہ کررہے ہے بہت سی کتابوں میں روایت ہوئی ہے۔ یہاں پر صرف دو احادیث کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہیں۔ کچھ حوالے یہ ہیں، (إسنادہ جید العراقی الباعث علی الخلاص ١٧)، (إسنادہ جید رجالہ ثقات الالبانی السلسلة الصحیحة ١٤٩٢)، (مخرج فی "السلسلة الصحیحة" الالبانی السلسلة الصحیحة ٢٠٣)، (حسن صحیح الالبانی صحیح أبي داود ٣٨٤٢)، (صحیح الالبانی صحیح ابن ماجه ٣٢٢٦)، (صحیح الالبانی صحیح الجامع ١٠٨٣)، (صحیح الالبانی صحیح الجامع ١٠٨٢)، (حسن الوادعی الصحیح المسند ١٣٣٣)، (صحیح شرح الطحاویة ٢٦٤)، (حسن صحیح صحیح ابن ماجه ٣٢٢٥٥)، (وأصحابي حسن صحیح الترمذی ٢١٢٩)، (حسن صحیح صحیح الترمذی ٢١٢٨)، (حسن صحیح الجامع ٥٣٤٣)، (إسنادہ حسن کتاب السنة ٦٦)، (قوی بغیرہ مشکاة المصابیح ١٦٩)۔

نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی مگر صرف ایک فرقہ حق پر ہو گا وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت یعنی اہل سنت والجماعت ہے۔ یہاں جو دو احادیث کا حوالہ ہے ان میں ایک میں آپ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسری میں فرمایا الجماعۃ۔ یقینا وہ جماعت اہل سنت والجماعت ہی ہے۔

ایک عالم دین گزرے ہے جن کا نام محمد بن عبد الكريم بن أبي بكر أحمد الشهرستانيؒ تھا جن کی پیدائش کا سال واضح نہیں مگر ان کی وفات 548 ہجری میں ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ہے " الملل والنهل"۔ اس کتاب کے شروع میں مقدمہ کے صفحات میں ان عالم دین نے یہ حدیث کچھ ایسے بیان کی۔۔

وأخبر النبی علیه الصلاة والسلام: (ستفترق أمتي علی ثلاث وسبعین فرقة الناجیة منها واحدة والباقون هلکی)۔

قیل: ومن الناجیة؟

قال: (أهل السنة والجماعة)۔

قیل: وما السنة والجماعة؟

قال: (ما أنا عليه اليوم وأصحابي)۔

وقال عليه الصلاة و السلام: (لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق إلى يوم القيامة)۔

وقال عليه الصلاة و السلام: (لا تجتمع أمتي على ضلالة)۔

اور نبی صلی اللہ ولیہ وسلم نے خبر دار کیا: (میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی ان میں سے نجات والا ایک ہوگا اور باقی سب ہلاک ہونگے)۔

پوچھا گیا (نبی صلی اللہ ولیہ وسلم سے): نجات والے کون ہونگے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اہل سنت والجماعت)۔

پوچھا گیا (نبی صلی اللہ ولیہ وسلم سے): اور اہل سنت والجماعت کون ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(جیسے آج میں اور میرے صحابہؓ)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا قیامت کے دن تک)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی)۔

محمد بن عبد الکریم بن أبي بکر أحمد الشهرستانيؒ نے ساری احادیث کا حوالہ دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ وہ گروہ جو جنت میں جائے گا وہ اہل سنت والجماعت ہی ہے۔ بلاشبہ یہی وہ جماعت ہے جو حق پر ہے۔

اللہ تعالی کی تشبیہ کے بارے میں عقیدہ

جیسے ابھی کچھ احادیث میں ذکر آیا کہ الجماعۃ پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے اور اسی طرح قرآن الکریم میں ایسی آیات ہیں جہاں ایسے الفاظ یعنی "اللہ تعالی کا ہاتھ" وغیرہ آئے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور اس بارے میں عقیدہ صحیح ہونا چاہئے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کی کتاب **العقيدة الصحيحة وما يضادها (ص ۱۵،۱٦و ۱۷)**۔۔

ہم پر واجب ہے کہ ان صفات پر اس طرح ایمان لے آویں جس طرح یہ وارد ہوئی ہیں۔ ان کی کیفیت کی تعیین کی جستجو کے بغیر، بلکہ یہ صفات جن عظیم اور اعلی معانی پر دلالت کرتی ہیں ان پر ایمان لایا جائے اس لئے کہ وہ اللہ کی صفات ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ ان صفات سے اللہ تعالی کو متصف سمجھیں جس طرح وہ اس کی ذات پاک کے لئے موزوں اور اس کے شایان شان ہیں۔ اور اسکی مخلوقات کی کسی صفت سے مشابہ نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔۔

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَىۡءٌ (سورۃ شوری آیۃ ۱۱)۔

نہیں ہے اس (اللہ) کی طرح کا سا کوئی

فَلَا تَضۡرِبُوا لِلَّهِ الۡاَمۡثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ (سورۃ نحل آیۃ ۷۴)۔

پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گڑھو اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے

یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور دین حق کی اتباع میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات تابعینؒ کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ جیسا کہ امام ابوالحسن اشعریؒ نے اپنی کتاب "المقالات عن اصحاب الحدیث واهل السنة" میں بیان کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے اہل علم و ایمان حضرات نے بھی لکھا ہے۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ امام زہریؒ اور مکحولؒ سے اللہ تعالی کی صفات کے متعلق وارد ہونے والی آیتوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ ان آیات کو اسی طرح رہنے دو جس طرح وہ نازل ہوئی ہیں۔ ولید ابن مسلمؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ، لیث ابن سعد، سفیان ثوری رحمھم اللہ سے اللہ تعالی کی صفات سے متعلق وارد نصوص شرعیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو ان سب نے جواب دیا کہ ان کو بغیر کیفیت وکنہ جاننے کی جستجو کے جس طرح وارد ہوئی ہیں اسی طرح تسلیم کرلو۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ "جب کہ ہمارے درمیان تابعینؒ حضرات بڑی تعداد میں موجود تھے، ہم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے۔ نیز صفات الٰہی کے متعلق وارد احادیث پر بھی ایمان رکھتے تھے اور جب امام مالکؒ کے شیخ حضرت ربیعہ ابن ابو عبدالرحمن سے "استواء" کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ "استواء" زبان میں کوئی غیر معروف چیز نہیں۔ مگر اس کی کیفیت کی تعیین کرنا عقل کی دسترس میں نہیں ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ ایک پیغام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو اچھی طرح پہنچا دینا واجب اور ہمارے لئے اس کی تصدیق کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جب امام مالکؒ سے اس متعلق دریافت کیا گیا۔ تو انھوں نے فرمایا "استواء" معلوم ہے مگر اس کی کیفیت مجہول ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت (بدعت کیا ہے اس کی تفصیل آگے آئی گی) ہے۔

عقائد کی تفصیل شروع کرتے ہوئے ہم نے یہ سمجھا تھا کہ عبادت دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک عقائد اور دوسری چیز اعمال ہے۔ عقائد کی تفصیل مکمل ہو چکی ہے اب اعمال کی تفصیل شروع ہونے کو ہے۔

اعمال

دین اسلام میں بنیادی طور پر دو طرح کے اعمال ہیں ایک وہ ہیں جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں اور دوسرے وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے گناہ ملتا ہے۔ جو شخص دین اسلام کا دعویدار ہو اور بہت نیکیاں کرنے والا ہو تو اسے انشاءاللہ جنت ملے گی اور جو بہت زیادہ گناہ کرنے والا ہو تو وہ اللہ تعالی کے عذاب یعنی دوزخ کا مستحق ہو گا۔ اور اگر ان سارے اعمال کو تقسیم کیا جائے تو دین اسلام میں 12 قسم کے اعمال ہیں۔ یہ 12 قسم کے اعمال تین قسم کے احکامات میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ان 12 قسم کے اعمال اور ان کے احکامات کی تفصیل یہ ہیں۔

وہ اعمال جن کو کرنے کا حکم ہے

یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں۔ ان میں پانچ قسم کے اعمال آتے ہیں۔

۔۱۔۔ فرض عین۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن پر عمل کرنا ہر اس شخص پر لازم ہے جو دین اسلام کا دعویدار ہے۔ ان اعمال میں پانچ وقت کی فرض نماز(جس میں فجر کی دو رکعتیں، ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں، عشاء کی چار رکعتیں مردوں کے لئے جمعہ کی دو رکعتیں)، حج کرنا (اگر حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہے)، زکوۃ دینا (اگر اتنا مال رکھتا ہے جس پر زکوۃ بنے)، رمضان کے روزے رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

۔۲۔۔ فرض کفایہ۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کا عمل کسی علاقے کے کچھ لوگ کرلے تو ان کا عمل پورے علاقے والوں کی طرف سے ادا ہو جاتا ہیں۔ ان اعمال میں رمضان کے آخری عشرے میں لوگوں کا اعتکاف بیٹھنا، جنازہ کی نماز ادا کرنا، جہاد میں شرکت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

۔۳۔۔ واجب۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن پر عمل کرنا ہر اس شخص پر لازم ہے جو دین اسلام کا دعویدار ہے، واجب کا حکم بھی فرض عین جیسا ہے۔ ان اعمال میں عشاء کی نماز کے بعد وتر، مردوں کے لئے عید کی نماز باجماعت پڑھنا، رمضان میں مردوں کے لئے بیس تراویح باجماعت اور عورتوں کا گھر میں پڑھنا، مردوں کے لئے ایک مشت داڑھی رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

۔۴۔۔ سنت موکدہ۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن پر عمل کرنا ہر اس شخص پر لازم ہے جو دین اسلام کا دعویدار ہے، سنت موکدہ کا حکم بھی فرض عین اور واجب جیسا ہے۔ ان اعمال میں فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت موکدہ ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعتیں اور فرض نماز کے بعد دو رکعتیں سنت موکدہ مغرب کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں سنت موکدہ عشاء کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں سنت موکدہ وغیرہ شامل ہیں۔

۔۵۔۔ حلال۔۔ جو لوگ دین اسلام کے دعویدار ہیں ان پر صرف حلال چیزوں کا استعمال جائز ہیں۔ حلال چیزوں میں گائے، بکری، مرغی، ایمانداری کی کمائی وغیرہ شامل ہیں۔

وہ اعمال جن کو کرنے یا نہ کرنے میں اختیار دیا گیا ہے

یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں اور نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ملتا، سوائے مباح کے مباح کے ذیل میں وہ اعمال آتے ہیں جن کو کرنے سے نہ تو کوئی نیکی ملتی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ۔ ان میں تین قسم کے اعمال ہیں۔

۔۱۔۔ سنت غیر موکدہ۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں مگر نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ملتا۔ ان اعمال میں عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعتیں سنت غیر موکدہ، عشاء کی فرض نماز سے پہلے چار رکعتیں سنت غیر موکدہ وغیرہ شامل ہیں۔

۔۲۔۔ مستحب۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں مگر نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ملتا، مستحب کا حکم بھی سنت غیر موکدہ جیسا ہے۔ ان اعمال میں ہر فرض نماز سے پہلے وضو کرتے وقت مسواک کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

۔۳۔۔ مباح۔۔ مباح کے ذیل میں وہ اعمال آتے ہیں جن کو کرنے سے نہ تو کوئی نیکی ملتی ہے اور نہ ہی کوئی گناہ۔ ان اعمال میں اونٹ کا گوشت، اونٹنی کا دودھ وغیرہ شامل ہیں۔

وہ اعمال جن کو نہ کرنے کا حکم ہے

یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے گناہ ملتا ہیں۔ سوائے مکروہ تنزیہی کے یہ وہ اعمال ہیں جن کو نہ کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں مگر کرنے سے کوئی گناہ نہیں ملتا۔ ان میں چار قسم کے اعمال ہیں۔

۔۱۔۔ مکروہ تنزیہی۔۔ اس کی ذیل میں وہ اعمال آتے ہیں جن کو نہ کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں اور کرنے سے کوئی گناہ نہیں ملتا۔ مکرہ تنزیہی میں نماز پڑھتے وقت کپڑوں کی آستین یا پائنچوں کا مڑا ہوا ہونا وغیرہ جیسے اعمال آتے ہیں۔

۔۲۔۔ مکروہ تحریمی۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے گناہ ملتا ہیں۔ ان میں کسی امام کا ایک مشت سے کم داڑھی رکھتے ہوئے نماز کی امامت کرنا وغیرہ جیسے اعمال شامل ہیں۔

۔۳۔۔ حرام۔۔ جو لوگ دین اسلام کے دعویدار ہیں ان پر حرام چیزوں کا استعمال ناجائز ہیں۔ ان میں شراب، نشہ آور چیزیں، سور کا گوشت وغیرہ جیسی چیزیں شامل ہیں۔

۔۴۔۔ بدعت۔۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرنے سے سخت گناہ ملتا ہیں۔ یہ وہ اعمال ہیں جو نہ تو قرآن الکریم نہ ہی احادیث نبوی ﷺ اور نہ ہی اہل سنت والجماعت (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) سے ثابت ہو۔ ان میں مذکورہ اعمال شامل ہیں۔

۔(1)۔ قبروں پر دھوم دھام سے میلاد کرنا، چراغ جلانا، چادریں ڈالنا، غلاف ڈالنا، پھول چڑھانا، پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا، عورتوں کا وہاں جانا، اپنے خیال سے بزرگوں کو راضی کرنے کے لئے قبروں کی حد سے تعظیم کرنا، میت کے ساتھ عہد نامہ وغیرہ رکھنا۔

۔(2)۔ تعزیہ یا قبروں کو چومنا چاٹنا، خاک ملنا، طواف کرنا، قبروں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا، قبروں پر اذان دینا، مٹھائی، چاول، گلگلے، چُوری وغیرہ چڑھانا۔

۔(3)۔ تعزیہ کا سلام کرنا، تعزیہ علم وغیرہ رکھنا اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔

۔(4)۔ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا، مہندی میسی نہ لگانا، مرد کے پاس نہ رہنا، لال کپڑے پہننا، یا محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ نہ کرنا۔

۔(5)۔ غم کے موقع پر چلا کر رونا ، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کرکے رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، سال بھر تک یا کم و بیش اچارنہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم تازہ کرنا۔

۔(6)۔ تیجہ، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصا قرض وغیرہ لے کر ناچ گانا وغیرہ کرنا۔ یہ تو اور ہی ڈبل گناہ ہے۔

۔(7)۔ سلام کی جگہ بندگی آداب وغیرہ کہنا یا سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ سلام کو بے ادبی سمجھنا، خط میں بعد آدائے آداب و عبودیت لکھنا، کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

۔(8)۔ راگ، باجا، گانا سننا، خصوصا اس کو عبادت سمجھنا جیسا کہ قوالی کے موقع پر ہوتا ہے۔ ڈومنیوں وغیرہ کا بجانا اور دیکھنا اور اس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا۔

۔(9)۔ نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو تو اس پر طعن کرنا۔

۔(10)۔ جائز پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔

۔(11)۔ باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نظام کو معیوب سمجھنا۔

۔(12)۔ شیخی اور ریاء کے لئے مہر زیادہ مقرر کرنا۔

۔(13)۔ دولہا کو خلاف شرع لباس پہنانا، آتش بازی وغیرہ کا سامان کرنا بہت سی روشنی مشعلیں لے جانا، آتش بازی کرنا۔ اس کے سامنے آنا جانا، بالغ سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا، اس سے ہنسی دل لگی کرنا، چوتھی کھیلنا۔

۔(14)۔ حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادگی وضع کو معیوب سمجھنا۔

۔(15)۔ حصول عمر کے لئے لڑکے کے کان یا ناک چھیدنا۔

۔(16)۔ عقیقہ کے وقت رسوم کرنا مثلا کٹوری یا چھاج میں اناج یا نقدی وغیرہ ڈالنا۔

۔(17)۔ 22 رجب کو کونڈے کرنا۔

۔(18)۔ میت کے گھر کھانے کے لئے جمع ہونا۔ ختم فاتحہ و ایصال و ثواب کی رسمیں یعنی دن تاریخ و خوراک و طریقہ وغیرہ مختلف موقعوں کے لئے مخصوص کرنا۔

۔(19)۔ داڑھی منڈانا یا کٹانا یا چڑھانا یا سفید بال کھینچنا، سیاہ خضاب لگانا، مونچھ بڑھانا۔
۔(20)۔ شراب کا حلوہ، محرم کا کھچڑا اور شربت وغیرہ۔
غرضیکہ اس قسم کی بہت سے بدعات رائج ہیں جن کی دین اسلام میں کوئی سند نہیں ہے۔ بدعات سے متعلق یہ اعمال کتاب: کفریہ الفاظ اور انکے احکامات، مؤلف: مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی سے لیے گئے ہیں۔

دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

دین اسلام میں بہت سے اعمال ہیں، ہر عمل کے بارے میں جاننا کہ یہ عمل کن اعمال کے ذیل میں آتا ہے وغیرہ یہ عالم دین کا کام ہے۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی ایک حدیث ہے۔۔

مُهَنَّأٌ ،قَالَ : قُلْتُ لأَحْمَدَ ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ . قَالَ : عَرَضْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ،عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ،قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ" (حديث مرفوع، كتاب: جزء العاشر من المنتخب (رقم الحديث ٥٦)، مؤلف: عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد ہو یا عورت پر فرض ہے۔ اس حدیث کا معنی یہ ہیں کہ وہ علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے فرض عین، فرض کفایہ، واجب، سنت موکدہ، حلال، سنت غیر موکدہ، مستحب، مباح، مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی، حرام اور بدعت واضح ہو جائے۔ ان اعمال وغیرہ کے بارے میں سارا علم حاصل کر لیا جائے تو حاصل کرنے والا عالم دین بن جائے گا۔ اس حدیث میں سب کو عالم دین بننے کا حکم نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ اتنا دینی علم حاصل کریں جس سے ان کی زندگی میں جتنے معاملات آتے ہیں ان پر دین اسلام کے مطابق عمل کرے۔ ایک شادی شدہ عورت ہے ان پر لازم ہے کہ وہ اتنا علم حاصل کرے جس سے اپنے گھر کے حقوق، خاوند کے حقوق، بچوں کے حقوق، روز مرہ کے مسائل وغیرہ کو دین اسلام کے مطابق گزار سکے۔ اسی طرح ایک شادی شدہ مرد ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اتنا علم حاصل کرے جس سے وہ اپنا روزگار، بیوی، بچوں والدین وغیرہ کے حقوق، روز مرہ کے مسائل وغیرہ دین اسلام کے مطابق گزار سکے۔ اسی طرح سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں وغیرہ سب پر لازم ہے کہ وہ اتنا علم حاصل کرے جس سے وہ اپنی زندگی دین اسلام کے مطابق گزار سکیں۔

دین اسلام کے وہ اعمال جن کو کرنے سے نیکیاں ملتی ہیں

دین اسلام میں بہت سے احکامات ہیں جن پر عمل کرنا اسلام کے دعویداروں پر ضروری ہیں۔ کچھ ضروری احکامات جن کا اطلاق تقریبا ہر شخص پر ہوتا ہے۔۔

۔(1)۔ پاکی کا خیال رکھنا (ختنہ کرانا، موئے زنا دور کرنا، بغل کے بال دور کرنا، ناخن کاٹنا، استنجا کرنا وغیرہ)۔

۔(2)۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا۔ سب اپنے اپنے مسلک (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مطابق نماز کو صحیح طرح سیکھ کر اور مسائل سمجھ کر ادا کریں۔

۔(3)۔ جو استطاعت رکھتے ہیں حج کرنے کی وہ اپنے اپنے مسلک (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مطابق حج کو صحیح طرح سیکھ کر اور مسائل کو سمجھ کر ادا کریں۔

۔(4)۔ جن پر زکوۃ بنتی ہیں وہ اپنے اپنے مسلک (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مطابق زکوۃ کے احکامات کو سمجھ کر زکوۃ کو ادا کریں۔

۔(5)۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ روزے سے متعلق اپنے اپنے مسلک (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مطابق مسائل کا سیکھنا۔

۔(6)۔ حضرات جمعہ اور عیدین کی نماز کو کبھی نہ چھوڑے۔

۔(7)۔ حضرات رمضان کے مہینہ میں مسجد میں 20 رکعت تراویح ادا کریں اور خواتین گھر میں ادا کریں۔

۔(8)۔ حضرات ایک مشت داڑھی رکھیں اور اپنے لباس کو ٹخنوں سے اونچا رکھیں۔ اگر آپ کسی ایسے ماحول میں رہتے ہیں جہاں آپ کے لئے داڑھی رکھنا اور اسلامی لباس پہننا دشوار ہے تو سچے دل سے نیت کرے اور اللہ تعالی سے دعا کرے اللہ تعالی آپ کو کسی کا محتاج نہیں ہونے دے گے اور آپ کو ایسا ماحول عطا کرے گے جہاں آپ کے لئے داڑھی اور اسلامی لباس کا اہتمام آسان ہو جائے۔

۔(9)۔ خواتین پردے کا خوب اہتمام کرے۔ جو خواتین سکول، کالجز وغیرہ میں طالبات ہیں وہ آتے جاتے وقت مکمل پردے کا اہتمام کرے اور آنکھوں کی بھی خوب حفاظت کرے۔ خواتین صرف سخت ضرورت کے تحت ہی نوکری وغیرہ کرے اور کرتے وقت پردے کا خوب اہتمام کرے۔

۔(10)۔ حضرات جب بھی کہی باہر سے گزرے تو اپنی نگاہوں کی خوب حفاظت کرے۔ باہر گزرنے والی تمام عورتوں،

لڑکیوں وغیرہ کو اپنی ماں بہن سمجھے۔

۔(11)۔ سود سے بچے۔ سود کا بہت سخت گناہ ہے۔ سود کے گناہ کے بہت سے درجے ہیں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی سگی والدہ سے زنا کرے۔

۔(12)۔ اپنے کمانے کا ذریعہ حلال رکھے۔ ایسا پیشہ اختیا نہ کرے جہاں کسی بھی قسم کا حرام کام ہو۔

۔(13)۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے۔ اپنے بچوں کو سب سے پہلے دینی علوم سکھایئے اس کے بعد دنیاوی تعلیم سکھایئے۔

۔(14)۔ اپنی بیٹیوں کی شادیاں جلدی کر لیا کرے۔

۔(15)۔ صدقہ اور خیرات کرتے رہا کرے۔

۔(16)۔ ہر عمل کو کرنے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ تعالی کو راضی کرنے کی کیا کرے۔

۔(17)۔ دکھلاوے اور ریاکاری سے بچے۔

۔(18)۔ امیروں سے کم ملا کرے۔

۔(19)۔ پیسوں کو ضرورت کے مطابق خرچ کیا کرے۔

۔(20)۔ کسی کی غیبت نہ کرے۔

۔(21)۔ لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آیا کرے چاہے کوئی غریب ہی کیوں نہ ہو۔

۔(22)۔ رشتہ داروں کے ضروری حقوق پورے کیا کرے ان کی عزت کرنا، انہیں پوچھنا، مدد کرنا، اخلاق سے پیش آنا وغیرہ۔ اس چیز کا شکوہ دل میں بھی نہ آنے دے کہ آپ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں مگر وہ زیادتی کرتے ہیں۔

۔(23)۔ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کا ہمسایہ مصیبت میں ہے یا بھوکا ہے یا کسی قسم کے مسئلے میں پھنسا ہوا ہے اور آپ کو اس کی ہر جائز مدد کرنی چاہیئے۔ یہ بھی خیال رہے کہ آپ کے ہمسایہ کو آپ سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔

۔(24)۔ اپنے والدین کی خوب خدمت کرے، ان کی فرمابرداری کرے، ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرے، ان سے نرمی اور شفقت اور محبت سے بات کیا کرے، ان کے لئے دعائیں کیا کرے اور ان سے دعائیں لیا کرے۔

۔(25)۔ ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ کر۔

۔(26)۔ سب گناہوں سے بچے، اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فورا توبہ کرے۔
۔(27)۔ کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔
۔(28)۔ مال کی محبت اور شہرت کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔
۔(29)۔ بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے۔ سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں۔
۔(30)۔ بہت نہ ہنسے، بہت نہ بولے، خاص کر نامحرم (یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے آپ کا نکاح ہو سکتا ہیں) سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔
۔(31)۔ کسی سے جھگڑا یا تکرار نہ کرے۔
۔(32)۔ شریعت کے احکامات کا خیال رکھے، عبادت میں سستی نہ کرے، زیادہ وقت تنہائی میں گزارے۔
۔(33)۔ اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے، بڑائی نہ جتلائے۔
۔(34)۔ بددین محفلوں سے دور رہے۔ نیک صحبت اختیار کرے۔ ہر وقت اللہ تعالی سے ڈرا کرے۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھے۔
۔(35)۔ دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بد گمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستی کیا کرے۔
۔(36)۔ دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے کسی وقت غافل نہ ہو۔ اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو تو اللہ کا شکر بجا لائے۔
۔(37)۔ جو کچھ رنج و غم نقصان پیش آئے اللہ تعالی کی طرف سے جانے ، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو نیکیاں ملے گی۔
۔(38)۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے خواہ دنیا کا یا دین کا۔
۔(39)۔ کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے، نہ اتنی زیادتی کرے کہ اعمال کرنے میں سستی ہونے لگے۔
۔(40)۔ اللہ تعالی کے سوا کسی سے طمع نہ کرے نہ کسی کی طرف یہ خیال دوڑائے کہ فلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔
۔(41)۔ نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجا لائے اور فقرو فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔
۔(42)۔ لوگوں کی خطا اور قصور کو درگزر کر دیا کرے۔
۔(43)۔ کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے۔ البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور آپ کو معلوم ہو

جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔

۔(44)۔ کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے اور گناہ پر توبہ کرے۔

۔(45)۔ جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ شرم و حیا اور بردباری سے رہے۔

۔(46)۔ جو محفل شریعت کے خلاف ہو یا ایسے کھیل جو شریعت کے خلاف ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔

۔(47)۔ ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر اچھی خوبیاں ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

۔(48)۔ راستہ سے جاتے ہوئے اگر کوئی ڈھیلا، پتھر، کانٹا، لکڑی وغیرہ ہیں تو ان کو ہٹا دیا کرے۔

۔(49)۔ لڑنے والوں میں صلح کروا دیا کرے۔

۔(50)۔ نیک کام کرنے کی ترغیب دیا کرے اور برے کام سے روکا کرے۔ نیک کام کرنے میں مدد کیا کرے۔

۔(51)۔ اگر آپ صاحب حیثیت ہے تو ضرورت والوں کو صدقہ یا قرض دے دیا کرے۔ غریبوں کی شادیاں کروادیا کرے۔

۔(52)۔ اگر آپ کے پاس کسی نے امانت رکھوائی ہے تو ایمانداری سے امانت کو ادا کیا کرے۔

۔(53)۔ ایماندار، نیک، پرہیزگار امیدواروں کو ووٹ دیا کرے اگر آپ ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں کسی بھی قسم کا انتخاب ہوتا ہے۔

۔(54)۔ صبر کیا کرے، گواہی نہ چھپایا کرے، کسی سے حسد نہ کیا کرے، کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھا کرے۔

۔(55)۔ کسی قسم کی تصویر نہ کھینچوایا کرے (ڈیجیٹل تصویر ہو یا چھپی ہوئی)۔ جانداروں کی تصویر نہ بنایا کرے (ڈیجیٹل کیمرہ سے ہو یا ہاتھ سے)۔

۔۲۵ سے لیکر ۵۴ تک کے اعمال کتاب: بہشتی زیور مؤلف: مولانا اشرف علی تھانوی ؒ سے لیے گئے ہیں۔

دین اسلام کے وہ اعمال جن کو کرنے سے گناہ ملتا ہے

گناہ وہ عمل ہے جس کو کرنے سے انسان اللہ تعالی کے عذاب کا مستحق بنتا ہے۔ قرآن الکریم گناہ کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے۔۔

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا (سورۃ نساء آیۃ ۳۱)۔

اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو معاف کریں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں

قرآن الکریم کی اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کبیرہ گناہ اور دوسری قسم کے گناہ گناہ صغیرہ کہلاتے ہیں۔ (کتاب: گناہ بے لذت، مؤلف: مفتی محمد شفیعؒ)اور(کتاب: کتاب الکبائر، مؤلف: شمس الدین محمد الذھبیؒ، مترجم: مولانا محمد عبدالقوی) میں مختلف علماء کرام کی گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کے بارے میں کی گئی تعریف بیان ہوئی ہیں۔۔

جس گناہ پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ یا عذاب کی دھمکی دی ہو یا غضب یا لعنت کا اظہار فرمایا ہو وہ گناہ کبیرہ ہے (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس گناہ پر قرآن یا حدیث میں آگ اور جہنم کی وعید بصراحت آئی ہو وہ کبیرہ ہے اور جس پر اس کی تصریح منقول نہیں محض ممانعت وارد ہوئی ہے وہ صغیرہ ہے (حضرت حسن بصریؒ، سعید بن جبیرؒ، مجاہدؒ، ضحاکؒ)۔

جس گناہ کو بڑا سمجھا جاتا ہو وہ کبیرہ ہے (ابن صلاحؒ)۔

نصوص میں جن گناہوں کے کبیرہ ہونے کی صراحت کی گئی ہو وہ اور ان کی سطح کے دوسرے گناہ کبیرہ سمجھے جائیں گے (امام ابو محمد بن عبدالسلامؒ)۔

جن گناہوں کو فاحشہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے یا جس کے بارے میں نص قطعی موجود ہو اس پر کبیرہ کا اطلاق ہو گا (بعض علماء فقہ حنفی)۔

جس کام کو مسلمانوں کے سماج میں شنیع سمجھا جاتا ہو وہ کبیرہ قرار پائے گا (شمس الائمہ حلوانیؒ)۔

حقوق العباد میں کوتاہی کبیرہ اور حقوق اللہ میں کوتاہی صغیرہ ہے، اس لئے کہ اللہ کے دامن عفو کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ہر گناہ چھوٹا ہی ہے (امام سفیان ثوریؒ)۔

اہل بدعت سے سرزد ہونے والے گناہ کبیرہ ہیں (مالک بن مغولؒ)۔

جو امور بذات خود منع ہوں وہ کبیرہ ہیں اور جن سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی برائی کا ذریعہ بنتے ہوں وہ صغائر ہیں (ابن قیمؒ، علامہ حلیمیؒ، حضرت نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)۔

گناہ صغیرہ کا تکرار کے ساتھ ارتکاب ان کو کبائر بنا دیتا ہے (بعض حضرات)۔

کوئی کبیرہ گناہ استغفار کرنے سے کبیرہ نہیں رہتا اور کوئی چھوٹا گناہ باربار کرنے سے چھوٹا نہیں رہتا (سیدنا حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ)۔

جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے وہ اسی وقت صغیرہ ہے جب تک اس پر اصرار اور دوام نہ کرے احیانا صادر ہوجائے اور جو شخص کسی صغیرہ گناہ پر اصرار و دوام کرے وہ مثل مرتکب کبیرہ کے ہے (امام رافعیؒ)۔

بندہ جب اپنے گناہوں کو حقیر اور چھوٹا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑے ہو جاتے ہیں اور جب اپنے گناہوں کو بڑا محسوس کرے تو وہ اللہ کے نزدیک چھوٹے ہو جاتے ہیں (ابن قیمؒ)۔

جس گناہ پر انسان بے پروائی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر اقدام کرے تو کبیرہ ہے خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو اور جو گناہ اتفاقی سرزد ہو گیا اور اس کے ساتھ وہ دل میں خدا تعالی سے ڈرتا ہے ندامت و افسوس ساتھ ساتھ ہیں وہ صغیرہ ہے خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو (امام غزالیؒ)۔

ہر چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بڑے سے بڑا گناہ سمجھا جائے اور ندامت کے ساتھ ان پر توبہ کی جائے تو انشاءاللہ تعالی ہمارے دامن میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں رہنے دے گے۔

احمد بن محمد بن حجر المکی الھیتمیؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ و صغیرہ

احمد بن محمد بن حجر المکی الھیتمیؒ جن کی پیدائش 909 ہجری اور وفات 973 ہجری میں ہوئی نے اپنی کتاب الزواجرعن اقتراف الکبائر میں تقریبا 500 گناہ لکھے ہیں جن میں گناہ کبیرہ و صغیرہ شامل ہیں۔ یہ سارے گناہ اسی کتاب سے ترجمہ کرکے مولانا مفتی عبد الشکور قاسمی نے "کتاب: کفریہ الفاظ اور انکے احکامات" میں لکھے ہیں۔ وہ سارے گناہ "کتاب: کفریہ الفاظ اور انکے احکامات" سے لئے جارہے ہیں اور وہ گناہ یہ ہیں۔

گناہ کبیرہ

۔(1)۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک سے انسان اسلام سے خرج ہو جاتا ہے۔ شرک کیا ہے اور شرک کی کتنی اقسام ہیں اور کونسے شرک سے انسان اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئی گی۔

۔(2)۔ نا حق غصہ اور کینہ اور حسد کرنا (رواہ البخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، زواجر)۔

۔(3)۔ تکبر اور خود پسندی (سورۃ نحل آیت 23)۔

۔(4)۔ منافقت کرنا۔

۔(5)۔ تکبراً لوگوں سے دور رہنا اور ان کو حقیر جاننا۔
۔(6)۔ بہت زیادہ فضول اور بے معنی کاموں میں گھسنا۔
۔(7)۔ خلاف شریعت کام پسند کرنا۔
۔(8)۔ غربت کا ڈر رکھنا۔
۔(9)۔ جو مقدر میں لکھا جا چکا ہے اس پر ناراض ہونا۔
۔(10)۔ امیروں کو دیکھنا اور ان کی تعظیم ان کی امیری کی وجہ سے کرنا۔
۔(11)۔ غریبوں کے ساتھ مذاق کرنا ان کی غربت کی وجہ سے۔
۔(12)۔ لالچ یعنی مال جمع کرنے میں حرام طریقوں سے نہ بچنا۔
۔(13)۔ دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اور اس میں فخر کرنا۔
۔(14)۔ مخلوقات کو خوش کرنے کے لئے ناجائز زینت اختیار کرنا۔
۔(15)۔ اپنے دنیوی نفع کے لئے کسی کو گناہ میں دیکھ کر خاموش رہنا۔
۔(16)۔ ایسے کام کی تعریف پسند کرنا جو کرتا نہ ہو۔
۔(17)۔ اپنے عیوب کی جگہ دوسروں کے عیوب میں مشغول ہونا۔
۔(18)۔ دین کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر عصبیت (سختی) اختیار کرنا۔
۔(19)۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی نہ رہنا۔
۔(20)۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور انسانوں کے دیئے ہوئے حکموں کو ہلکا سمجھنا۔
۔(21)۔ خواہشات کی پیروی کرنا اور حق کو ٹھکرانا۔
۔(22)۔ دنیا (ہی) کی زندگی چاہنا۔
۔(23)۔ حق کا مقابلہ کرنا۔
۔(24)۔ کسی مسلمان بھائی کے ساتھ بد گمانی کرنا۔
۔(25)۔ حق بات کو ازراہ نفسانیت ٹھکرا دینا یا حق بات اس لئے ٹھکرانا کہ کہنے والا ہمارا دشمن ہے یا ہمیں پسند نہیں ہے۔
۔(26)۔ گناہ پر خوش ہونا۔
۔(27)۔ نیکی کرکے اس پر اپنی تعریف چاہنا۔

۔(28)۔ دنیوی زندگی پر مطمئن ہو کر اس پر راضی رہنا۔
۔(29)۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور آخرت کو بھولنا۔
۔(30)۔ نفس کی خاطر ناجائز غصہ کرنا یا نا جائز بدلہ لینا۔
یہ سب گناہ کبائر میں داخل ہیں۔ یہ گناہ بہت سخت قسم کے ہیں جس میں نہ پائے جاتے ہوں وہ شکر کرے اور جس میں پائے جاتے ہوں وہ توبہ و استغفار کرے۔
۔(31)۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرکے گناہوں میں پڑکر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں سے بے خوف ہونا (سورۃ اعراف آیت 99)۔
۔(32)۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا (سورۃ یوسف آیت 87)۔
۔(33)۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا (دیلمی ابن ماجہ، زواجر)۔
۔(34)۔ یعنی کبھی انسان اپنے ساتھ کفار جیسے عذاب کا تصور کرتا ہے یہ بدگمانی اور سوء ظن بن جاتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے (زواجر)۔
۔(35)۔ دنیا کیلئے علم دین سیکھنا (ابوداؤد، ابن حبان فی صحیحہ، زواجر)۔
۔(36)۔ دین کا علم چھپانا (سورۃ بقرۃ آیت 159)۔ سائل کو ضرورت ہو جس مسئلہ کی اور جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ بخوبی اس مسئلہ کو جانتا بھی ہو اور سائل اس کو سمجھ بھی سکتا ہو پھر نہ بتانا گناہ ہے ورنہ نہیں۔
۔(37)۔ علم پر عمل نہ کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔
۔(38)۔ قرآن الکریم یا علم یا کسی عبادت میں فخراً بلا ضرورت دعویٰ کرنا (طبرانی فی الاوسط، زواجر)۔
۔(39)۔ علماء کی بے قدری اور ان کو گھٹیا سمجھنا (ترمذی عن ابی امامہؓ، زواجر)۔
۔(40)۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا (سورۃ زمر آیت 60)۔
۔(41)۔ نبی آخرالزماں ﷺ پر جھوٹ باندھنا۔ یعنی جو بات حدیث میں نہ ہو اس کے متعلق یوں کہنا کہ یہ حدیث میں ہے (بخاری، مسلم، زواجر)۔
۔(42)۔ دین میں برا طریقہ ایجاد کرنا (مسلم، زواجر)۔
۔(43)۔ سنت کو بالکل چھوڑ دینا (بخاری، زواجر)۔ سنت کا انکار یا حقیر سمجھ کر چھوڑنا کبیرہ گناہ بنتا ہے بعض علماء کے نزدیک۔
۔(44)۔ تقدیر کا انکار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن الکریم میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے

(سورۃ قمر آیت 49، ابن حبان، زواجر)۔ یعنی کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالی نے ان تمام حالات کو جو پیش آنے والے تھے لوح محفوظ میں لکھ لیا تھا۔ لہذا اس کائنات میں جو کچھ بھی پیش آرہا ہے وہ اسی علم ازلی کے مطابق پیش آرہا ہے۔ نیز اسی کی قدرت اور اسی کی مشیت سے پیش آرہاہے۔

۔(45)۔ وعدہ پورا نہ کرنا، خصوصاً وعدہ کرتے وقت ہی نیت خراب ہو۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ عہد اور وعدہ کو پورا کیا کرو بے شک اس کے متعلق قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی (سورۃ اسراء آیت 34)۔

۔(46)۔ گناہ گاروں سے محبت کرنا۔

۔(47)۔ نیک لوگوں سے بغض رکھنا (اخرجہ الحاکم و صححہ، زواجر)۔

۔(48)۔ اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا اور ان سے دشمنی رکھنا (یا ان کے ساتھ مذاق کرنا یا ان کو فقیر جاننا) (سورۃ احزاب آیت 58، بخاری، زواجر)۔

۔(49)۔ زمانہ کو برا کہنا (بخاری، زواجر)۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آدمی زمانے کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں یعنی اس میں سب تصرفات میں ہی کرتا ہوں (بخاری)۔ لہذا اگر زمانہ سے اللہ تعالی کو مراد لے کر برا کہا جائے تو کفر ہے اور اگر زمانے کو صرف زمانے ہی کی حیثیت سے برا کہا تو مکروہ ہے اور اگر مطلقاً زمانے کو برا کہا تو کبیرہ گناہ ہے۔

۔(50)۔ ایسی بات کرنا جس سے فساد اور نقصان پھیلتا ہو (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(51)۔ (اللہ تعالی یا اس کے بندوں کی) احسان فراموشی کرنا (سورۃ بقرۃ آیت 152، ترمذی، زواجر)۔

۔(52)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سن کر بھی درود نہ پڑھنا (رواہ الحاکم، صححہ، زواجر)۔

۔(53)۔ دل کی سختی اختیار کرنا یعنی دل اتنا سخت ہو جائے مثلا مجبور شخص کو کھلانے پر بھی آمادہ نہ ہو یہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے کیونکہ احادیث میں لعنت اور سخط (ناراضگی) کے الفاظ آئے ہیں (رواہ الحاکم)۔

۔(54)۔ کسی کے گناہ کرنے پر راضی رہنا۔

۔(55)۔ کسی قسم کے گناہ کی مدد کرنا (سورۃ مائدہ آیت 2، زواجر)۔

۔(56)۔ شرارت اور فحش گوئی کی عادت بنا لینا جس کی وجہ سے لوگ خوفزدہ ہوں (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(57)۔ دراہم (درہم کی جمع) اور دنانیر (دینار کی جمع) کو توڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔ درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کا سکہ ہے اور دینار اور اشرفی ساڑھے چار ماشے سونے کا سکہ ہوتا ہے۔ یہ کبیرہ گناہ اس وقت ہوگا جبکہ درہم یا دینار کا کچھ حصہ توڑ کر اپنے پاس رکھ لینا جس سے اس کی قیمت کم ہو جائے گی لیکن دھوکہ دے کر اس کو پوری قیمت پر بیچنا۔

۔(58)۔ دراہم اور دنانیر میں کھوٹ ڈالنا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے تو وہ قبول نہ کریں (زواجر)۔

۔۱ سے لیکر ۵۸ تک جو گناہ ذکر ہوئے یہ سب باطنی کبیرہ گناہ ہیں۔

۔(59)۔ سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا یا پینا (مسلم، زواجر)۔

۔(60)۔ قرآن الکریم یا اس کی آیات پڑھ کر بھول جانا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(61)۔ قرآن یا دین میں جھگڑا کرنا (زواجر)۔

۔(62)۔ لوگوں کے راستہ میں یا نہر کے کنارہ پر جہاں لوگ وضو کرتے ہوں یا پانی پیتے ہوں پیشاب یا پائخانہ کرنا (زواجر)۔

۔(63)۔ بدن یا کپڑوں میں پیشاب سے احتیاط نہ کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(64)۔ وضوء کے کسی فرض کو چھوڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(65)۔ غسل کے کسی فرض کو چھوڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(66)۔ بغیر ضرورت کے ستر کھول کر (کسی کے سامنے) ننگا ہونا (زواجر)۔

۔(67)۔ حائضہ عورت سے مجامعت کرنا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔(68)۔ قصداً ایک فرض نماز کو چھوڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(69)۔ بلاعذر نماز کو وقت سے پہلے یا قضاء کرکے پڑھنا (زواجر)۔

۔(70)۔ بغیر رکاوٹ والی چھت کے اوپر سونا (ابوداؤد، زواجر)۔ چھت کے اوپر کوئی رکاوٹ نہ ہو بالکل صاف سیدھی ہو چاروں طرف کوئی پردہ یا دیوار یا رکاوٹ نہ ہو تو ایسی چھت پر سونا چونکہ اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب کرنا ہے اس لئے بعض علماء کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے اور اگر بے پردگی یا کوئی اور گناہ ہو یا گرنے کا عادۃ غالب گمان ہو تو پھر کبیرہ گناہ ہے۔

۔(71)۔ نماز کے کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑنا (زواجر)۔

۔(72)۔ کسی عورت کے بالوں کو دوسری عورت سے ملانا اور اپنے بالوں میں دوسری کے بال لگانا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(73)۔ گودنے کا نشان دوسرے کو لگانا اور اپنے لئے دوسروں سے لگوانا (ایضاً)۔

۔(74)۔ دوسروں کے دانتوں کو تیز اور باریک کرنا اور وہی عمل اپنے لئے کرانا (ایضاً)۔

۔(75)۔ دوسروں کے ابروں کے بال اکھیڑنا اور یہی عمل اپنے لئے کرانا (ایضاً)۔ اگرچہ شوہر حکم دے یا پسند کرے۔ البتہ چہرے کو سفید کرنے کا مروجہ طریقہ کہ چہرے کو بلیچ کر کے یعنی کریم وغیرہ چہرے پر لگاتی ہیں تاکہ چہرے کے بال براؤن

ہو جائیں اور منہ سفید ہو جائے یہ شوہر کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے تو صحیح ہے۔ نیز عورتوں کا دوسری عورتوں کے بالوں کو ملانا تاکہ بال لمبے معلوم ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ البتہ اگر انسانوں کے بالوں کے علاوہ دوسرے بال ہوں یا سیاہ قسم کے دھاگے ہوں پراندہ کی طرح تو کوئی حرج نہیں۔

۔(76)۔ نمازی کے سامنے سے گزرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔ یہ گناہ اس وقت ہے جبکہ سجدے کی جگہ سے گزرے یا بعض علماء کے ہاں دو صف کی مقدار کے اندر اندر گزرے۔ چھوٹی مسجد یا چھوٹے کمرے میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے۔

۔(77)۔کسی فرض نماز کی جماعت کو بستی والے یا شہر والے چھوڑیں جبکہ وہاں جماعت واجب ہونے کی شرائط موجود ہوں (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(78)۔ ایسے شخص کی امامت جس کو لوگ نا پسند سمجھتے ہوں (زواجر)۔ اگر واقعی کوئی امام حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا ہے اور قوم کے سارے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہتے ہوں تو ایسے امام کے لئے وعید ہے ورنہ نہیں۔

۔(79)۔ نماز کی صفوں کو توڑنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(80)۔ نماز کی صفوں کو سیدھا نہ کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(81)۔ نماز میں امام سے آگے بڑھنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(82)۔ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا (بخاری، زواجر)۔

۔(83)۔ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (بخاری، زواجر)۔

۔(84)۔ نماز میں اپنے ہاتھوں کو کوکھ پر رکھنا (بخاری، زواجر)۔

۔(85)۔ قبروں کو مساجد بنانا (زواجر)۔

۔(86)۔ قبروں پر چراغ لگانا (زواجر)۔

۔(87)۔ قبروں کو بت بنانا یعنی ان کی پوجا کرنا (زواجر)۔

۔(88)۔ قبروں کا طواف کرنا (زواجر)۔

۔(89)۔ قبروں کو چومنا (زواجر)۔

۔(90)۔ قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا (زواجر)۔

۔(91)۔ انسان کا اکیلا سفر کرنا (مسلم، زواجر)۔ ابن حجر مکی ؒ نے اس کو کبیرہ شمار فرمایا جبکہ باقی ائمہ حضرات نے مکروہ فرمایا

دونوں جمع کرنے کی صورت یہ بتائی کہ ایک یا دو آدمیوں کے سفر میں زیادہ نقصان کا خطرہ ہو ڈاکوؤں سے یا درندوں وغیرہ سے تو گناہ ہو گا ورنہ مکروہ۔ بہتر یہی ہے کہ کم از کم تین آدمی سفر میں ہوں۔

۔(92)۔ اکیلی عورت کا سفر کرنا جبکہ زنا کا خطرہ ہو (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(93)۔ بد فالی کی بنا پر سفر نہ کرنا ۔ یہ گناہ اس وقت کبیرہ بنے گا جبکہ یہ زمانہ جاہلیت کی طرح تاثیر کا اعتقاد ہو کہ پرندہ ادھر جائے گا تو سفر اچھا ہے ورنہ نہیں۔ ان کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہوئے تو یقینا کبیرہ گناہ ہے۔ (زواجر)۔

۔(94)۔ بغیر عذر نماز جمعہ چھوڑنا (مسلم، زواجر)۔

۔(95)۔ جمعہ کے دن لوگوں کے اوپر سے گردن پھلانگنا (ترمذی، زواجر)۔ اگر اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اگر تکلیف ہلکی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکلیف سخت ہو تو حرام ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

۔(96)۔ لوگوں کے درمیان جاکر بیٹھنا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔ جبکہ سخت تکلیف کا سبب بنے یعنی لوگ دائرہ بنا کر بیٹھے ہوں یہ درمیان کی خالی جگہ پر بیٹھ جائے کہ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگوں کو نہ دیکھ سکیں۔

۔(97)۔ عاقل بالغ مرد یا خنثیٰ کا خالص ریشم پہننا (بخاری، مسلم، زواجر)۔ اگر کپڑے کا تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہو تو اس کپڑے کو پہننا جائز ہے اور عورتوں کو خالص ریشم پہننا جائز ہے۔

۔(98)۔ عاقل بالغ مرد کا سونا یا چاندی سے تزین کرنا (مسند احمد، زواجر)۔

۔(99)۔ مردوں کا عورتوں (کی عرفا مخصوصات) سے مشابہت کرنا مثلا لباس یا گفتگو یا حرکت میں اور عورتوں کا مردوں (کی عرفا مخصوصات) سے مشابہت کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(100)۔ عورت کا باریک یا چست کپڑے پہننا جس سے بدن نظر آئے (مسلم، زواجر)۔

۔(101)۔ تہبند یا کپڑا یا آستین یا پگڑی کا شملہ تکبراً لمبا کرنا (زواجر)۔

۔(102)۔ چلنے میں اکڑنا (سورۃ اسراء آیت 37)۔

۔(103)۔ جہاد جیسے مقصد کے بغیر ڈاڑھی کو خضاب لگا کر کالا کرنا (ابوداؤد، نسائی، زواجر)۔ زیب و زینت کے لئے کالا خضاب ناجائز ہے اور گناہ ہے البتہ جہاد جیسا کوئی عذر ہو (یعنی دشمنوں پر رعب جمانے کے لئے لگائے) تو درست ہے۔

۔(104)۔ انسان کا یہ کہنا کہ بارش ستارہ طلوع ہونے سے ہوتی ہے اور ستارہ کی تاثیر کا اعتقاد کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(105)۔ منہ وغیرہ پر طمانچہ مارنا یعنی کسی میت پر افسوس کے اظہار میں (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(106)۔ کسی میت کے اظہار افسوس میں گریبان پھاڑنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(107)۔ واویلا کرنا (ابوداؤد)۔

۔(108)۔ (اپنے ارادے سے) واویلا سننا (ابوداؤد)۔

۔(109)۔ اپنے بال مونڈنا یا اکھیڑنا افسوس کرتے ہوئے (ابوداؤد)۔

۔(110)۔ مصیبت کے وقت ہلاکت کی دعا کرنا (زواجر)۔

۔(111)۔ میت کی ہڈی توڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(112)۔ قبروں پر بیٹھنا (مسلم، زواجر)۔ راجح قول کے مطابق یہاں قبر پر بیٹھنے سے مراد پیشاب وغیرہ کے لئے بیٹھنا ہے۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ قبر پر پائخانہ پیشاب کرنے کے ارادہ سے بھی نہ بیٹھے۔

۔(113)۔ قبروں پر مسجدیں بنانا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔(114)۔ قبروں پر چاغ رکھنا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔(115)۔ عورتوں کا زیارت قبول کیلئے جانا اور جنازوں کے ساتھ چلنا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔ ۱۱۳ سے لیکر ۱۱۵ تک کے گناہ احادیث کے ظاہر سے کبیرہ گناہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر علماء کے کلام میں صراحت پائی جاتی ہے کہ یہ گناہ مکروہ کے درجے میں ہیں حرام نہیں ہیں۔ لہذا کبیرہ اس وقت کہا جائے گا جبکہ ان کے مفاسد بڑے ہوں۔ مثلاعورتوں کے قبرستان جانے میں بہت سے گناہوں کا خطرہ ہو خاص کر زینت کے ساتھ یا نوحہ کرتی ہوئی جنازے کے ساتھ یا بعد میں جائیں گی تو بہت فتنہ ہو گا۔ اسی طرح مقبرہ کو مسجد بنانا غضب کا درجہ ہے۔ اس طرح چراغ رکھنے میں فضول خرچی ہے۔ الغرض مذکورہ گناہوں کے ساتھ مفاسد ہوں تو یہ کبیرہ شمار ہوں گے (زواجر)۔

۔(116)۔ تعویذ وغیرہ کرنا (موثر سمجھ کر) (زواجر)۔

۔(117)۔ تعویذ لٹکانا (زواجر)۔

۔ ۱۱۷ اور ۱۱۸ کبیرہ گناہ اس وقت ہے جبکہ تعویذ وغیرہ کو موثر سمجھا جائے اور دور جاہلیت جیسا تعویذ کیا یا لٹکایا جائے۔ ورنہ مکروہ بھی نہیں ہے۔

۔(118)۔ اللہ تعالی کی ملاقات کو ناپسند سمجھنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(119)۔ زکوۃ نہ دینا (سورہ حم سجدہ آیت 7)۔

۔(120)۔ زکوۃ بغیر عذر کے دیر سے دینا (زواجر)۔

۔(121)۔ اپنے واقعی تنگ دست مقروض کے ساتھ قرض خواہ کا چمٹے رہنا یا مقروض کو (بلا وجہ) قید کرنا (زواجر)۔ قرض

خواہ اگر واقعی تنگ دست مقروض کو تنگ کرتا ہے تو یہ مسلمان کو ایذاء شدید پہنچانے کی وجہ سے کبیرہ گناہ ہے۔ اگر نرمی سے کہتا ہے تو ٹھیک ہے (زواجر)۔

۔(122)۔ زکوٰۃ میں خیانت کرنا (مسند احمد، زواجر)۔

۔(123)۔ لوگوں کے حقوق کی عدم حفاظت کی صورت میں ٹیکس وصول کرنا اور اس کے لوازمات مثلاً لکھنا وغیرہ میں حصہ لینا (سورۃ شوریٰ آیت 42، زواجر)۔

۔(124)۔ مال یا کسب کی استطاعت کی وجہ سے امیر ہونے والے شخص کا لالچ اور کثرت مال حاصل کرنے کی بنیاد پر دوسرے سے صدقہ مانگنا (زواجر)۔

۔(125)۔ مانگنے میں اتنا اصرار کرنا کہ جس سے مانگا جارہا ہے اس کو سخت تکلیف ہو (ابن حبان، زواجر)۔

۔(126)۔ انسان کا اپنے قریبی رشتہ دار یا اپنے غلام یا آزاد کردہ غلام کے مجبور ہوتے ہوئے بھی ان کے مانگنے پر دینے کی قدرت کے باوجود نہ دینا (زواجر)۔

۔(127)۔ صدقہ کرکے احسان جتلانا (سورۃ بقرۃ آیت 264)۔

۔(128)۔ ضرورت یا مجبوری کے باوجود موجود پانی نہ دینا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(129)۔ مخلوق کی ناشکری کرنا جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے (ترمذی، زواجر)۔

۔(130)۔ اللہ کا واسطہ دیکر جنت کے سوا کچھ اور مانگنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(131)۔ اللہ کا واسطہ دے کر مانگنے والے کو نہ دینا۔ عام حالات میں سائل کو نہ دینا کبیرہ نہیں بلکہ مجبور کو نہ دینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح عام حالات میں اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا حرام نہیں صرف مکروہ ہے۔ لیکن اصرار کرکے مانگنا یہاں تک کہ مسئول کو پریشان ہی کردینا یہ کبیرہ گناہ ہے (زواجر)۔

۔(132)۔ رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(133)۔ بغیر عذر کے رمضان کا روزہ توڑنا جماع وغیرہ کے ساتھ (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(134)۔ بلاوجہ حد سے تجاوز کئے ہوئے رمضان کے روزے کی قضا کرنے میں دیر کرنا (زواجر)۔

۔(135)۔ خاوند کی موجودگی میں بغیر اس کی رضا کے عورت کا غیر ضروری روزہ رکھنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔ معلوم ہوا کہ واجب روزے کے علاوہ اگر کسی عورت نے روزہ رکھنا ہو تو اگر خاوند ہے تو اس کی اجازت کے بغیر رکھنا گناہ ہے۔

۔(136)۔ ایام تشریق اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنا (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔(137)۔ معین وقت میں نذر مانے ہوئے اعتکاف کو توڑنا (زواجر)۔

۔(138)۔ جماع وغیرہ کے ذریعہ اعتکاف کو توڑنا (زواجر)۔

۔(139)۔ مسجد میں جماع کرنا اگرچہ غیر معتکف ہی کرے (زواجر)۔

۔(140)۔ باوجود قدرت کے موت سے پہلے حج نہ کرنا (دورۃ ال عمران آیت 97)۔

۔(141)۔ حج یا عمرہ میں احرام کھولنے سے پہلے قصداً جماع کرنا (زواجر)۔

۔(142)۔ حج یا عمرہ کے احرام میں باوجود علم و اختیار کے قصداً خشکی کے حلال شکار کو قتل کرنا (سورۃ مائدہ آیت 95)۔

۔(143)۔ عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج و عمرہ کا احرام باندھنا اگرچہ وہ گھر سے (بھی ابھی) نہ نکلی ہو (زواجر)۔

۔(144)۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا (زواجر)۔

۔(145)۔ حرم مکہ میں گناہ کرنا (سورۃ حج آیت 25)۔

۔(146)۔ اہل مدینہ منورہ کو ڈرانا (زواجر)۔

۔(147)۔ اہل مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنا (زواجر)۔

۔(148)۔ مدینہ منورہ میں کوئی گناہ کرنا (زواجر)۔

۔(149)۔ مدینہ منورہ میں کسی گناہ کرنے والے کو جگہ دینا (زواجر)۔

۔(150)۔ مدینہ منورہ کا درخت کاٹنا (زواجر)۔

۔(151)۔ مدینہ منورہ کی گھاس کاٹنا (زواجر)۔

۔ ۱۵۰ اور ۱۵۱ فقہ حنفیہ کے ہاں کبیرہ گناہ نہیں ہیں اور فقہ حنفیہ کے ہاں مدینہ منورہ اصطلاحی معنی میں حرم نہیں بلکہ حرم بمعنی محترم ہے (قالہ بعض العلماء)۔

۔(152)۔ قدرت کے باوجود قربانی نہ کرنا (زواجر)۔

۔(153)۔ قربانی کی کھال فروخت کرنا (زواجر)۔ اگر قربانی کی کھال بیچ کر رقم حاجت مند کو دے دیں تو پھر صحیح ہے اور اگر خود مستحق نہیں پھر کھال بیچ کر اپنے استعمال میں لائے تو گناہ ہے۔

۔(154)۔ جانور کے کسی عضو کو کاٹ کر مثلہ کرنا (زواجر)۔

۔(155)۔ جانور کے چہرہ کو داغنا (زواجر)۔

۔(156)۔ جانور کا نشانہ باندھنا (زواجر)۔

۔(157)۔ جانور کو کھانے کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے قتل کرنا (زواجر)۔

۔(158)۔ جانور کو اچھی طرح قتل یا ذبح نہ کرنا (زواجر)۔

۔(159)۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا جبکہ غیر اللہ کو معبود نہ سمجھے کیونکہ ایسی صورت میں کافر ہو جائے گا (سورۃ انعام آیت 121)۔

۔(160)۔ سائبہ کو چھور دینا (سورۃ مائدہ آیت 103)۔ سائبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اونٹنی جو زمانہ جاہلیت میں بتوں کی نذر و نیاز کے لئے چھوڑی جاتی تھی یا دس بارہ بچے جننے کے بعد اس کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اس پر سواری لیتے نہ اس کا دودھ دوہتے کہ اس کا دودھ اس کا بچہ پیتا یا مہمان کو دودھ پینے کا حق حاصل تھا۔ اسی طرح اس کو پینے اور چرنے میں پوری آزادی ہوتی (المنجد)۔

۔(161)۔ ملک الاملاک (شہنشاہ) کسی کا نام رکھنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(162)۔ گھاس یا افیون یا بھنگ یا غبر یا زعفران جیسی پاک نشہ آور چیز کھانا (ابوداؤد، مسند احمد، زواجر)۔

۔(163)۔ بہنے والا خون پینا بغیر شدید مجبوری کے (سورۃ مائدہ آیت 3)۔

۔(164)۔ خنزیر کا گوشت کھانا بغیر شدید مجبوری کے (سورۃ مائدہ آیت 3)۔

۔(165)۔ مردار وغیرہ کھانا بغیر شدید مجبوری کے (سورۃ مائدہ آیت 3)۔

۔(166)۔ کسی جاندار کو آگ میں جلانا (زواجر)۔

۔(167)۔ نجاست کھانا (زواجر)۔

۔(168)۔ گندگی کھانا (زواجر)۔

۔(169)۔ تکلیف دہ یا نقصان دہ چیز کھانا (زواجر)۔

۔(170)۔ آزاد آدمی کو فروخت کرنا (بخاری، زواجر)۔

۔(171)۔ سود کھانا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(172)۔ سود کھلانا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(173)۔ سود لکھنا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(174)۔ سود کی گواہی دینا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(175)۔ سود میں کوشش کرنا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(176)۔ سود میں مدد و تعاون کرنا (سورۃ بقرہ، زواجر)۔

۔(177)۔ سود میں (ناجائز) حیلہ کرنا (زواجر)۔

۔(178)۔ ضرورت مند کو جفتی کے لئے نر نہ دینا۔ دراصل یہ مکروہ ہے۔ کبیرہ گناہ اسی وقت بنے گا جبکہ کسی بستی والے سخت مجبور ہوں اپنی بستی میں نر نہ پاتے ہوں تو دوسری جگہ ایک ہی ملتا ہو اور وہ نہ دے (زواجر)۔

۔(179)۔ ناجائز خریدوفروخت اور حرام کمائی کے ذریعہ کھانا (سورۃ نساء آیت 29، زواجر)۔

۔(180)۔ سودا مہنگا بیچنے کے لئے روک رکھنا (مسلم، ابوداؤد، زواجر)۔ یہ ذخیرہ اندوزی کھانے کی چیزوں میں بوقت قحط مراد ہے۔ لہٰذا فراخی کے دنوں میں کھانے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کبیرہ گناہ نہیں ہے۔

۔(181)۔ بے سمجھ بچے کی بیع وغیرہ کرکے اس کو اس کی ماں سے جدا کرنا (ترمذی، زواجر)۔ بچہ سے مراد وہ لڑکا یا لڑکی ہے جو تمیز اور فرق نہ کرسکتا ہو چھوٹا ہونے کی وجہ سے یا پاگل ہونے کی وجہ سے اگرچہ ماں کی رضامندی بھی ہو پھر بھی اس کو ماں سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا (زواجر)۔

۔(182)۔ ایسے شخص کا انگور اور کشمش وغیرہ ایسے شخص کے پاس بیچنا جو اس کو نشوڑ کر شراب بنائے (زواجر)۔

۔(183)۔ بے ریش غلام کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جس کے بارے میں پتہ ہو کہ یہ اس سے گناہ کرے گا (زواجر)۔

۔(184)۔ باندی کا ایسے شخص کے ہاں فروخت کرنا جو اس کو زنا پر آمادہ کرے (زواجر)۔

۔(185)۔ لکڑی وغیرہ ایسی جگہ بیچنا جہاں وہ فضول کھیل کود کا آلہ بنالیتے ہوں (زواجر)۔

۔(186)۔ کافروں کو ہتھیار فروخت کرنا تاکہ وہ ہمارے خلاف مدد کریں جہاد میں (زواجر)۔

۔(187)۔ اس شخص کو شراب بیچنا جو اس کو پی لے گا (زواجر)۔

۔(188)۔ نشہ آور نباتات وغیرہ فروخت کرنا ایسے شخص کو جو اسے ناجائز استعمال کریگا (زواجر)۔

۔(189)۔ بغیر ارادہ خریداری چیز کا بھاؤ بڑھانا (زواجر)۔

۔(190)۔ بیع پر بیع کرنا یعنی مشتری کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم یہ نہ خریدو میں اس سے بہتر سودا تمہیں بیچوں گا (زواجر)۔

۔(191)۔ شراء پر شراء کرنا یعنی بائع کو سودا پکا کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ تم سودا ختم کردو میں زیادہ قیمت دوں گا (زواجر)۔

۔(192)۔ خرید و فروخت میں دھوکا دینا جیسا کہ دودھ بڑھانے کی غرض سے نہ دوہنا یا دودھ میں پانی ملانا (مسلم، زواجر)۔

۔(193)۔ جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا (مسلم، زواجر)۔

۔(194)۔ مکر (خفیہ بری تدبیر) کرنا (زواجر)۔

۔(194)۔ ناپ تول میں کمی کرنا (سورۃ مطففین آیت 1)۔

۔(196)۔ قرض جو قرضہ دینے والے کو نفع دے چونکہ یہ سود ہے۔ لہٰذا سود کی وعیدیں سب ایسا کرنے والے کو شامل ہوں گی۔

۔(197)۔ قرض واپس نہ کرنے کی نیت سے لینا (بخاری، زواجر)۔

۔(198)۔ قرض واپس ہونے کی امید ہی نہیں ہے اور خود مجبور بھی نہیں ہے اور کوئی ظاہری سبب بھی قرض اترنے کا نہیں ہے اور قرض دینے والا اس بات سے نا واقف ہے۔ ایسی حالت میں قرضہ مانگنا (نسائی، حاکم، زواجر)۔

۔(199)۔ قرض خواہ کے مطالبے کے بعد امیر آدمی کا بغیر عذر کے ٹال مٹول کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(200)۔ یتیم کا مال (ناحق) کھانا (سورۃ نساء آیت 10)۔

۔(201)۔ گناہ میں مال خرچ کرنا اگرچہ ایک پیسہ ہو اور اگرچہ چھوٹے گناہ میں ہی کیوں نہ خرچ کیا جائے (زواجر)۔

۔(202)۔ پڑوسی کو تکلیف دینا۔ اگرچہ پڑوسی ذمی ہو۔ اس کے گھر جھانک کر یا تکلیف دہ عمارت بنا کر وغیرہ (بخاری، مسلم)۔

۔(203)۔ تکبراً ضرورت سے بڑھ کر عمارت بنانا (بخاری، مسلم)۔

۔(204)۔ زمین کے نشان کو بدلنا کہ جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو (مسلم، نسائی)۔

۔(205)۔ نابینا کو راستہ سے بھٹکانا (زواجر)۔

۔(206)۔ جو سڑک اور گلی عام نہ ہو وہاں کے مکینوں کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا (زواجر)۔

۔(207)۔ عام راستہ میں سخت نقصان دہ ناجائز تصرف کرنا (زواجر)۔

۔(208)۔ مشترک دیوار میں اپنے شریک کی اجازت کے بغیر ناقابل برداشت تصرف کرنا۔ ان ائمہ کے نزدیک جو ان کی حرمت کے قائل ہیں (زواجر)۔

۔(209)۔ اپنے عقیدہ اور خیال میں صحیح ضمان ہو اور دینے پر قدرت بھی ہو پھر ضامن کا ضمان نہ دینا (زواجر)۔

۔(210)۔ ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(211)۔ وکیل کا موکل سے خیانت کرنا (ابوداؤد، زواجر)۔

۔(212)۔ کسی وارث یا اجنبی کیلئے قرضے یا کسی چیز کا جھوٹا اقرار کرنا (ابوداؤد، ترمذی)۔

۔(213)۔ مریض کا اپنے ذمہ قرضے یا کسی چیز کا اقرار چھوڑ دینا۔ جبکہ ورثہ کے علاوہ اس کی بات کوئی اور نہ جانتا ہو جو ثابت کر سکے (زواجر)۔

۔(214)۔ جھوٹے نسب کا اقرار کرنا (زواجر)۔

۔(215) اپنے نسب سے انکار کرنا (زواجر)۔

۔(216)۔ جس مقصد کے لئے چیز ادھار لی تھی اس کو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا (زواجر)۔

۔(217)۔ مالک کی اجازت کے بغیر ادھارلی ہوئی چیز آگے ادھار دینا (زواجر)۔

۔(218)۔ اگر مالک نے کہا ہو کہ مقررہ وقت کے بعد یہ چیز آپ نے اپنے پاس نہیں رکھنی یا استعمال نہیں کرنی پھر اس کی مخالفت کرنا (زواجر)۔

۔ ۲۱۶، ۲۱۷ اور ۲۱۸ یہ تینوں گناہوں کا مرجع و مال ظلم اور غصب ہے۔ لہذا یہ تینوں بھی کبیرہ گناہ شمار ہوں گے (ایضاً)۔

۔(219)۔ کسی کے مال پر جبراً و ظلماً غلبہ پانا (بخاری)۔

۔(220)۔ مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینا یا دیر سے دینا (بخاری)۔

۔(221)۔ عرفہ یا مزدلفہ یا منٰی میں عمارت بنانا جبکہ اسکی تحریم کا قائل ہو (زواجر)۔

۔(222)۔ عام یا خاص جائز چیزوں میں لوگوں کو روکنا۔ مثلا بنجر زمین جس کا آباد کرنا ہر شخص کیلیئے جائز ہے اور مثلا عام سڑکیں اور مسجدیں اور معاون وغیرہ (زواجر)۔

۔(223)۔ کسی کا عام راستہ کو کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا اگرچہ اپنی دکان یا مملوکہ جگہ کے قریب ہو (زواجر)۔

۔(224)۔ جائز پانی پر غلبہ پاکر مسافر کو نہ دینا (بخاری، مسلم)۔

۔(225)۔ وقف کرنے والے کی شرط کے مخالف کرنا (زواجر)۔

۔(226)۔ گم شدہ چیز کی شرع کے موافق تشہیر کئے بغیر اس میں تصرف کرنا اور اس کا مالک ہی بن جانا (زواجر)۔

۔(227)۔ گم شدہ چیز کے مالک کا علم ہو جانے کے باوجود اس سے چھپانا (زواجر)۔

۔۲۲۶ اور ۲۲۷ گناہ بھی لوگوں کے ناحق مال کھانے کے مترادف کبیرہ گناہ ہے(ایضاً)۔

۔(228)۔ گرے پڑے بچہ کو لیتے وقت کسی کو گواہ نہ بنانا (زواجر)۔

۔(229)۔ غلط وصیت کرکے کسی وارث کا حق مارنا (زواجر)۔ ہر شخص کو (مرد یا عورت) اپنی وصیت ضرور لکھنی چاہئے کیونکہ احادیث میں اس کا بہت ذکر آتا ہے۔

۔(230)۔ امانتوں میں خیانت کرنا مثلا رہن یا اجرت پر رکھی ہوئی چیز میں خیانت کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(231)۔ باوجود قدرت و ضرورت کے شادی نہ کرنا (بخاری، مشکوۃ)۔

۔(232)۔ اجنبی عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا جبکہ فتنہ کا ڈرہو (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(233)۔ اسی طرح اس کو چھونا (زواجر)۔

۔(234)۔ اسی طرح کی عورت سے تنہائی کرنا اس طرح کہ مرد یا عورت کے ساتھ ان کا ایسا محرم نہ ہو جن کی وجہ سے وہ باز آجائیں۔ اسی طرح عورت کا کسی مرد سے خلوت کرنا جبکہ اس کا خاوند وہاں نہ ہو (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(235)۔ بے ریش لڑکے کو شہوت سے دیکھنا (زواجر)۔

۔(236)۔ اسی طرح اس کو شہوت سے چھونا (زواجر)۔

۔(237)۔ اسی طرح اسکے ساتھ تنہائی کرنا جبکہ کوئی اور ایسا شخص اس کے پاس نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے یہ حرکت نہ کرسکتا ہو (زواجر)۔

۔(238)۔ غیبت کرنا (سورۃ حجر آیت 12، زواجر)۔

۔(239)۔ غیبت سننے پر راضی ہو کر اور اس کو درست مان کر خاموش ہونا (سورۃ حجر آیت12، زواجر)۔

۔(240)۔ کسی کو برے القاب سے پکارنا (سورۃ حجر آیت 11)۔

۔(241)۔ کسی مسلمان کا مذاق اڑانا (سورۃ حجر آیت 11)۔

۔(242)۔ (طعنہ دینا اور) چغل خوری کرنا (سورۃ قلم آیت 11)۔

۔(243)۔ دوزبانوں والے کا "دورخا" کا گفتگو کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(244)۔ کسی پر بہتان لگانا (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)۔

۔(245)۔ ولی کا اپنی بیٹی یا بہن کو کفو میں نکاح کرنے سے روکنا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عاقلہ بالغہ لڑکی اپنا نکاح اپنے کفو میں کرنا چاہتی ہے تو ولی اس کو روکتا ہے۔ یہ کبیرہ گناہ جیسا کہ امام نوویؒ نے بھی اس کی اپنے فتاوی میں تصریح کی ہے۔ باقی حضرات نے صغیرہ گناہ شمار فرمایا ہے۔ امام رافعیؒ وغیرہ نے یہ فرمایا ہے کہ عضل (یعنی روکنا) کبیرہ گناہ تو نہیں ہے البتہ جب کئی مرتبہ (دوسرے علماء نے تین مرتبہ حد بتلائی ہے) روکے تو پھر فسق بن جاتا ہے (جو کبیرہ گناہ ہے) (زواجر)۔

۔(246)۔ کسی نے ایک جگہ پیغام نکاح پہلے بھیجا ہوا ہے اور وہ صحیح اور جائز بھی ہے اور ایسے شخص نے قبول بھی کر لیا ہے

جس کی بات مانی جاتی ہے اور لڑکا اور لڑکی والوں میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تو ایسی جگہ پیغام نکاح بھیجنا (زواجر)۔
۔(247)۔ عورت کو اس کے خاوند کے خلاف برانگیختہ کرنا (ابوداؤد، نسائی)۔
۔(248)۔ مرد کو اس کی بیوی کے خلاف خراب کرنا (ابوداؤد، نسائی)۔
۔(249)۔ نسب یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے حرمت ثابت ہو پھر اس کے ساتھ نکاح کرنا اگرچہ وطی نہ کرے (زواجر)۔
۔(250)۔ طلاق دینے والے کا حلالہ کرانے پر راضی ہونا (زواجر)۔
۔(251)۔ مطلقہ عورت کا اس کی یہ بات ماننا (زواجر)۔
۔(252)۔ پہلے خاوند کے لئے حلال کرنے والے دوسرے خاوند کا راضی ہونا (زواجر)۔

اس حدیث کی وجہ سے یہ تینوں گناہ (۲۵۰، ۲۵۱ اور ۲۵۲) گناہ کبیرہ ہیں۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ اور حسن بصریؒ کا اس کے مطلق پر عمل تھا۔ مگر امام شافعیؒ کے ہاں یہ شرط ہے کہ جب حلالہ کرنے والے کے نکاح کے اندر (نکاح ثانی) میں یہ شرط لگائی جائے کہ وطی کے بعد تم طلاق دو گے تب حرام ہے اگر یہ شرط نہ لگائی جائے (بلکہ مقصود صرف اصلاح احوال ہو) تو ضرورت کی وجہ سے کیا جاسکتا ہے۔ احنافؒ بھی اسی طرح کے قائل ہیں (زواجر)۔

۔(253)۔ خاوند کا بیوی (کے جماع وغیرہ) کے راز فاش کرنا (مسند احمد، زواجر)۔
۔(254)۔ بیوی کا خاوند کے راز کھولنا (مسند احمد، زواجر)۔
۔(255)۔ بیوی یا باندی کے ساتھ دبر میں وطی کرنا (مسند احمد، ابوداؤد، زواجر)۔
۔(256)۔ کسی اجنبی مرد یا عورت کی موجودگی میں اپنی بیوی سے جماع کرنا (زواجر)۔
۔(257)۔ ایسی شادی کرنا کہ مرد کا عورت کو اس کے مطالبہ پر بھی مہر ادا نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو (زواجر)۔
۔(258)۔ کسی محترم یا گھٹیا چیز پر زمین ہو یا دیوار وغیرہ پر کسی جاندار کی تصویر لگانا اگرچہ ایسی تصویر ہو جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی مثلاً پروں والے گھوڑے کی تصویر (بخاری، مسلم)۔
۔(259)۔ طفیلی بن کر دوسرے کا کھانا کھانے کے لئے بغیر اس کی اجازت اور خوشی کے جانا (ابوداؤد، زواجر)۔
۔(260)۔ مہمان کا پیٹ بھرنے کے بعد میزبان سے معلوم کئے بغیر ضرورت سے زائد کھانا کھانا (زواجر)۔
۔(261)۔ انسان کا اپنے مال سے اتنا زیادہ کھانا کھانا کہ اس کو واضح طور پر معلوم ہو کہ اس سے واضح نقصان ہو گا (ایضاً)۔
۔(262)۔ حرص اور تکبر کی وجہ سے کھانے پینے میں بے حد توسع کرنا (زواجر)۔

۔(263)۔ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں کسی ایک بیوی کو ظلماً ترجیح دینا (ابوداؤد)۔ مائل ہونے سے قلبی غیر اختیاری میلان نہیں ہے کیونکہ وہ جائز ہے یہاں مراد وہ میلان ہے کہ ظاہری ان کاموں میں ایک بیوی کو ترجیح دیتا ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ یعنی جہاں برابری رکھنی ضروری ہو وہاں وہ نہ رکھتا ہو تو گنہگار ہو گا (زواجر)۔

۔(264)۔ اپنی بیوی کا وجوبی حق ادا نہ کرنا جیسے مہر اور نفقہ وغیرہ (سورۃ بقرہ آیت 228)۔ ایک حدیث ہے کہ جس نے بغیر مہر کے شادی کرکے ساری عمر مہر ادا نہ کیا اور مر گیا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالی کو زانی (یعنی زانیوں میں شمار ہو کر) ملے گا (طبرانی فی الصغیر والاوسط مرفوعا، زواجر)۔

۔(265)۔ اپنے خاوند کا ضروری حق ادا نہ کرنا جیسا خاوند کو نفع نہ اٹھانے دینا جبکہ شرعی عذر بھی نہیں ہے (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(266)۔ بغیر غرض شرعی تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے قطع تعلق کرنا (بخاری)۔

۔(267)۔ مسلمان بھائی سے ایسا اعراض کرنا کہ جب وہ اسے ملے تو یہ اس سے چہرہ موڑ لے (ایضاً)۔

۔(268)۔ دل میں ایسا کینہ رکھنا جو اوپر والے دوگناہوں (۲٦٦اور۲٦۸) کا سبب بنے (بخاری، زواجر)۔

۔(269)۔ عورت کا گھر سے باہر نکلنا خوشبو لگا کر اور زینت کرکے اگرچہ خاوند کی اجازت سے ہو (ابوداؤد، ترمذی، زواجر)۔

۔(270)۔ عورت کا نافرمانی کرنا۔ مثلا خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جبکہ شرعی ضرورت بھی نہ ہو جیسے ضروری استفتاء یا گناہ کے خطرے سے یا گھر گرنے کے خطرہ سے باہر نکل گئی (سورۃ نساء آیت 34، زواجر)۔

۔(271)۔ حرج اور تکلیف کے بغیر خاوند سے طلاق مانگنا (ابوداؤد، ترمذی)۔

۔(272)۔ اپنی بیوی اور لڑکے کے بارے میں بے غیرت بننا (زواجر)۔

۔(273)۔ کسی اجنبی عورت اور اجنبی لڑکے کے بارے میں بے غیرت بننا (زواجر)۔

۔(274)۔ جن کے نزدیک رجوع کرنے سے پہلے وطی نہیں کرسکتا ان کا رجوع سے قبل وطی کرنا (زواجر)۔ فقہ حنفی کے نزدیک جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس سے وطی درست ہے۔ یعنی زبان سے رجوع کرکے وطی حنفیہ کے ہاں صرف بہتر ہے۔

۔(275)۔ چار ماہ یا اس سے زائد وطی نہ کرنے کی قسم کھانا (زواجر)۔ یہ کبیرہ گناہ اس لئے ہے کہ اس میں بیوی کا بہت بڑا نقصان ہے اور اس کو اذیت پہنچانا ہے۔ یہی وجہ کہ شریعت نے قاضی کو اجازت دی ہے کہ جو شخص (قسم کھا کر پھر) چار ماہ تک بیوی سے وطی نہ کرے تو قاضی طلاق دلوا کر نکاح ختم کراسکتا ہے (زواجر)۔ یہ قاضی کا تفریق کرانا اس مسئلہ میں امام

شافعیؒ کے نزدیک ضروری ہے۔ احنافؒ کے نزدیک چار ماہ گزرنے سے پہلے وطی کرلی تو (قسم توڑنے کا) کفارہ دے گا۔ اگر چارماہ پورے ہوگئے اور ابھی تک وطی نہ کی تو وہ عورت ایک طلاق سے بائنہ ہوجائے گی (معدن الحقائق شرح کنزالدقائق)۔

۔(276)۔ اپنی منکوحہ کو کسی ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ مثلاً یوں کہنا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے (زواجر)۔

۔(277)۔ پاک دامن مرد یا عورت پر زنا یا لواطت کی تہمت لگانا (سورۃ نور آیت 4 اور 5)۔

۔(278)۔ مذکورہ گناہ (۲۷۷) کی تہمت پر خاموش رہنا (زواجر)۔

۔(279)۔ کسی مسلمان کو گالی دینا اور اس کی بے عزتی کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(280)۔ اپنے والدین کو گالی یا گالی دینے میں سبب بننا اگرچہ خود والدین کو گالی وغیرہ نہیں دی (بخاری)۔

۔(281)۔ انسان کا کسی مسلمان پر لعنت بھیجنا (ابوداؤد)۔

۔(282)۔ اپنے نسب یا والد سے برآت ظاہر کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(283)۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب کرنا (زواجر)۔

۔(284)۔ شرعی طور ہر ثابت شدہ نسب میں طعن کرنا (مسلم، زواجر)۔

۔(285)۔ عورت کا زنا یا شبہ کے طور پر وطی کی وجہ سے غیر ثابت النسب بچے کو کسی خاندان کی طرف منسوب کرنا (ابوداؤد، نسائی)۔

۔(286)۔ عدت پوری کرنے میں خیانت کرنا (زواجر)۔

۔(287)۔ عدت گزارنے والی عورت کا عدت پوری ہونے سے پہلے ہی بغیر شرعی عذر کے گھر سے باہر نکلنا (زواجر)۔

۔(288)۔ خاوند کی وفات پر غم میں سوگ نہ منانا (زواجر)۔ عورت کے سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نہ ہنسے اور نہ بن سنور کر رہے اور بلا مجبوری عدت مکمل ہونے تک گھر سے باہر قدم تک نہ رکھے (ایضاً)۔

۔(289)۔ جو اپنے اہل و عیال میں داخل ہو اس کو ضائع کرنا جیسے چھوٹے بچے (ابوداؤد، نسائی، زواجر)۔

۔(290)۔ والدین دونوں یا کسی ایک کی نافرمانی کرنا۔ اگرچہ اوپر چلتے جائیں یعنی دادا وغیرہ نیز باپ وغیرہ کے ہوتے ہوئے دادا وغیرہ کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی (سورۃ نساء آیت 36)۔

۔(291)۔ قطع رحمی کرنا یعنی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنا (سورۃ محمد آیت 22، بخاری، مسلم)۔

۔(292)۔ غلام کو اس کے آقا کے خلاف نفرت دلانا (ابوداؤد، نسائی)۔

(293)۔ غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا (زواجر)۔

(294)۔ آزاد شخص کو غلام بنا کر اس سے خدمت لینا (ابوداؤد)۔

(295)۔ اپنے آقا کی ضروری خدمت نہ کرنا (زواجر)۔

(296)۔ اپنے غلام پر ضروری خرچ نہ کرنا (مسند احمد، ترمذی)۔

(297)۔ اپنے غلام کو برداشت سے زیادہ تکلیف دینا اور ہمیشہ مارتے رہنا (طبرانی، زواجر)۔

(298)۔ بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے جانور کو خصی وغیرہ کرنے کے ساتھ تکلیف دینا (زواجر)۔

(299)۔ جانوروں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانا (ابوداؤد، ترمذی)۔

(300)۔ کسی مسلمان کو ناحق (یا محفوظ ذمی کو قصداً یا شبہ عمد کی صورت میں) قتل کرنا (سورۃ فرقان آیت 68)۔

(301)۔ خود کشی کرنا (سورۃ نساء آیت 29 اور 30، زواجر)۔

(302)۔ حرام قتل یا اس کے مقدمات پر مدد کرنا (بیہقی، زواجر)۔

(303)۔ ۳۰۲ کے گناہ کے وقت روکنے پر قادر ہوتے ہوئے وہاں موجود ہونا اور نہ روکنا (زواجر)۔

(304)۔ کسی مسلمان یا ذمی کی ناحق پٹائی کرنا (مسلم)۔

(305)۔ کسی مسلمان کو ڈرانا (مسلم)۔

(306)۔ کسی مسلمان کی طرف ڈرانے کے لئے ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا (ابوداؤد، زواجر)۔

(307)۔ جادو کرنا جو کفر کی حد تک نہ ہو (زواجر)۔

(308)۔ جادو سیکھنا (زواجر)۔

(309)۔ جادو آگے سکھانا (زواجر)۔

(310)۔ جادو کرانا (زواجر)۔ قرآن الکریم کی سورۃ بقرۃ کی آیت102 میں جادو کی برائی ظاہر کردی گئی ہے۔ جادو یا کفر ہے یا کبیرہ گناہ۔ اگر جادو میں کفریہ کلمات ہیں یا جادو حلال سمجھ کر کرتا یا سیکھتا یا سکھاتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے (ایضاً)۔

(311)۔ "الکہانت" یعنی کاہن کا پیشہ اختیار کرنا (زواجر)۔

(312)۔ العرافت یعنی نجوم کا پیشہ اختیار کرنا (زواجر)۔

(313)۔ الطیرہ یعنی بدفالی لینا (زواجر)۔

۔(314)۔ الطرق یعنی پرندوں کے ذریعہ فال نکالنا (زواجر)۔

۔(315)۔ التنجیم یعنی احوال عالم معلوم کرنے کیلئے ستاروں کو دیکھنا (اور اس پر یقین رکھنا) (زواجر)۔

۔(316)۔ العافیہ یعنی خط (لکیروں) کے ذریعے معلوم کرنا (زواجر)۔

۔(317)۔ کاہن یعنی جو اسرار الٰہی اور غیبی باتوں کے علم کا مدعی ہو اس کے پاس جانا (زواجر)۔

۔(318)۔ پیشہ نجوم رکھنے والے کے پاس جانا (زواجر)۔

۔(319)۔ فال نکالنے والے کے پاس جانا (زواجر)۔

۔(320)۔ ستاروں کو دیکھ کر احوال عالم معلوم کرنے والے کے پاس جانا (زواجر)۔

۔(321)۔ بدفالی لینے والے کے پاس جانا بدفالی نکالنے کے لئے (زواجر)۔

۔(322)۔ خط و لکیروں کے ذریعہ معلوم کرنے والے کے پاس خط لگوانے کے لئے جانا (زواجر)۔

۔(323)۔ امام یعنی بادشاہ وقت اگرچہ وہ ظالم ہو اس کے خلاف بغیر کسی وجہ کے یا ایسی وجہ کے ساتھ جس کا باطل ہونا یقینی ہو بغاوت کرنا (سورۃ شوریٰ آیت 42، زواجر)۔

۔(324)۔ کسی دنیوی مقصد کے فوت ہونے کی وجہ سے امام یعنی امیر المؤمنین بادشاہ وقت سے بیعت توڑنا (بخاری، مسلم)۔

۔(325)۔ بادشاہت یا وزارت کو قبول کرنا جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ خیانت کا مرتکب ہوگا (بخاری، نسائی)۔

۔(326)۔ بادشاہت یا وزارت مانگنا اپنی خیانت یا عزم خیانت کو جانتے ہوئے (زواجر)۔

۔(327)۔ اور اس پر مال خرچ کرنا اپنی خیانت یا عزم خیانت جانتے ہوئے یعنی بادشاہت یا وزارت حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرنا (بخاری، نسائی)۔

۔(328)۔ کسی ظالم یا فاسق کو مسلمانوں کے کسی معاملہ میں حاکم مقرر کرنا (زواجر)۔

۔(329)۔ نیک شخص کو ہٹا کر اس سے کم درجہ والے کو حاکم مقرر کرنا (زواجر)۔

۔(330)۔ بادشاہ، امیر یا قاضی کا اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(331)۔ اور ان کا ضرورت مندوں کی اہم ضروریات کو خود یا نائب کے ذریعہ پورا نہ کرنا (زواجر)۔

۔(332)۔ بادشاہوں اور وزیروں اور قاضیوں (ججوں) وغیرہ کا کسی مسلمان یا ذمی پر مال کھا کر یا مار کر یا گالی وغیرہ دے کر یا کسی طرح بھی ظلم کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(333)۔ مظلوم کی مدد پر قادر ہونے کے باوجود مدد نہ کرنا (زواجر)۔

۔(334)۔ ظالموں کے پاس جانا ان کے ظلم سے رضامند ہو کر (زواجر)۔

۔(335)۔ ظلم پر ظالموں کی مدد کرنا (زواجر)۔

۔(336)۔ ظالموں کی طرف جھوٹی شکایت لے جانا (ایضاً)۔

۔(337)۔ کسی بدعتی یا فسادی آدمی کو پناہ دینا (یعنی ان کی اتنی حفاظت کرنا کہ کوئی ان سے حق لینے آئے تو روکنا) (مسلم، زواجر)۔

۔(338)۔ کسی مسلمان کو "اے کافر" کہنا جبکہ مقصود صرف گالی کے طور پر ہو (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(339)۔ کسی مسلمان کو "اے اللہ کے دشمن" کہنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(340)۔ اللہ تعالیٰ کی کسی حد میں سفارش کرنا (ابوداوٗد)۔

۔(341)۔ کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا اور اس کے عیب تلاش کرنا یہاں تک کہ اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا ہی کر دینا (زواجر)۔

۔(342)۔ مجمع میں نیکوں کی شکل ظاہر کرنا اور تنہائی میں حرام کاموں کا اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہی ہوں ارتکاب کرنا (زواجر)۔

۔(343)۔ حد قائم کرنے میں مداہنت یعنی ایک قسم کی بزدلی کرنا (بخاری، مسلم)۔

۔(344)۔ زنا کرنا (سورۃ اسراء آیت 32)۔

۔(345)۔ لوطت کرنا (زواجر)۔

۔(346)۔ یہی کام کسی جانور سے کرنا (زواجر)۔

۔(347)۔ اپنی یا کسی عورت سے لواطت کرنا (زواجر)۔

۔(348)۔ عورت کا عورت کے ساتھ (مرد کا عورت کے ساتھ کرنے کی طرح) کرنا (زواجر)۔

۔(349)۔ مشرک باندی سے شریک ساتھی کا وطی کرنا (زواجر)۔

۔(350)۔ اپنی مردہ بیوی سے وطی کرنا (زواجر)۔

۔(351)۔ بغیر ولی اور گواہوں کے کی ہوئی شادی میں وطی کرنا (زواجر)۔

۔(352)۔ نکاح متعہ میں وطی کرنا (زواجر)۔

۔(353)۔ اجرت پر لی ہوئی عورت سے وطی کرنا (زواجر)۔

ایک حدیث میں ہے کہ زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ چیزیں (نقصانات) ہیں۔ تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دنیا کے تین

نقصانات یہ ہیں زانی مرد اور عورت کے چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے، غربت پیدا ہوتی ہے، عمر کم (یعنی عمر میں برکت ختم) ہوتی ہے۔ آخرت میں پیش آنے والے نقصانات یہ ہیں اللہ تعالی کی ناراضگی، سختی سے حساب، دوزخ کا عذاب (زواجر)۔

زبان اور نفس کی حفاظت کی فضیلت۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں (زواجر)۔

۔(354)۔ چوری کرنا (سورۃ مائدہ آیت 38)۔ کبیرہ گناہ ہونے کے لئے اتنی چوری کرنا ضروری نہیں ہے جس سے ہاتھ کاٹنا ضروری ہو۔ بلکہ معمولی چوری کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے (زواجر)۔

۔(355)۔ راستہ میں ڈاکہ ڈالنا اگرچہ کسی کو قتل نہ کیا ہو یا مال بھی نہ لیا ہو (سورۃ مائدہ آیت33، ترمذی، مشکوۃ)۔

۔(356)۔ شراب پینا اگرچہ اس سے نشہ نہ آئے (زواجر)۔

۔(357)۔ کوئی نشہ آور چیز استعمال کرنا (زواجر)۔

۔(358)۔ ان کو نچوڑنا (زواجر)۔

۔(359)۔ نچوڑنے کو طلب کرنا (پینے کی نیت سے) (زواجر)۔

۔(360)۔ اور اس کو اٹھانا (زواجر)۔

۔(361)۔ اور اس کو پینے وغیرہ کیلئے اٹھوانا (زواجر)۔

۔(362)۔ اور وہ پلانا (زواجر)۔

۔(363)۔ اور وہ پلانے کے لئے مانگنا (زواجر)۔

۔(364)۔ اور شراب کا خریدنا بیچنا (زواجر)۔

۔(365)۔ خریدنے یا بیچنے کے لئے مانگنا (زواجر)۔

۔(366)۔ اور اس کی قیمت کھانا (زواجر)۔

۔(367)۔ شراب یا ہر جو نشہ آور چیز ہو اس کو روک رکھنا (زواجر)۔

اللہ تعالی نے قرآن الکریم میں شراب کا نجس ہونا، گندہ ہونا اور شیطانی کام ہونا ذکر فرما کر اس سے بچنے کا قطعی حکم دے دیا ہے (سورۃ مائدہ آیت 90)۔

۔(368)۔ بے گناہ پر قتل کے ارادے سے حملہ کرنا (زواجر)۔

(369)۔ یا مال چھیننے کے لئے حملہ کرنا (زواجر)۔

(370)۔ زنا کرنے کے لئے حملہ کرنا (زواجر)۔

(371)۔ یا ڈرانے دھمکانے کے لئے حملہ کرنا (زواجر)۔

(372)۔ کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر تنگ سوراخ وغیرہ سے دیکھنا یا جھانکنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

(373)۔ جو لوگ بات نہ بتانا چاہتے ہوں ان کی بات سننے کیلئے کان دھرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

(374)۔ بالغ ہونے کو بعد (مرد کا) ختنہ چھوڑے رکھنا (زواجر)۔

(375)۔ متعین جہاد چھوڑنا اس کی صورت یہ ہے کہ کافر دارلاسلام میں آگئے اور انہوں نے کسی مسلمان کو پکڑ لیا اور ان سے چھڑانا بھی ممکن ہے (مسلم، زواجر)۔

(376)۔ لوگوں کا بالکل جہاد چھوڑ ہی دینا (مسلم، زواجر)۔

(377)۔ اہل ولایت (حکومت والوں) کا اپنی سرحد مضبوط نہ کرنا جس کی وجہ سے کفار کے غالب آنے کا ڈر ہو (مسلم، زواجر)۔

(378)۔ نیکی کا حکم نہ کرنا (جبکہ جان یا مال کا خطرہ نہ ہو) (سورۃ مائدہ آیت 78 اور 79)۔

(379)۔ قدرت کے باوجود برائی سے نہ روکنا یعنی جبکہ جان یا مال کا خطرہ نہ ہو (سورۃ مائدہ آیت 78 اور 79)۔

(380)۔ اپنے قول و فعل میں مخالفت کرنا یعنی جو کہنا اس پر عمل نہ کرنا (سورۃ بقرۃ آیت 44)۔

(381)۔ سلام کا جوب نہ دینا (زواجر)۔ یہ اس وقت کبیرہ ہے جبکہ کسی مسلمان کو ہلکا سمجھنے یا سخت تکلیف کا سبب ہو ورنہ صغیرہ ہے (ایضاً)۔

(382)۔ انسان کا یہ چاہنا کہ میری تعظیم کے لئے لوگ کھڑے ہوں (ابوداؤد)۔ تعظیم و فخر کے لئے لوگوں کے لئے کھڑے ہونے کو پسند کرے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور مستحق وعید ہے ورنہ یعنی احتراماً اگر لوگ خود کھرے ہوں تو جائز ہے (زواجر)۔

(383)۔ جنگ سے بھاگنا یعنی ایک کافر یا اتنے کفار سے جو دگنے سے زائد نہ ہوں مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو یہ مستثنٰی ہے (سورۃ انفال آیت 6، زواجر)۔

(384)۔ طاعون سے بھاگنا (مسند احمد، زواجر)۔

(385)۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا (مسلم)۔

۔(386)۔ اور خیانت کرنے والے کو چھپانا یعنی پناہ دینا (ابوداؤد)۔
۔(387)۔ کسی امن والے کو یا ذمی کو یا جس سے صلح کر رکھی ہو ان میں سے کسی ایک کو قتل کرنا (ابن حبان فی صحیحہ، زواجر)۔
۔(388)۔ کسی امن والے کو یا ذمی کو یا جس سے صلح کر رکھی ہو ان میں سے کسی کے ساتھ دھوکہ کرنا (مسلم، زواجر)۔
۔(389)۔ کسی امن والے کو یا ذمی کو یا جس سے صلح کر رکھی ہو ان میں سے کسی کے ساتھ ظلم کرنا (مسلم، زواجر)۔
۔(390)۔ غیر مسلموں کو (راز دینے کے لئے) مسلمانوں کے اندرونی حالات بتانا (زواجر)۔
۔(391)۔ گھوڑے تکبر وغیرہ کے لئے رکھنا یا زرط یا جوئے کے ساتھ ان کی ریس کرانے کے لئے رکھنا (بخاری، مسلم)۔
۔(392)۔ شرط یا جوا لگا کر تیروں کے ساتھ تیری اندازی کا مقابلہ کرنا (زواجر)۔
۔(393)۔ تیراندازی سیکھ کر اس سے ایسا اعراض کرتے ہوئے چھوڑنا جس سے دشمن کا غلبہ یا مسلمانوں کی بےعزتی ہوتی ہو (مسلم)۔
۔(394)۔ جانتے ہوئے قصداً کسی کا حق مارنے کے لئے (یمین غموس جھوٹی) قسم کھانا (بخاری، مسلم)۔
۔(395)۔ عام جھوٹی قسم کھانا (ابن حبان، زواجر)۔
۔(396)۔ بہت زیادہ قسمیں کھانا اگرچہ سچا ہو (ابن حبان، زواجر)۔
۔(397)۔ امانت کی قسم کھانا (ابوداؤد)۔
۔(398)۔ بتوں کی قسم کھانا (مسلم)۔
۔(399)۔ بے اصولی باتیں کرنے والے کا یہ کہنا کہ اگر میں یہ کروں تو میں کافر یا میں اسلام یا نبی آخرالزماں ﷺ سے بری۔ نعوذ باللہ من ذلک (مسلم، زواجر)۔
۔(400)۔ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھانا (بخاری، مسلم)۔
۔(401)۔ نذر پوری نہ کرنا چاہے وہ نذر ثواب کی ہو یا شرط پائے جانے کی وجہ سے لازم ہو (زواجر)۔ یعنی کسی نے یوں نذر مانی کے میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اللہ کے لئے اتنی رکعت نفل پڑھوں گا یا نفلی روزے رکھوں گا یا کچھ خیرات کروں گا۔ اب اگر اس کا کام ہو گیا تو جس قدر نذر مانی تھی اس کا پورا کرنا واجب ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہو گا۔
۔(402)۔ عہدہ قضاء سپرد کرنا (یعنی جج بنانا) ایسے شخص کو جو خیانت یا ظلم وغیرہ کرے (سورۃ مائدہ آیت 47)۔
۔(403)۔ (نااہل ہوتے ہوئے) عہدہ قضا کی ذمہ داری لینا ایسے شخص کا جو جانتا ہو کہ خیانت یا ظلم وغیرہ کرے گا (بخاری،

مسلم)۔

۔(404)۔ اس شخص کا عہدہ قضا مانگنا جو اپنے متعلق خیانت یا ظلم وغیرہ جانتا ہو (بخاری، مسلم)۔

۔(405)۔ جہالت سے فیصلہ کرنا (ابوداؤد، ترمذی)۔

۔(406)۔ ظالمانہ فیصلہ کرنا (ابوداؤد، ترمذی)۔

۔(407)۔ ناحق اور باطل شخص کی مدد کرنا (ابوداؤد)۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے جھگڑے میں ناحق کسی کی مدد کی تو وہ مستحق ہوا اللہ کے غضب کا (ایضاً)۔

۔(408)۔ قاضی اور حاکم کا حق تعالی کو ناراض کرکے رعایا کو راضی کرنا (ابن حبان، زواجر)۔

۔(409)۔ رشوت لینا اگرچہ صحیح فیصلہ پر ہو (سورۃ بقرہ آیت 188، زواجر)۔

۔(410)۔ ناحق رشوت دینا (سورۃ بقرہ آیت 188، زواجر)۔

۔(411)۔ رشوت لینے والے اور دینے والے کے درمیان کوشش کرنا (سورۃ بقرہ آیت 188، زواجر)۔

۔(412)۔ کسی کے حاکم یا حکم بنانے پر رشوت لینا (سورۃ بقرہ آیت 188، زواجر)۔

۔(413)۔ حکم اور فیصل بننے پر رشوت دینا۔ اس طرح کہ اس کا فیصل (جج) بننا متعین نہ ہو اور مال خرچ کرکے فیصل بننا ضروری نہ ہو ورنہ گناہ کبیرہ نہ ہوگا (سورۃ بقرہ آیت 188، زواجر)۔

۔(414)۔ اپنی سفارش کی وجہ سے ہدیہ قبول کرنا (ابوداؤد، زواجر)۔ بعض ائمہ نے اس کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے مگر یہ اس وقت کبیرہ بنے گا جبکہ ناجائز کام میں سفارش کے مقابلہ میں مال ہو (زواجر)۔

۔(415)۔ ناحق یا بغیر علم کے جھگڑا کرنا جیسے ججوں کے وکیل (بخاری، زواجر)۔

۔(416)۔ حق مانگنے کے لئے جھگڑنا مگر ساتھ سخت جھگڑا ظاہر کرنا اور مد مقابل کو تکلیف پہنچانا اور اس پر مسلط ہی ہوجانا (بخاری، زواجر)۔

۔(417)۔ محض ضد کے طور پر جھگڑا کرنا مدمقابل پر غلبہ پانے کے لئے اور اس کو کمزور کرنے کے لئے (بخاری، زواجر)۔

۔(418)۔ بغیر کسی مقصد کے گفتگو میں خلل ڈالنے کے لئے طعنہ مارنا (بخاری، زواجر)۔

۔(419)۔ مختلف مذاہب کے متعلق (بلاوجہ) بری گفتگو کرنا (بخاری، زواجر)۔

۔(420)۔ تقسیم کرنے والے کا اپنی تقسیم میں ظلم کرنا (زواجر)۔

۔(421)۔ قیمت لگانے والے کا قیمت لگانے میں ظلم کرنا (زواجر)۔

۔(422)۔ جھوٹی گواہی دینا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(423)۔ جھوٹی گواہی قبول کرنا (بخاری، مسلم، زواجر)۔

۔(424)۔ بلا عذر گواہی چھپانا (سورۃ بقرہ آیت 283)۔

۔(425)۔ وہ جھوٹ جس میں حد یا کوئی نقصان ہو (سورۃ ہود آیت 18)۔

۔(426)۔ شرابیوں وغیرہ فاسقوں کیساتھ بطور محبت بیٹھنا اٹھنا (زواجر)۔

۔(427)۔ علماء و فقہاء کا فساق کے ساتھ مجالست کرنا۔ یہ بھی بعض نے کبیرہ شمار کیا ہے کیونکہ فاسقوں فاجروں کے ساتھ جب قاری حضرات یا علماء کرام باربار ملیں جلیں گے تو لازماً ان سے انس پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے کاموں کی طرف میلان ہوگا۔ احتمال ہے کہ کہیں وہ بھی گناہ کرنے شروع نہ کردیں۔ بہر حال ساتھ یہ قید ہونی چاہئے کہ گناہ کو روکنے کی قدرت بھی ہے اختیار ہے پھر نہ روکنا یہ گناہ پر راضی ہونا ہے اور اس کو پختہ کرنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے (زواجر)۔

۔(428)۔ جوا کھیلنا خواہ اکیلا ہو یا کسی بازی کے ساتھ ہو (سورۃ مائدہ آیت 90 اور 91)۔

۔(429)۔ نرد (چوسر) کھیل کھیلنا (مسلم، ابوداؤد، زواجر)۔

۔(430)۔ شطرنج کھیل(یہ حنفیہ کے نزدیک گناہ ہے) امام شافعیؒ کے ہاں جوئے کے ساتھ شطرنج کھیلنا گناہ ہے یا اگر نماز کا وقت ہو تو بغیر جوئے کے کھیلنا بھی اس وقت امام شافعیؒ کے ہاں ناجائز ہے (زواجر)۔

۔(431)۔ باجا بجانا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(432)۔ باجا سننا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(433)۔ بانسری بجانا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(434)۔ بانسری سننا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(435)۔ طبلہ بجانا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(436)۔ طبلہ سننا (زاجر، معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)۔

۔(437)۔ کسی معین یا غیر معین لڑکے کے حسن و جمال کو اس طرح یاد کرنا کہ میرا اس کے ساتھ عشق ہے (زواجر)۔

۔(438)۔ کسی خاص اجنبی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا اگرچہ فحش حرکتوں والا نہ ہو (زواجر)۔

۔(439)۔ عورت کو متعین کئے بغیر فحش حرکتوں کا تذکرہ کرنا (زواجر)۔

۔(440)۔ عشق و محبت والے اشعار پڑھنا (زواجر)۔

۔(441)۔ اسی طرح ایسے شعر کہنا جن میں فحش (بے حیائی) ہو (زواجر)۔
۔(442)۔ ایسے شعر کہنا جن میں بہت گندہ جھوٹ ہو (زواجر)۔
۔(443)۔ اس قسم کے شعر پڑھنا اور ان کو عام کرنا (زواجر)۔
۔(444)۔ شعر میں حد سے بڑھ کر کسی کی تعریف کرنا جیسے جاہل کو عالم اور یا فاسق کو عادل بنادینا (زواجر)۔
۔(445)۔ ایسے شعار سے کمائی کرنا جن میں اکثر وقت لگتا ہو اور برائی و فحش میں مبالغہ کرتا ہو جب اس کو کوئی مال وغیرہ نہ دے تو اس کی برائی شروع کردے (زواجر)۔
۔(446)۔ ایک صغیرہ گناہ کو باربار کرنا یا کئی صغیرہ گناہ کرنا (زواجر)۔
۔(447) کبیرہ گناہ سے توبہ نہ کرنا (سورۃ نور آیت 31)۔
۔(448)۔ کسی انصاری کے ساتھ بغض کرنا (بخاری، زواجر)۔
۔(449)۔ کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (زواجر)۔
۔(450)۔ کسی پر دعویٰ کرنا کہ یہ چیز میری ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ میری نہیں ہے (زواجر)۔
۔(451)۔ شرعی اجازت کے بغیر آزاد شدہ غلام سے خدمت لینا۔ جیسا کہ چھپ کر اس کو آزاد کردے اور مسلسل اس سے خدمت لیتا رہے (زواجر)۔
۔ ۵۹ سے لیکر ۴۵۱ تک جو گناہ ذکر ہوئے یہ سب ظاہری کبیرہ گناہ ہیں۔

گناہ صغیرہ

علامہ ابن نجیم مصری حنفیؒ نے ۱۲۵ صغیرہ گناہ لکھے ہیں (علامہ ابن نجیم مصری حنفیؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئی گی)۔ یہاں بطور مثال ۵۰ لکھے جاتے ہیں اور یاد رہے کہ باقی ۷۵ میں سے اکثر وہ ہیں جن کو ابن حجر مکیؒ نے زواجر میں کبیرہ شمار کیا ہے۔ لیکن ساتھ ابن حجر مکیؒ نے قیدیں وغیرہ بھی لگائی ہیں کہ یہ گناہ اگر اس طرح ہو تو کبیرہ بنے گا ورنہ نہیں۔ نہ یہ کہ مطلقاً ہر صغیرہ گناہ کو ابن حجر مکیؒ نے کبیرہ شمار کرلیا ہو (ایسا نہیں ہے) یہی وجہ ہے کے آگے لکھے جانے والے ۵۰ صغیرہ گناہ ابن حجر مکیؒ نے نہیں لئے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ چھوٹا گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہی بن جاتا ہے۔

۔(1)۔ وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔
۔(2)۔ نماز میں با اختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔
۔(3)۔ صوم و صال یعنی اس طرح نفل روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔
۔(4)۔ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خریدوفروخت کرنا۔ جبکہ دوسری اذان کے بعد حرام ہے۔
۔(5)۔ شوقیہ کتا پالنا۔ شکار کے لئے یا کھیت باغ گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے تو جائز ہے۔
۔(6)۔ شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔
۔(7)۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔
۔(8)۔ نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبع کے خلاف لٹکانا۔
۔(9)۔ بحالت جنابت اذان دینا۔
۔(10)۔ بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔
۔(11) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کرکے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔
۔(12)۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔
۔(13)۔ مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔
۔(14)۔ زکوۃ ردی مال سے ادا کرنا۔
۔(15)۔ سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔
۔(16)۔ حلال اور مذبوح (جو ذبح ہو چکا ہو) جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانہ اور غدود کا کھانا۔
۔(17)۔ نکاح شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا۔ اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں وٹہ سٹہ کہتے ہیں۔ جس میں دونوں لڑکیوں کا علیحدہ علیحدہ مقرر ہو وہ اس میں داخل نہیں یعنی جائز ہے۔
۔(18)۔ بیوی کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔
۔(19)۔ بیوی کو بلاوجہ اور بلا ضرورت بائن طلاق دینا بلکہ ضرورت کے وقت ایک رجعی طلاق دینی چاہئے۔
۔(20)۔ بحالت حیض طلاق دینا۔
۔(21)۔ جس مہر میں جماع کر چکا ہے اس میں طلاق دینا۔
۔(22)۔ مطلقہ بی بی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ کے) رجعت کرنا (بلکہ اول رجعت قول سے ہونی چاہئے) اس گناہ کے

متعلق علامہ ابن حجر مکیؒ نے یہ قید لگائی ہے کہ یہ گناہ اس وقت کبیرہ ہے جبکہ رجوع کرنے سے پہلے وطی کی حرمت کا قائل ہو یا ان کا مقلد ہو۔

(23)۔ اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا۔ ہاں کسی لڑکے یا لڑکی میں علم و صلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دیدے تو مضائقہ نہیں۔

(24)۔ جس شخص کے پاس مال حرام زیادہ حلال کم ہو اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔

(25)۔ مغصوبہ یعنی غصب کی ہوئی زمین کی پیداوار سے کھانا۔

(26)۔ مغصوبہ یعنی غصب کی ہوئی زمین میں داخل ہونا اگرچہ نماز ہی کیلئے ہو۔

(27)۔ غیر کی زمین میں بغیر اس کی اجازت سے چلنا جبکہ اسکو اپنی زمین میں کسی کے چلنے پر اعتراض نہ ہو۔

(28)۔ کسی حربی کافر یا مرتد کو تین روز تک توبہ کرکے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کردینا۔

(29)۔ عورت مرتدہ کو قتل کرنا۔

(30)۔ نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو اس کو موخر کرنا یا چھوڑدینا۔

(31)۔ نماز کے لئے کسی خاص سورت کی تلاوت کو مقرر کرنا۔

(32)۔ جنازہ کی چارپائی کو چوڑائی کے رخ پر ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔

(33)۔ بغیر ضرورت کے دوآدمیوں کو ایک قبر میں دفن کردینا۔

(34)۔ دانتوں کو سونے کے تاروں سے (بلا ضرورت) باندھنا۔

(35)۔ مردہ کے چہرہ کو (شہوت سے) بوسہ دینا۔

(36)۔ کافر کو بلا ضرورت ابتداءً سلام کرنا۔ ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں "وعلیک" یا "ہداک اللہ" کہنا چاہیئے۔

(37)۔ مخالف اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا جبکہ ان سے لڑائی ہو۔

(38)۔ خصی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا۔

(39)۔ بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔

(40)۔ اپنا دل بہلانے کے لئے گانا۔

(41)۔ کسی عبادت کو شروع کرکے باطل کرنا۔

(42)۔ اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا۔

(43)۔ عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کا ہاتھ چومنا۔
(44)۔ تلاوت قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً کھڑا کرنا۔
(45)۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا۔
(46)۔ اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا۔
(47)۔ تلاوت قرآن پاک کرنا بحالت جنابت یا حیض و نفاس۔
(48)۔ بے فائدہ کلام کرنا۔
(49)۔ ہنسی دل لگی میں افراط و زیادتی کرنا۔
(50)۔ کسی ذمی غیر مسلم کو اے کافر کہہ کر خطاب کرنا جب کہ غیر مسلم کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔ اگر کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر بلائے گا تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا۔

یہاں احمد بن محمد بن حجر المکی الھیتمیؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ و صغیرہ کی تفصیل مکمل ہوئی۔

علامہ ابن نجیمؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ و صغیرہ

علامہ ابن نجیمؒ نے اپنے رسالہ صغائروکبائرمیں 200 سے زیادہ گناہ لکھے ہیں جن میں گناہ کبیرہ و صغیرہ شامل ہیں۔ یہ سارے گناہ مفتی محمد شفیعؒ کی کتاب: "گناہ بے لذت" میں بھی لکھے گئے ہیں۔ وہ سارے گناہ "کتاب: گناہ بے لذت" سے لئے جارہے ہیں اور وہ گناہ یہ ہیں۔

گناہ کبیرہ

(1)۔ زنا (عورت سے بد فعلی) کرنا۔
(2)۔ لواطت (لڑکے سے بد فعلی) کرنا۔
(3)۔ شراب پینا اگرچہ ایک قطرہ ہو اسی طرح تاڑی گانجھ بھنگ وغیرہ نشہ کی چیزیں پینا۔
(4)۔ چوری کرنا۔
(5)۔ پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔
(6)۔ ناحق کسی کو قتل کرنا۔

۔(7)۔ شہادت کو چھپانا جب کہ اس کے سوا اور کوئی شاہد نہ ہو۔
۔(8)۔ جھوٹی گواہی دینا۔
۔(9)۔ کسی کا مال غصب کرنا۔
۔(10)۔ میدان جہاد سے بھاگنا (جبکہ مقابلہ کی قدرت موجود ہو)۔
۔(11)۔ سود کھانا۔
۔(12)۔ یتیم کا مال ناحق کھانا۔
۔(13)۔ رشوت لینا۔
۔(14)۔ جھوٹی قسم کھانا۔
۔(15)۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔
۔(16)۔ قطع رحمی کرنا (قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا)۔
۔(17)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی قول یا فعل کو بلقصد جھوٹ منسوب کرنا۔
۔(18)۔ رمضان میں بلا عذر روزہ توڑنا۔
۔(19)۔ ناپ تول میں کمی کرنا۔
۔(20)۔ کسی فرض نماز کا اپنے وقت سے مقدم یا موخر کرنا۔
۔(21)۔ زکوۃ روزہ کو اپنے وقت پر نہ ادا کرنا (عذر و مرض کی صورت میں مستثنٰی ہے)۔
۔(22)۔ حج فرض ادا کئے بغیر مرجانا (اگر موت کے وقت وصیت کردی اور حج کا انتظام چھوڑا تو اس گناہ سے نکل گیا)۔
۔(23)۔ کسی مسلمان کو ظلما نقصان پہنچانا۔
۔(24)۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو برا کہنا۔
۔(25)۔ علماء اور حفظ قرآن کو برا کہنا ان کو بدنام کرنے کے درپے ہونا۔
۔(26)۔ کسی ظالم کے پاس کسی کی چغل خوری کرنا۔
۔(27)۔ دیاثت یعنی اپنی بیوی، بیٹی وغیرہ کو باختیار خود حرام میں مبتلا کرنا یا اس پر راضی ہونا۔
۔(28)۔ قیادت یعنی کسی اجنبی عورت کو حرام پر آمادہ کرنا اور اس کے لئے دلالی کرنا۔
۔(29)۔ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا۔

۔(30)۔ جادو سیکھنا اور سکھانا یا اس پر عمل کرنا۔

۔(31)۔ قرآن کو یاد کرکے بھلا دینا (یعنی باختیار خود لاپروائی سے بھلا دیں کسی مرض و ضعف سے ایسا ہو جائے وہ اس میں داخل نہیں) اور بعض علماء نے فرمایا کہ نسیان قرآن جو گناہ کبیرہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔

۔(32)۔ کسی جاندار کو آگ میں جلانا (سانپ، بچھو وغیرہ کی ایذا سے بچنے کی اگر کوئی اور صورت جلانے کے سوا نہ ہو تو مذائقہ نہیں)۔

۔(33)۔ کسی عورت کو اس کے شوہر کے پاس جانے اور حقوق شوہری ادا کرنے سے روکنا۔

۔(34)۔ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہونا۔

۔(35)۔ اللہ تعالی کے عذاب سے بے خوف ہونا۔

۔(36)۔ مردار جانور کا گوشت کھانا (حالت اضطرار مستثنٰی ہے)۔

۔(37)۔ خنزیر کا گوشت کھانا (حلات اضطرار مشثنٰی ہے)۔

۔(38)۔ چغل خوری کرنا۔

۔(39)۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کی غیبت کرنا۔

۔(40)۔ جوا کھیلنا۔

۔(41)۔ مال میں اسراف (مصلحت و ضرورت سے زائد خرچ کرنا)۔

۔(42)۔ زمین میں فساد پھیلانا۔

۔(43)۔ اپنی عورت کو ماں بیٹی کے مثل کہنا جس کو عربی میں ظہار کہا جاتا ہے۔

۔(44)۔ ڈاکہ زنی کرنا۔

۔(45)۔ کسی صغیرہ گناہ پر مداومت کرنا۔

۔(46)۔ معاصی پر کسی کی اعانت کرنا یا گناہ پر آمادہ کرنا۔

۔(47)۔ کسی حاکم کا حق سے عدول کرنا۔

۔(48)۔ لوگوں کو گانا سنانا اور عام طور پر عورت کا گانا سنانا۔

۔(49)۔ لوگوں کے سامنے ستر کھولنا۔

-(50)۔ کسی حق واجب کے ادا کرنے میں بخل کرنا۔

-(51)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل کہنا۔

-(52)۔ خودکشی کرنا یا اپنے کسی عضو کو باختیار خود تلف کرنا اور یہ دوسرے کو قتل کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے (ابوداؤد)۔

-(53)۔ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا۔

-(54)۔ صدقہ (ہدیہ) دے کر احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا۔

-(55)۔ قضا و قدر (تقدیر) کا انکار کرنا۔

-(56)۔ اپنے امیر سے غداری کرنا۔

-(57)۔ نجومی یا کاہن کی تصدیق کرنا۔

-(58)۔ لوگوں کے نسب پر طعنے دینا۔

-(59)۔ کسی مخلوق کے لئے بطور نذر تقرب جانور کی قربانی کرنا۔

-(60)۔ تہبند یا پاجامہ وغیرہ کا ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچا لٹکانا (یہ حکم مردوں کے لئے ہے)۔

-(61)۔ کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو بلانا یا کوئی بری رسم نکالنا۔

-(62)۔ اپنے بھائی مسلمان کی طرف تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا۔

-(63)۔ جھگڑے لڑائی کا خوگر ہونا۔

-(64)۔ غلام کو خصی بنوانا یا اس کے عضاء کو کٹوانا یا اس کو سخت تکلیف دینا۔

-(65)۔ احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا۔

-(66)۔ ضرورت سے زیادہ پانی میں بخل کرنا۔

-(67)۔ حرم محترم میں الحادوگمراہی پھیلانا (یہ ہر جگہ گناہ ہے مگر حرم میں اشد ہے)۔

-(68)۔ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو تلاش کرنا اور ان کے درپے ہونا۔

-(69)۔ چوسر کھیلنا یا طبلہ سارنگی وغیرہ بجانا اور ہر ایسا کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

-(70)۔ بھنگ کھانا پینا۔

-(71)۔ مسلمان کا کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

۔(72)۔ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے حقوق میں برابری نہ کرنا۔
۔(73)۔ استمنا بالید (اپنے ہاتھ سے مشت زنی کرکے شہوت پوری کرنا)۔
۔(74)۔ حائضہ عورت سے جماع کرنا۔
۔(75)۔ مسلمانوں پر اشیاء کی گرانی سے خوش ہونا۔
۔(76)۔ کسی جانور گائے بکری وغیرہ سے جماع کرنا۔
۔(77)۔ عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔
۔(78)۔ کسی کھانے کو برا کہنا (بنانے یا پکانے کی خرابی بیان کرنا اس میں داخل نہیں)۔
۔(79)۔ گانے بجانے کے ساتھ رقص کرنا۔
۔(80)۔ دنیا کی محبت یعنی دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا۔
۔(81)۔ بے ریش لڑکے کی طرف شہوت سے نظر رکھنا۔
۔(82)۔ کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا۔
۔(83)۔ دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا۔

گناہ صغیرہ

۔(1)۔ غیر محرم عورت کی طرف بہ قصد دیکھنا۔
۔(2)۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں بیٹھنا یا اس کو ہاتھ لگانا۔
۔(3)۔ کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا۔
۔(4)۔ وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔
۔(5)۔ کسی مسلمان کی ہجو کرنا اگرچہ اشارہ کنایہ سے ہو اور بات سچی ہو۔
۔(6)۔ بالا خانہ وغیرہ پر بلا ضرورت چڑھنا جس سے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں۔
۔(7)۔ کسی مسلمان سے بلا عذر ترک تعلق رکھنا تین دن سے زائد۔
۔(8)۔ بغیر علم و تحقیق کے کسی کی طرف سے جھگڑا کرنا اور بعد علم و تحقیق کے خلاف حق پر جھگڑا کرنا۔
۔(9)۔ نماز میں باختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔

(10)۔ مرد کو ریشمی لباس پہننا۔

(11)۔ اکڑ کر اور اترا کر چلنا۔

(12)۔ کسی فاسق کے پاس بیٹھنا اٹھنا۔

(13)۔ مکروہ اوقات (طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت) میں نماز پڑھنا۔

(14)۔ ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) میں روزہ رکھنا۔

(15)۔ کسی مسجد میں نجاست داخل کرنا۔

(16)۔ مسجد میں کسی مجنون یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کی تلویث کا خطرہ ہو۔

(17)۔ پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے بیٹھنا۔

(18)۔ حمام میں بالکل ننگا ہو جانا اگر لوگوں کے سامنے نہ ہو۔

(19)۔ صوم و صال یعنی اس طرح روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

(20)۔ جس عورت سے ظہار کر لیا ہو کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس سے جماع کرنا۔

(21)۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا۔ بہت مجبوری ہجرت کرنا پڑے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

(22)۔ کھانے پینے کی ضروری چیزیں اناج وغیرہ کو گرانی کے انتظار میں روکنا۔

(23)۔ کسی چیز کا معاملہ دو شخصوں میں خرید و فروخت کا ہو رہا ہے یا کسی کی منگنی کسی جگہ لگی ہے اس کا جواب ہونے سے پہلے اس کی خریداری یا اس پیغام میں رکاوٹ ڈالنا۔

(24)۔ گاؤں والے جو مال شہر میں بیچنے کے لئے لائیں اس کو بطور آڑہت کے فروخت کرنا۔

(25)۔ شہر میں آنے والے مال کو بازار میں آنے سے پہلے شہر سے باہر جا کر فروخت کرنا۔

(26)۔ جمعہ کی اذان کے بعد بیع و شراء کرنا۔

(27)۔ سودے کے عیب کو اس کی بیع کے وقت چھپانا۔

(28)۔ شوقیہ کتا پالنا شکار کے لئے یا کھیت، باغ، گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے تو جائز ہے۔

(29)۔ شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

(30)۔ شطرنج کھیلنا۔

(31)۔ شراب کی خرید و فروخت کرنا۔

(32)۔ معمولی چیزیں ایک دو لقمہ کی چوری کرنا۔

(33)۔ حدیث سنانے یا بتلانے پر اجرت ٹھہرانا۔

(34)۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(35)۔ غسل خانے یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا۔

(36)۔ نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبعی کے خلاف لٹکانا۔

(37)۔ بحالت جنابت (حاجت غسل) اذان دینا۔

(38)۔ بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔

(39)۔ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔

(40)۔ نماز میں ایک لمبی چادر میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ نکالنا مشکل ہو۔

(41)۔ نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیل کرنا۔ یعنی بلا ضرورت کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا۔

(42)۔ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کرکے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

(43)۔ نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا۔

(44)۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

(45)۔ مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔

(46)۔ روزہ کی حالت میں اپنی بی بی کے ساتھ مباشرت (ننگے ہو کر لپٹنا)۔

(47)۔ روزہ میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا جبکہ اس کو حد سے بڑھنے کا خطرہ ہو۔

(48)۔ زکوۃ ردی مال سے ادا کرنا۔

(49)۔ جانور کو پشت کی طرف سے ذبح کرنا۔

(50)۔ سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔

(51)۔ مچھلی کے سوا کوئی دوسرا جانور مرا ہوا کھانا۔

(52)۔ حلال اور مذبوح جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانہ اور غدود کا کھانا۔

(53)۔ حکومت کی طرف سے بلا ضرورت چیزوں کا بھاؤ مقرر کرنا۔

(54)۔ لڑکی عاقلہ بالغہ کا نکاح خود بال اجازت ولی کرنا (جبکہ ولی بلا وجہ نکاح میں مانع نہ ہو)۔

۔(55)۔ نکاح شغار یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں آنٹا سانٹا کہتے ہیں اس میں دونوں لڑکیوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہوتا ہے وہ اس میں داخل نہیں جائز ہے۔

۔(56)۔ زوجہ کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔

۔(57)۔ زوجہ کو بلا ضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ رجعی طلاق دینا چاہئے جب بھی طلاق کی نوبت آئے)۔

۔(58)۔ بحالت حیض طلاق دینا (خلع کی صورت مستثنٰی ہے)۔

۔(59)۔ جس طہر میں جماع کرچکا ہے اس میں طلاق دینا۔

۔(60)۔ مطلقہ بیوی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ کے) رجعت کرنا (بلکہ اول رجعت قول سے ہونی چاہئے)۔

۔(61)۔ عورت کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے ایلاء کرنا یعنی اس کے پاس جانے سے قسم کھانا۔

۔(62)۔ عورت کو تکلیف پہنچانے اور عدت طویل کرنے کے خیال سے رجعت کرنا۔

۔(63)۔ اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے میں علم و صلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دے دیں تو مضائقہ نہیں)۔

۔(64)۔ قاضی و حاکم کا مقدمہ کے فریقین کے ساتھ نشست میں یا اپنی توجہ میں برابری نہ کرنا۔

۔(65)۔ بادشاہ کا انعام قبول کرنا۔

۔(66)۔ جس شخص کے پاس مال حرام زیادہ حلال کم ہو اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔

۔(67)۔ مغصوبہ زمین کی پیداوار سے کھانا۔

۔(68)۔ مغصوبہ زمین میں داخل ہونا اگرچہ نماز ہی کے لئے ہو۔

۔(69)۔ غیر کی زمین مین بدون اس کی اجازت کے چلنا۔

۔(70)۔ کسی جانور کا مثلہ کرنا یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹنا۔

۔(71)۔ کسی حربی کافر مرتد کو تین روز تک توبہ کرکے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کردینا۔

۔(72)۔ عورت مرتدہ کو قتل کرنا۔

۔(73)۔ نماز میں جو سجدہ تلاوت واجب ہو اس کو موخر کرنا یا چھوڑدینا۔

۔(74)۔ نماز کے لئے کسی خاص سورت کی قرات کو مقرر کرنا۔

۔(75)۔ جنازہ کی چارپائی کو ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔

۔(76)۔ بغیر ضرورت کے دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔
۔(77)۔ جنازہ کی نماز مسجد کے اندر پڑھنا (علی روایتہ التحریم)۔
۔(78)۔ کسی تصویر کے سامنے دائیں بائیں ہوتے ہوئے نماز پڑھنا یا اس پر سجدہ کرنا۔
۔(79)۔ دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا۔
۔(80)۔ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔
۔(81)۔ مردہ کے چہرے کو بوسہ دینا۔
۔(82)۔ کافر کو بلا ضرورت ابتداء سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں ولیک یا ہداک اللہ کہنا چاہئے)۔
۔(83)۔ مخالف اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا۔
۔(84)۔ خصی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا۔
۔(85)۔ بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔
۔(86)۔ اپنا دل بہلانے کے لئے گانا (متعمد قول کے موافق)۔
۔(87)۔ کسی عبادت کو شروع کرکے باطل کرنا۔
۔(88)۔ بیوی یا کنیز کے ساتھ کسی ایسے شخص کے ساتھ جماع کرنا جو عقل و ہوش رکھتا ہو اگرچہ سو رہا ہو۔
۔(89)۔ کسی عامر و حاکم کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا۔
۔(90)۔ لوگوں کا راستہ تنگ کر کے کھڑا ہونا یا راستہ پر بیٹھ جانا۔
۔(91)۔ اذان سننے کے بعد گھڑ میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا۔
۔(92)۔ پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ کھانا (روزہ یا مہمان کی وجہ سے کچھ زیادہ کھایا جائے وہ مستثنٰی ہے)۔
۔(93)۔ بغیر بھوک کے کھانا (کسی مرض کے سبب بھوک نہ لگے تو قوت کے لئے غذا ضروری ہو تو وہ مستثنٰی ہے)۔
۔(94)۔ عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کے ہاتھ چومنا۔
۔(95)۔ محض ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا (مخاطب کے بہرہ ہونے یا دور ہونے کے سبب زبان کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کردے تو مضائقہ نہیں)۔
۔(96)۔ تلاوت قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیما کھڑا ہونا۔
فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل گناہ بھی صغائر میں داخل ہیں۔

۔(97)۔ مسلمان سے بدگمانی کرنا۔

۔(98)۔ حسد کرنا۔

۔(99)۔ گانا سننا۔

۔(100)۔ جنابت (غسل کی حاجت) والے کا مسجد میں بلا عذر بیٹھنا۔

۔(101)۔ کسی مسلمان کی غیبت سن کر سکوت کرنا۔

۔(102)۔ تکبر و خود پسندی کرنا۔

۔(103)۔ مصیبت پر آواز کے ساتھ چلا کر رونا اور سینہ کوبی وغیرہ کرنا۔

۔(104)۔ جو لوگ کسی شخص کی امامت سے ناراض ہوں ان کی امامت کرنا اگرچہ ان کی ناراضی بے وجہ ہو اور اس میں عیب نہ ہوں۔

۔(105)۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا۔

۔(106)۔ مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا۔

۔(107)۔ مسجد کی چھت پر نجاست ڈالنا۔

۔(108)۔ راستہ میں نجاست ڈالنا۔

۔(109)۔ اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا۔

۔(110)۔ تلاوت قرآن پاک بحالت جنابت یا حیض و نفاس۔

۔(111)۔ لغو و باطل چیزوں میں وقت ضائع کرنا، مثلا سلاطین کے نازو نعمت کا تذکرہ کرنا۔

۔(112)۔ بے فائدہ کلام کرنا۔

۔(113)۔ کسی کی مدح میں مبالغہ کرنا۔

۔(114)۔ کلام میں بتکلف قافیہ بندی یا زور دار بنانے کے لئے تصنع کرنا۔

۔(115)۔ گالی گلوج اور زبان درازی کرنا۔

۔(116)۔ ہنسی دل لگی میں افراط (زیادتی کرنا)۔

۔(117)۔ کسی کے بھید کو ظاہر کرنا۔

۔(118)۔ احباب و اصحاب کے حق میں کو تاہی کرنا۔

۔(119)۔ وعدہ کرتے وقت ہی دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ نہ ہونا۔

۔(120)۔ دینی امور کی بے حرمتی کے بغیر زیادہ غصہ کرنا۔

۔(121)۔ بے حمیتی کرنا یعنی اپنے عزیز و قریب دوست کو باوجود قدرت کے ظلم سے نہ بچانا۔

۔(122)۔ زکوۃ یا حج کو بلا عذر کے موخر کرنا (اور بعض کے نزدیک یہ کبائر میں داخل ہے)۔

۔(123)۔ سستی کی وجہ سے جماعت ترک کرنا۔

۔(124)۔ خلاف حق جنبہ داری کرنا۔

۔(125)۔ کسی ذمی غیر مسلم کو "اے کافر" کہہ کر خطاب کرنا جب کہ اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔

۔(126)۔ ان لفظوں سے دعا کرنا "بمقعد العزمن عرشک" یا "بحق فلاں"۔

علامہ ابن حجرؒ نے تقریبا 500 گناہ لکھے ہیں اور علامہ ابن نجیمؒ نے 200 سے زیادہ۔ یہ اختلاف بظاہر صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف کے اختلاف پر مبنی ہے۔

یہاں علامہ ابن نجیمؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ و صغیرہ کی تفصیل مکمل ہوئی۔

علامہ ابن حجرؒ اور علامہ ابن نجیمؒ کے بیان کردہ گناہ کبیرہ و صغیرہ کا اچھی طرح سے مطالعہ کر لیا جائے تو انشاءاللہ گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کو پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

اللہ تعالی کی دوستی و رفیقی

اللَّـهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۲۵۷)۔

اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف

جس کے حال پر اللہ تعالی کی عنایت ہو تو غلطی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کچھ دوستی و رفیقی مخالفت کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے مگر حقیقی دوستی و رفیقی وہ ہوتی ہے جس کو مخالفت بھی توڑ نہیں سکتی۔

بھائیوں اور بہنوں اگر ہم سے کڑوڑوں اور کھربوں گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ بھی سرزد ہو جائے تو ایک بار پیارے اللہ سے

توبہ کرنے پر مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی ہمارے ان سارے گناہوں کو بخش دے گے۔ نہ صرف ہمارے ان کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کو بخش دے گے بلکہ ان سب گناہوں کو نیکیوں میں بدل دینے پر قادر ہے ہمارے رب اللہ تعالی۔۔

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کے سارے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کو معاف فرما۔۔ اے اللہ آپ ان سارے گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے پر اور ان کا خوب بڑا اجر دینے پر قادر ہے۔۔

اے اللہ ہم سچے دل سے نیت و ارادہ کرتے ہیں کہ ہم آپ سے راضی ہیں پس آپ ہم سے ہمیشہ کیلئے راضی ہو جائے۔۔ آمین۔

یہاں پر اعمال کی تفصیل بھی مکمل ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ لفظ عبادت کا مفہوم بھی واضح ہو چکا ہے۔

شرک

شرک کا موضوع شروع کرنے سے پہلے یہ بہتر ہو گا کہ جو کچھ اب تک اس کتاب میں گزر چکا ہیں ان سب کو اسی ترتیب سے سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو شرک کا موضوع انشاءاللہ خوب اچھی طرح سے سمجھ آجائے گا۔

شرک کے بارے میں قرآن الکریم یہ کہہ رہا ہیں۔۔

وَاعْبُدُوا اللَّـهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (سورۃ نساء آیۃ ۳۶)۔

اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو

إِنَّ اللَّـهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّـهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا

(سورۃ نساء آیۃ ۴۸)۔

بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا

إِنَّ اللَّـهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّـهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

(سورۃ نساء آیۃ ۱۱۶)۔

بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی اور کو بخشتا ہے اس کو سوا جس کو چاہے جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور جا پڑا

مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللَّـهِ مِن شَيْءٍ (سورة يوسف آية ٣٨)۔

ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو

قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّـهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ (سورة رعد آية ٣٦)۔

کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا

وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّـهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (سورة حج آية ٣١)۔

اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خوار یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دوسرے مکان میں

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا (سورة نور آية ٥٥)۔

میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّـهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (سورة لقمان آية ١٣)۔

اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے

اللہ تعالی کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے۔ شرک کی دو اقسام ہیں۔ شرک اکبر اور شرک اصغر۔

شرک اکبر

شرک اکبر کو شرک جلیّ، شرک اعتقادی اور شرک فی الحقوق بھی کہتے ہیں۔ شرک اکبر وہ شرک ہے جس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے لئے تجدید ایمان لازم ہے۔ تجدید ایمان کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی۔ شرک اکبر کی دو اقسام ہیں۔

شرک فی الذات

شرک فی الذات شرک اکبر کی پہلی قسم ہے۔ ہم نے پہلے مرحلہ میں اور تیسرے مرحلے میں عقائد میں "اللہ تعالی پر ایمان" کے عقیدہ میں اللہ تعالی کے بارے میں یہ جانا تھا کہ۔۔

۔۱۔۔ اللہ تعالی کا اسم اللہ ہے۔

۔۲۔۔ اللہ تعالی کا کوئی شریک (ماں باپ، اولاد، رشتہ دار، ساتھی وغیرہ) نہیں۔

۔۳۔۔ اللہ تعالی جیسی اور کوئی ذات نہیں۔

۔۴۔۔ اللہ تعالی سب کے(سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) معبود ہے۔

۔۵۔۔ اللہ تعالی سب کے (سارے جہانوں کے اور جو کچھ ان میں ہیں) پالنے والے بھی ہے۔

شرک فی الذات کی چار اقسام ہیں۔

شرک فی الواحدانیت۔۔ یہ شرک فی الذات کی پہلی قسم ہے۔ اللہ تعالی کے کوئی ماں، باپ، اولاد، رشتہ دار، ساتھی وغیرہ کوئی نہیں ہے یعنی اللہ تعالی وَاحِدٌ ہے۔ اللہ تعالی کی واحدانیت کے بارے میں تفصیل پہلے مرحلہ میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالی کی واحدانیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک فی الذات کہلاتا ہے۔ جیسے اس دنیا میں کچھ لوگ بتوں کو اللہ تعالی کا شریک ٹھہراتے ہیں، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی کا بیٹا ٹھہرایا، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالی کا بیٹا ٹھہرایا، کچھ لوگ اولیاءاللہ کو اللہ تعالی کا شریک ٹھہراتے ہیں وغیرہ یہ سب شرک فی الذات کی مثالیں ہیں۔

شرک فی التشبیہ۔۔ یہ شرک فی الذات کی دوسری قسم ہے۔ اللہ تعالی جیسا اور کوئی نہیں یعنی اللہ تعالی اَحَدٌ ہے۔ اللہ تعالی کی تشبیہ کے بارے میں کچھ تفصیل پہلے مرحلہ میں اور مکمل تفصیل تیسرے مرحلہ میں عقائد میں "اللہ تعالی کی تشبیہ کے بارے میں عقیدہ" میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالی کے بارے میں یہ کہنا یا ایسا عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی تھک سکتا ہے، اللہ تعالی سوتا ہے، اللہ تعالی کھاتا ہے وغیرہ یہ شرک فی التشبیہ کہلائے گا۔ اللہ تعالی جیسا کوئی نہیں ہے یعنی اللہ تعالی اَحَدٌ ہے۔ اس مرحلے میں عقائد میں "اللہ تعالی کی تشبیہ کے بارے میں عقیدہ" گزر چکا ہیں اس کو اچھی طرح سے پڑھ کر سمجھ لے۔

اللہ تعالی کی تشبیہ کے بارے میں نبی آخرالزماں ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہیں۔۔
تم صحیح سلامت بیٹھے ہو گے اور کہوں گے اللہ تعالی نے زمین بنائی، اللہ تعالی نے آسمان بنائے، اللہ تعالی نے پہاڑ بنائے وغیرہ اتنے میں شیطان تمہارے پاس آئے گا وہ تمہیں کہے گا (وسوسا ڈالے گا) کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالی کب سے اور کب تک رہے گے؟ کس چیز کے بنے ہوئے ہے اللہ تعالی؟ کہا سے نکلے ہے اللہ تعالی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب یہاں تک پہنچے تو اپنے بائیں طرف تھوکے **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھلے۔

شرک فی العبادت۔۔ یہ شرک فی الذات کی تیسری قسم ہے۔ اللہ تعالی اکیلے سارے جہانوں اور جو کچھ ان میں ہیں ان سب کے معبود ہے اس کی مکمل تفصیل پہلے مرحلے میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالی سب کے معبود ہے اور اللہ تعالی کی عبادت کیسے کی جاتی ہیں اس کی تفصیل اسی مرحلے میں گزر چکی ہیں۔ ہم نے اسی مرحلے میں یہ جانا کہ عبادت دو چیزوں کے مجموعہ کو کہتے ہے (عقائد اور اعمال) اور یہ کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت صرف اللہ تعالی کی کی جاتی ہیں۔ جیسے ابھی شرک فی الواحدانیت میں تفصیل آئی کے کچھ لوگ اللہ تعالی کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں جیسے بتوں کو، انبیاء علیہم السلام کو، اولیاء اللہ وغیرہ کو۔ یہی لوگ پھر ان کی عبادت بھی کرتے ہیں یعنی ان ہی کے بارے میں عقائد رکھتے ہیں اور ان ہی کے لئے اعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ شرک فی الواحدانیت کے ساتھ ساتھ شرک فی العبادت کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ چونکہ شرک فی الواحدانیت اور شرک فی العبادت دونوں شرک فی الذات کی اقسام ہیں لہذا ان لوگوں کو شرک فی الذات کا مرتکب کہا جاتا ہیں۔
مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں، اللہ تعالی کی واحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں، شرک فی التشبیہ کے بھی مرتکب نہیں ہوتے، عبادت میں عقائد بھی اللہ تعالی کے حکم کے مطابق رکھتے ہیں مگر اعمال کی عبادت میں اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ سجدہ صرف اللہ تعالی کے لئے کیا جاتا ہے اگر کوئی عبادت سمجھتے ہوئے اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے گا تو یہ شرک فی العبادت کہلائے گا، نذر (نذر کا معنی یہ ہیں کہ اگر میرا کوئی کام ہوجائے تو میں اتنے روزے رکھونگا یا اتنے سجدے کرونگا یا اتنے پیسے بانٹوں گا وغیرہ) صرف اللہ تعالی کے لئے مانگی جاتی ہیں اگر کوئی اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے عبادت سمجھتے ہوئے نذر مانگے گا تو یہ شرک فی العبادت کہلائے گا، ذبح صرف اللہ تعالی کے نام پر کیا جاتا ہے اگر کوئی اللہ تعالی کے نام کے علاوہ عبادت سمجھتے ہوئے کسی اور کے نام پر ذبح کرے گا تو یہ شرک فی العبادت کہلائے گا، اسی طرح سے طواف، قسم، حج، روزہ وغیرہ یہ سب اعمال صرف اللہ تعالی ہی کے لئے کیے جاتے ہیں۔

شرک فی الدعا۔۔ یہ شرک فی الذات کی چوتھی قسم ہے۔ اللہ تعالی اکیلے سارے جہانوں اور جو کچھ ان میں ہیں ان سب کے معبود کے ساتھ ساتھ رب یعنی پالنے والے بھی ہے۔ اللہ تعالی کی ربوبیت کے بارے میں تفصیل پہلے مرحلہ میں گزر چکی ہیں۔

جیسے ابھی شرک فی الواحدانیت اور شرک فی العبادت میں تفصیل آئی کے کچھ لوگ اللہ تعالی کی واحدانیت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور ان کی عبادت بھی کرتے ہیں جیسے بتوں کی، انبیاء علیہم السلام کی، اولیاء اللہ وغیرہ کی۔ یہی لوگ پھر ان سے دعا (دعا اسی سے کی جاتی ہے جس کو رب سمجھا جائے اور سارے جہانوں کے رب تو اکیلے اللہ تعالی ہی ہے) بھی کرتے ہیں اور یہ عمل شرک فی الدعا کہلاتا ہے۔ یہ لوگ شرک فی الواحدانیت اور شرک فی العبادت کے ساتھ ساتھ شرک فی الدعا کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ چونکہ شرک فی الواحدانیت، شرک فی العبادت اور شرک فی الدعا تینوں شرک فی الذات کی اقسام ہیں لہذا ان لوگوں کو شرک فی الذات کا مرتکب کہا جاتا ہیں۔

کچھ مسلمان ایسے ہیں جو اللہ تعالی کی واحدانیت، اللہ تعالی کی تشبیہ میں شرک کے مرتکب نہیں ہوتے مگر اللہ تعالی کی عملی عبادات میں شریک ٹھہراتے ہیں جیسے شرک فی العبادت میں بیان ہوا۔ یہی لوگ پھر ان سے جن کو اللہ تعالی کی عملی عبادات میں شریک ٹھہراتے ہیں ان سے دعا (دعا صرف اللہ تعالی سے کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالی اکیلے ہی رب ہے اور کوئی نہیں) بھی کرتے ہیں۔ یہ نام نہاد مسلمان شرک فی العبادت کے ساتھ ساتھ شرک فی الدعا کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

کچھ ایسے مسلمان بھی ہیں جو اللہ تعالی کی واحدانیت، اللہ تعالی کی تشبیہ اور اللہ تعالی کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے مگر اللہ تعالی کے علاوہ دوسروں (فوت شدہ لوگوں، انبیاء علیہم سلام، اولیاءاللہ وغیرہ) سے دعا مانگتے ہیں یہ یقین رکھتے ہوئے کہ فلاں ہماری دعا پوری کرسکتا ہے لہذا اس عمل سے وہ نام نہاد مسلمان شرک فی الدعا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

یہاں شرک فی الدعا کے ساتھ ساتھ شرک فی الذات کی تفصیل بھی مکمل ہوئی۔

شرک فی الصفات

شرک فی الصفات شرک اکبر کی دوسری قسم ہے۔ ہم نے دوسرے مرحلہ میں اور تیسرے مرحلے میں عقائد میں "اللہ تعالی پر ایمان" کے عقیدہ میں اللہ تعالی کی صفات کے بارے میں یہ جانا تھا کہ۔۔

۔ا۔۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات ذاتی (کسی کی عطا کردہ نہیں) ہیں۔

۔۲۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات لا محدود (کبھی نہ ختم ہونے والی) ہیں۔

۔۳۔ اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور اللہ تعالی کی ساری صفات غیر فانی (ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی) ہیں۔

اللہ تعالی کی صفات میں سے کسی ایک صفت کے بارے میں بھی یہ یقین رکھنا کہ یہ صفت اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور میں بھی موجود ہے شرک فی الصفات کہلائے گا۔ انسان کی یا کسی بھی چیز کی جو بھی صفت ہیں وہ اللہ تعالی کی عطا کردہ ہے، وہ صفت محدود ہے اور فانی ہے۔ ایسی عطا کردہ، محدود اور فانی صفت کو اللہ تعالی کی صفت سے ملانا شرک فی الصفات کہلاتا ہیں۔ جیسے اللہ تعالی سب کچھ دیکھنے والے ہے جو سمندروں کے اندر ہیں، جو مٹی کے اندر ہیں، جو پتھروں کے اندر ہیں، جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور جن کا ہم تصور نہیں کرسکتے وغیرہ۔ یہ صفت اللہ تعالی کی ہے۔ اگر کوئی یہ یقین رکھے کہ فلاں شخص یا کوئی نبی یا کوئی ولی وغیرہ بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہیں یہ یقینا شرک فی الصفات کہلائے گا جبکہ ان کی یہ صفت عطا کردہ ہے، محدود ہے اور فانی ہے۔ شرک فی الصفات کی بہت سی اقسام ہیں۔

شرک فی البصر۔۔ اس کی تفصیل دوسرے مرحلے میں اللہ تعالی کی صفت **بَصِيْرٌ** میں گزر چکی ہیں۔ جیسے ابھی بیان ہوا کہ اللہ تعالی سب کچھ دیکھنے والے ہے جو سمندروں کے اندر ہیں، جو مٹی کے اندر ہیں، جو پتھروں کے اندر ہیں، جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور جن کا ہم تصور نہیں کرسکتے وغیرہ۔ یہ صفت اللہ تعالی کی ہے۔ اگر کوئی یہ یقین رکھے کہ فلاں شخص یا کوئی نبی یا کوئی ولی وغیرہ بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہیں یہ یقین شرک فی الصفات کہلائے گا۔ انسان کی جو دیکھنے کی صفت ہے وہ عطا کردہ ہے، محدود ہے اور فانی ہے۔

شرک فی العلم۔۔ اس کی تفصیل دوسرے مرحلے میں اللہ تعالی کی صفت **عَلِيْمٌ** میں گزر چکی ہیں۔ تمام جہانوں میں اور جو کچھ ان میں ہو رہا ہیں ان سب کا علم اللہ تعالی کو ہے، جن چیزوں کا ہم تصور کرسکتے ہیں ان سب کا علم بھی اللہ تعالی کو ہے اور جن کا ہم تصور نہیں کرسکتے یعنی غیب کی چیزیں ان سب کا علم بھی صرف اللہ تعالی ہی کو ہے۔ نبی، ولی، جن، فرشتے وغیرہ ان سب کے پاس جو بھی علم ہیں وہ اللہ تعالی کا عطا کردہ ہے، محدودہے اور فانی ہے۔ لہذا اگر کوئی یہ یقین رکھے کہ کسی نبی، ولی، جن وغیرہ کے پاس غیب کا علم ہیں (غیب کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے) تو یہ شرک فی العلم کہلائے گا۔

شرک فی السمع۔۔ اس کی تفصیل دوسرے مرحلے میں اللہ تعالی کی صفت **سَمِیْعٌ** میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالی سب کچھ سننے والے ہے جو سمندروں کے اندر ہو رہا ہیں، جو مٹی کے اندر ہو رہا ہیں، جو پتھروں کے اندر ہو رہا ہیں، جن کا ہم تصور کر سکتے ہیں اور جن کا ہم تصور نہیں کرسکتے وغیرہ۔ یہ صفت اللہ تعالی کی ہے۔ اگر کوئی یہ یقین رکھے کہ فلاں شخص یا کوئی نبی یا کوئی ولی وغیرہ بھی سب کچھ سن سکتا ہیں یہ یقین شرک فی الصفات کہلائے گا۔ انسان کی جو سننے کی صفت ہے وہ عطا کردہ ہے، محدود ہے اور فانی ہے۔

شرک فی الملک۔۔ اس کی تفصیل دوسرے مرحلے میں اللہ تعالی کی صفت **مَلِكٌ** اور **مَالِكَ الْمُلْكِ** میں گزر چکی ہے۔ سارے جہانوں اور جو کچھ ان میں ہیں سب کچھ اللہ تعالی کی ملکیت اور ان سب پر اللہ تعالی کا حکم چلتا ہے۔ کوئی بھی اگر یہ یقین رکھے کہ فلاں جگہ کسی کی ملکیت ہے اور ادھر اس کا حکم چلتا ہے اور یہ یقین ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کے بارے میں ہونا چاہئے تو یہ شرک فی الملک کہلائے گا۔ جیسے کوئی اللہ تعالی کی حرام کردہ چیز کو حلال سمجھے یہ شرک فی الملک کہلائے گا۔

شرک فی التصرف۔۔ دوسرے مرحلے میں اللہ تعالی کی صفت **مَلِكٌ** کے ضمن میں لفظ تصرف آیا تھا جس کا معنی یہاں بیان کیا جائے گا۔ تصرف کے معنی میں اللہ تعالی کی ساری صفات آتی ہیں اور جو کوئی اللہ تعالی کی کسی بھی صفت میں کسی کو شریک ٹھہرائے تو وہ شرک فی التصرف کہلائے گا۔ اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر چیز میں جو بھی صفت ہے وہ اللہ تعالی کی عطا کردہ ہے، وہ صفت محدود ہے اور وہ صفت فانی ہے جبکہ اللہ تعالی کی ساری صفات ذاتی (کسی کی عطا کردہ نہیں) ہیں، لا محدود (کبھی نہ ختم ہونے والی) ہیں اور غیر فانی (ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی) ہیں۔
یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شرک فی التصرف میں ساری صفات آجاتی ہیں تو پھر شرک فی البصر، شرک فی السمع، شرک فی العلم اور شرک فی الملک کو الگ الگ کیوں بیان کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہیں کہ ان صفات میں لوگ شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں لہذا ان صفات کو الگ الگ کرکے اس لئے سمجھایا گیا ہے تاکہ لوگ خوب اچھی طرح سے سمجھ لے اور شرک کو پہچان کر اس سے باز آجائے اور توبہ و استغفار کرے۔
ہر قسم کا نفع، نقصان، روزی، عزت، ذلت، اولاد، خوشی، غمی، تکلیف، راحت، شہرت، وغیرہ سب کچھ اللہ تعالی کے اختیار میں ہیں۔ لہذا اگر کوئی اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو ان سب چیزوں کا مختار (اختیار والا) سمجھے تو وہ شرک فی التصرف کا مرتکب

ہو گا۔ اختیار کل اور قادر مطلق صرف اللہ تعالی کی ذات ہے۔ یہاں شرک فی الصفات کے ساتھ ساتھ شرک اکبر بھی مکمل ہوا۔

شرک اصغر

شرک اصغر کو شرک خفی، شرک فسقیہ، شرک فعلی اور شرک فی العادات بھی کہتے ہیں۔ شرک اصغر وہ شرک ہے جس کا مرتکب گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اگر کوئی شرک اصغر پر عقیدہ رکھتے ہوئے عمل کرے تو یہ بھی شرک اکبر بن جائے گا اور شرک اکبر کا مرتکب اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور اس کے لئے تجدید ایمان (تجدید ایمان کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئی گی) لازم ہے۔ شرک اصغر میں بہت سے اعمال آتے ہیں، ان سب کا احاطہ کرنا تھوڑا مشکل ہیں مگر ہر کام میں احتیاط کی جائے تو انشاءاللہ شرک اصغر سے مکمل طور پر بچا جا سکتا ہے۔ شرک اصغر کے بارے میں ایک چیز ذہن میں رکھ لے کے شرک اصغر سے گناہ صغیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے مگر شرک اصغر بہت خطرناک ہے۔ جتنی بھی شرک اکبر کی اقسام بیان ہوئی ہیں یہ سب شرک اصغر سے ہوتے ہوئے شرک اکبر بن جاتی ہیں۔ شرک اصغر کی چند مشہور اقسام یہ ہیں۔

ریاکاری۔۔ ریاکاری کا معنی یہ ہیں کہ ہم کوئی نیکی کا کام کررہے ہیں اور نیکی کا کام اللہ تعالی کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کررہے ہیں مگر ساتھ ہی یہ خیال دل میں آرہا ہے کہ فلاں شخص مجھے دیکھ رہا اور نیکی کرنے والا نیکی کا کام بڑھا چڑھا کر کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ فلاں شخص اس کو دیکھ رہا ہے یہ عمل شرک اصغر کہلائے گا۔ اب ذرا اندازہ کرے کہ اگر اس عمل کو بروقت پکڑا نہ جائے تو یہ کتنا بڑا شرک بن سکتا ہے۔

اسی طرح ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور ہمیں اندازہ ہوا کہ فلاں شخص ہمیں نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے تو ہم اپنی نماز اس کو دکھانے کے لئے لمبی کر دیتے ہیں جیسے پہلے پانچ سیکنڈ کا سجدہ کر رہے تھے اب چونکہ فلاں شخص دیکھ رہا ہے اس لئے ہم نے اپنا سجدہ لمبا کرکے سات سیکنڈ کا کردیا تو یہ عمل شرک اصغر کہلائے گا۔

اسی طرح سے صدقہ و خیرات کرتے وقت، نماز پڑھتے وقت، کسی کی مدد کرتے وقت، کو ئی نیک کام کرتے وقت اپنے آپ کو مضبوط رکھے کہ یہ سارے اعمال صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں۔ اس شرک سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے اعمال کسی پر ظاہر نہ کئے جائے اور ہر وقت اللہ تعالی کو یاد کرکے ہر عمل کی کمی بیشی پر استغفار کرے تو انشاءاللہ اللہ تعالی ان اعمال کو قبول بھی فرمائے گے او ان اعمال کو بڑھا بھی دے گے۔

اسی شرک سے متعلق قیامت کے دن بڑے بڑے اعمال کرنے والے ان میں مجاہدین، صدقہ و خیرات کرنے والے وغیرہ لوگ حاضر ہو گے مگر اللہ تعالی ان سے کہے گے کہ جن کے لئے اعمال کئے تھے ان سے ان اعمال کا اجر لے لو۔اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو ریاکاری سے اپنے حفظ و ایمان میں رکھے آمین۔

تعظیمی عبادت۔۔ عبادت صرف اللہ تعالی کی جاتی ہیں۔ اگر کوئی عبادت میں کسی کو اللہ تعالی کا شریک ٹھہرائے تو یہ شرک فی العبادت یعنی شرک اکبر کہلائے گا۔

ایک عبادت وہ ہے جس کو تعظیمی عبادت کہتے ہے۔ یعنی ایک شخص کسی دوسرے شخص کو سجدہ کررہا ہے مگر وہ یہ سجدہ عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ تعظیمی سجدہ کررہا ہے تو یہ عمل شرک اصغر کہلائے گا۔ قبر کو تعظیمی سجدہ کرنا، کسی کے لئے تعظیم میں کھڑے ہونا جیسے اللہ تعالی کے لئے کھڑے ہوا جاتا ہے وغیرہ یہ سب شرک اصغر کہلاتے ہیں۔

رسم و رواج۔۔ بہت سے لوگ ایسے رسم و رواج میں مبتلا ہیں جو کہ شرک اصغر ہیں۔ کچھ مشہور رسمیں یہ ہیں۔۔

۔۔ جب کوئی عورت شادی کے بعد رخصت ہوکر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے تو اس کی گود میں لڑکا دے دیتے ہے۔ اس رسم کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے کہ چونکہ اس کی گود میں لڑکا دیا گیا ہے تو اس کو بھی لڑکا ہو گا۔ اگر اس کو عقیدہ سمجھا جائے تو یہ شرک اکبر بن جائے گا اور ایسے ہی عمل کیا جارہا ہے تو یہ شرک اصغر ہے۔

۔۔ کسی کے گھر کوئی کنگھی گر جائے، یا کپڑوں کا پائنچہ موڑ جائے یا کوا چھت پر بیٹھ کر کائیں کائیں کرنے لگے وغیرہ تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ مہمان آنے والے ہیں۔ ایسی رسموں پر عقیدہ رکھنا تو شرک اکبر ہے اور اگر ایسی رسموں پر عمل کیا جا رہا ہے کیونکہ سب لوگ کررہے ہیں وغیرہ تو یہ شرک اصغر ہیں۔

۔۔ کچھ لوگ راستے سے گزر رہے ہوتے ہیں کہ اچانک کالی بلی ان کا راستہ کاٹ دیتی ہے تو لوگ اسی راستہ سے واپس ہو جاتے ہے کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ کالی بلی نے راستہ کاٹا ہے اگر آگے گئے تو نقصان ہو گا۔ ایسی چیزوں پر عقیدہ رکھنا شرک اکبر ہے اور اگر ان پر عمل کیا جارہا ہے بغیر عقیدہ کے تو یہ شرک اصغر ہیں۔ ایسی بے شمار رسمیں ہیں جن پر لوگ عمل کررہے ہیں اور شرک اصغر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ لہذا ان رسموں سے بچنا چاہئے نجانے کب یہ رسمیں شرک اصغر سے شرک اکبر کی صورت اختیار کرلے اور ہمیں خبر بھی نہ ہو۔ اللہ تعالی ایسی غیر اسلامی رسموں وغیرہ سے ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے آمین۔ یہاں شرک اصغر کے ساتھ ساتھ شرک کا موضوع مکمل ہوا۔

شرک سے کیسے بچا جائے

شرک سے بچنے کے لئے شرک کی اقسام کا جاننا بہت ضروری ہیں۔ شرک اکبر سے بچنا تو آسان ہے یعنی شرک اکبر کو جان کر ہر بندہ شرک اکبر سے بچ سکتا ہے کیونکہ شرک اکبر کی پہچان بہت واضح ہوتی ہے۔ شرک اصغر سے بچنے کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرک اصغر کے بارے میں ایک چیز تو ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شرک اصغر بہت خطرناک ہے۔ یہ بت وغیرہ کیسے بنے تھے اس کی ایک تاریخ ہے۔ جب لوگوں میں نیک لوگ فوت ہوگئے تو لوگ ان کی مورتیاں اور بت وغیرہ بناتے تھے ان کی تعظیم کے لئے اور وہ تعظیم بڑھتے بڑھتے آج شرک اکبر کی کھلی شکل اختیار کر چکی ہے۔ لہذا شرک اصغر سے بچنے کے لئے دین کا علم اتنا حاصل کرنا فرض ہے جس سے شرک اصغر کی واضح تمیز ہو جائے۔ ہر مسلمان روزانہ صبح فجر کی نماز کے بعد تین مرتبہ اور مغرب کی نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے تو انشاءاللہ ہر قسم کے شرک سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہیں۔۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًاوَّاَنَاۤ اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَالَآ اَعْلَمُ

جو اعمال شرک نہیں ہیں

مذکورہ اعمال شرک نہیں ہیں۔۔

۔ا۔۔ پیپر منی استعمال کرنا شرک نہیں ہیں۔ پیپر منی کاغذ کی کرنسی کو کہتے ہیں جو ہر ملک میں استعمال ہو رہی ہیں۔

۔۲۔۔ کسی بھی ملک (امریکہ، برطانیہ وغیرہ) کی شہریت لینا بھی شرک نہیں ہیں۔

۔۳۔۔ الیکشن مین ووٹ ڈالنا بھی شرک نہیں ہیں۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جو امیدوار سب سے بہتر ہو اسے ووٹ دینا چاہئے کیونکہ ووٹ ایک امانت کی طرح ہوتا ہے۔

تجدید ایمان کیسے کیا جاتا ہے

جو مسلمان شرک اکبر کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں چاہے مرد ہو یا عورت۔ ان کے لئے

تجدید ایمان ضروری ہے۔ تجدید ایمان کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے اس گناہ کا ارتکاب ہوا وہ سچے دل سے توبہ کرے اور کلمہ پڑھے اور آئندہ ایسے اعمال جن کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوا ان کے پاس بھی نہ جائے۔ یہ طریقہ تجدید ایمان کہلاتا ہیں۔ تجدید ایمان اکیلے بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالی کو گواہ بناکر اور تجدید ایمان ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ کسی عالم دین کے پاس جاکر عالم دین کے سامنے توبہ کرے اور پھر وہ عالم دین اس کو کلمہ پڑھائے۔ اگر کوئی شخص ایسے شرک میں مبتلا ہے کہ جس سے تجدید ایمان ضروری ہے وہ تجدید ایمان کے ان دونوں طریقوں سے جونسا طریقہ بہتر سمجھے اس پر عمل کرتے ہوئے تجدید ایمان کرلے، انشاءاللہ اس کا ایمان بحال ہو جائے گا۔

ایک اور چیز بہت اہم ہے کہ جو شخص شرک اکبر کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت ان کا نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے لہذا ان کو تجدید ایمان کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح بھی لازم کرنا ہوتا ہے اور تجدید نکاح کا طریقہ یہ ہیں کہ تجدید ایمان کے بعد نکاح کے گواہوں کے سامنے مہر طے کرکے، گواہوں کے سامنے نکاح کا اقرار کرکے اور نکاح کا خطبہ پڑھ کر نکاح کر لیا جائے۔

تیسرے مرحلہ میں ہم نے یہ جانا کہ اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے فرشتوں، جنات، دنیا کی تخلیق کی حکمت، انسان کی اہمیت و تخلیق و مقصد تخلیق، انسان کی دنیا میں آبادی، مسلمان مؤمن کافر اور منافق، عبادت (عقائد و اعمال کی مکمل تفصیل)، دین اسلام کے مختلف فرقے، اللہ کی دوستی و رفیقی، شرک اور شرک کی ساری اقسام وغیرہ کو سمجھا۔

نبی آخرالزماں ﷺ کی ایک حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلا وَاحِدَةً، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" (بخاری)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں سو منفی ایک جو انہیں حاصل کرتا ہے (یقین کرتا ہے، گہرائی سے ان کے معنی پر غور و فکر کرتا ہے، انہیں دہراتا ہے، ان کے ذریعے اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے، ان ناموں کو پکار کر دعا مانگتا ہے اور ان پر یقین کی رو سے ان کے مطابق عمل کرتا ہے) وہ جنت میں داخل ہو گا

اللہ تعالی کے ننانوے نام یہ ہیں۔۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ
الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَکَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّکُوْرُ الْعَلِیُّ
الْکَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْکَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَکِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ
الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَکِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِیُ الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِیُ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیُ
الْمُتَعَالِیُ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِکُ الْمُلْکِ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ
الْمُغْنِیُ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِیُ الْبَدِیْعُ الْبَاقِیُ الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ

اللہ تعالی کے ان ناموں کی تفصیل پہلے اور دوسرے مرحلے میں گزر چکی ہیں۔

یہاں تیسرا مرحلہ مکمل ہوا۔

چوتھا مرحلہ

یہ اس کتاب کا آخری مرحلہ ہے۔ پچھلے مرحلوں میں ہم نے اللہ تعالی کے بارے میں جانا، اللہ تعالی کی صفات وغیرہ کے بارے میں جانا اور یہ جانا کہ اللہ تعالی سے پہچان کیسے ہوتی ہے۔ یہ اس کتاب کا آخری مرحلہ ہے اور اس مرحلہ میں ہم اللہ تعالی کی زیارت اور اللہ تعالی سے ملاقات کے بارے میں جانے گے۔

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے کلام فرمایا

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی۔۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورۃ بقرۃ آیۃ ۳۱)۔

اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ اسلام سے فرمایا کہ۔۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ (سورۃ بقرۃ آیۃ ۳۳)۔

فرمایا (اللہ نے) اے آدم بتادے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام

قرآن الکریم کی ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کلام فرمایا

قرآن الکریم میں یہ آیا ہیں۔۔

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (سورۃ نساء آیۃ ۱۶۴)۔

اور باتیں کیں اللہ نے موسٰی سے بول کر

اللہ تعالی نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کلام فرمایا، بہت محبت ہے ایسے نبی علیہ اسلام کے لئے جن سے اللہ تعالی نے کلام فرمایا بول کر۔۔ ماشاءاللہ۔ حضرت موسٰی علیہ السلام سے اللہ تعالی کے کلام کی تفصیل کچھ یوں ہے۔۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کے ساتھ سفر پر تھے کہ راستہ بھٹک گئے اور بیوی کی طبعیت بھی خراب ہو رہی تھی اور موسم سرد تھا ایسے میں آگ کی ضرورت تھی کہ گرم سیک بھی مل سکے اور روشنی کی مدد سے راستہ ڈھونڈنے میں بھی آسانی پیدا ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر ایک جگہ پر پڑی جہاں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام اس آگ کی طرف چلے اور اسکے قریب پہنچے تو ایک عجیب حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک بڑی آگ ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتہ جلتا نہیں بلکہ آگ نے درخت کے محسن اور تری و تازگی اور رونق میں اور زیادتی کردی ہے۔ یہ حیرت انگیز منظر کچھ دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید کوئی چنگاری آگ کی زمین پر گرے تو یہ اٹھا لیں۔ جب دیر تک ایسا نہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس وغیرہ کے کچھ تنکے جمع کرکے اس آگ کے قریب کیا کہ ان میں آگ لگ جائیگی تو ان کا کام ہو جائے گا مگر جب یہ گھانس پھونس آگ کے قریب کئے تو آگ پیچھے ہٹ گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آگ ان کی طرف بڑھی یہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ بہرحال آگ حاصل کرنے کا مطلب پورا نہ ہوا۔ یہ عجیب و غریب آگ سے حیرت کے عالم میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی (روح) یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کے دامن مین پیش آیا جو ان کی داہنی جانب تھا اور جس کا نام طویٰ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز اس طرح سنی کہ ہر جانب سے یکساں آرہی تھی اسکی کوئی جہت متعین نہیں تھی اور سننا بھی ایک عجیب انداز سے ہوا کہ صرف کانوں سے نہیں بلکہ تمام اعضاء بدن سے سنا گیا جو ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آواز کا حاصل یہ تھا کہ جس چیز کو آپ آگ سمجھ رہے ہیں وہ آگ نہیں اللہ تعالی کی ایک تجلّی ہے اور اس میں فرمایا کہ میں ہی آپ کا رب ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس آواز کے متعلق یہ یقین کس طرح ہوا کہ اللہ تعالی ہی کی آواز ہے؟ اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے قلب کو اس پر مطمئن کر دیا کہ وہ یقین کرلیں کہ یہ آواز اللہ تعالی ہی کی ہے دوسرے اس آگ کے حیرت انگیز حالات کہ درخت کو جلانے کے بجائے اس کی تازگی اور حسن بڑھا رہی ہے اور آواز بھی عام لوگوں کی آواز کی طرح نہیں کہ ایک سمت سے آئے بلکہ ہر طرف سے یہ آواز یکساں سنی گئی دوسرے صرف کانوں نے نہیں بلکہ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء جو سننے کیلئے وضع نہیں ہوئے سب اسکی سماعت میں شریک تھے اس سے بھی سمجھا گیا کہ اللہ تعالی کی طرف سے آواز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب نداء "یا موسیٰ" کے لفظ سے دی گئی تو انھوں نے لبیک کہہ کر جواب دیا اور عرض کیا کہ میں آواز سن رہا ہوں مگر آواز دینے والے کی جگہ معلوم نہیں، آپ کہاں ہیں تو جواب آیا کہ میں تیرے اوپر، سامنے، پیچھے اور تیرے ساتھ ہوں۔ پھر عرض کیا کہ میں یہ کلام خود آپ کا سن رہا ہوں یا آپ کے بھیجے ہوئے کسی فرشتہ کا؟ تو جواب آیا کہ میں خود ہی آپ سے کلام کررہا ہوں۔ اس

سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام لفظی بلاواسطہ فرشتہ کے خود سنا ہے جیسا اہل سنت والجماعت میں سے ایک جماعت کا مسلک یہی ہے کہ کلام لفظی بھی قدیم ہونے کے باوجود سنا جا سکتا ہے اس پر جو شبہ حدوث کا کیا جاتا ہے اسکا جواب ان کی طرف سے یہ ہے کہ کلام لفظی اس وقت حادث ہوتا ہے جبکہ وہ مادی زبان سے ادا کیا جائے جس کے لئے جسم، سمت، جہت شرط ہے۔ نیز سننے کیلئے صرف کان مخصوص ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح سنا کہ نہ آواز کی کوئی جہت و سمت تھی اور نہ سننے کے لئے صرف کان مخصوص تھے بلکہ سارے اعضاء سن رہے تھے۔ ظاہر ہے یہ صورت احتمال حدوث سے پاک ہے۔ واللہ اعلم۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ جلد 6 ص 69 اور 70)۔

اللہ تعالی کی زیارت

انسان کو اللہ تعالی کی زیارت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تمام علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالی کی ذات کا مشاہدہ اور زیارت نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ درخواست کی کہ "رَبِّ اَرِنِیۡ اے میرے پروردگار مجھے اپنی زیارت کرادیجئے" تو جواب میں ارشاد ہو کہ "لَنۡ تَرٰىنِیۡ آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے"۔ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ جواب ملتا ہے تو پھر اور کسی جن و بشر کی کیا مجال ہے۔ البتہ آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالی کی زیارت ہونا صحیح و قوی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور خود قرآن الکریم میں موجود ہے۔۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (سورة قيامة آيتين ٢٢و٢٣)۔

قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے

البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر اللہ تعالی کی رویت سے مشرف نہ ہوں گے جیسا کہ قرآن الکریم کی ایک آیت میں ہے۔۔

كَلَّاۤ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ (سورة مطففين آية ١٥)۔

یعنی کفار اس روز اپنے رب کی زیارت سے محجوب و محروم ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اللہ تعالی ان سے فرمائیں گے کہ جو نعمتیں جنت میں مل چکی ہیں اس سے زائد کچھ چاہئے تو بتلاؤ کہ ہم وہ بھی دیدیں۔ جنتی لوگ عرض کریں گے یا اللہ آپ نے

ہمیں دوزخ سے نجات دی جنت میں داخل فرمایا اس سے زیادہ ہم اور کیا چاہیں؟ اس وقت حجاب درمیان سے اٹھا دیا جائے گا اور سب کو اللہ تعالی کی زیارت ہوگی اور جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات چاند کی چاندنی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع تھا آپ ﷺ نے چاند کی طرف نظر فرمائی اور پھر فرمایا کہ (آخرت میں) تم اپنے رب کو ایسی طرح عیانا دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ترمذی اور مسند احمد کی ایک حدیث میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالی جن لوگوں کو جنت میں خاص درجہ عطا فرمائیں گے ان کو روزانہ صبح و شام اللہ تعالی کی زیارت نصیب ہوگی (انشاءاللہ اللہ تعالی مجھے بھی ان خاص لوگوں میں شامل کرے گے)۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو اللہ تعالی کی زیارت نہیں ہو سکتی اور آخرت میں سب اہل جنت کو ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شب معراج میں زیارت ہوئی وہ بھی درحقیقت عالم آخرت ہی کی زیارت ہے جیسا شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا کہ دنیا صرف اس جہان کا نام ہے جو آسمانوں کے اندر محصور ہے آسمانوں سے اوپر آخرت کا مقام ہے وہاں پہنچ کر جو زیارت ہوئی اس کو دنیا کی زیارت نہیں کہا جا سکتا۔ اب سوال یہ رہتا ہے کہ جب آیت قرآن الکریم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالی کی رویت ہو ہی نہیں سکتی تو پھر قیامت میں کیسے ہوگی؟ اس کا جواب کھلا ہوا یہ ہیں کہ آیت قرآن الکریم کے یہ معنی نہیں کہ انسان کے لئے اللہ تعالی کی رویت و زیارت ناممکن ہے بلکہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ انسان کی نگاہ اس کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ اس کی ذات غیر محدود اور انسان کی نظر محدود ہے۔ قیامت میں بھی جو زیارت ہوگی وہ اسی طرح ہوگی کہ نظر احاطہ نہیں کر سکے گی اور دنیا میں انسان اور اسکی نظر میں اتنی قوت نہیں جو اس طرح کی رویت کو بھی برداشت کرسکے اس لئے دنیا میں رویت مطلقًا نہیں ہوسکتی اور آخرت میں قوت پیدا ہو جائے گی تو رویت و زیارت ہو سکے گی مگر نظر میں ذات اللہ تعالی کا احاطہ اس وقت بھی نہ ہوسکے گا۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع ؒ جلد 3 ص 411 اور 412)۔

جب اللہ تعالی کو جانا اور پہچانا جاتا ہے تو جاننے اور پہچاننے والے یہ جان جاتے ہیں کہ ہماری زندگی بہت قیمتی ہیں اور یہ زندگی اس لئے عطا کی گئی ہے تاکہ اس ذات باری تعالی کو پہچانا جائے، اس ذات باری تعالی کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری جائے اور آخرت میں اس ذات باری تعالی کی زیارت کا مستحق بنا جائے۔

چوتھے مرحلہ کے ساتھ ساتھ یہ کتاب بھی مکمل ہوئی (۳۰ **جمادی الثانیة** ۱۴۳۳)۔

اللھم احفظنا ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العٰلمین

فی امان اللہ

END